الصوارم الهندیہ

۱۳۴۵ھ

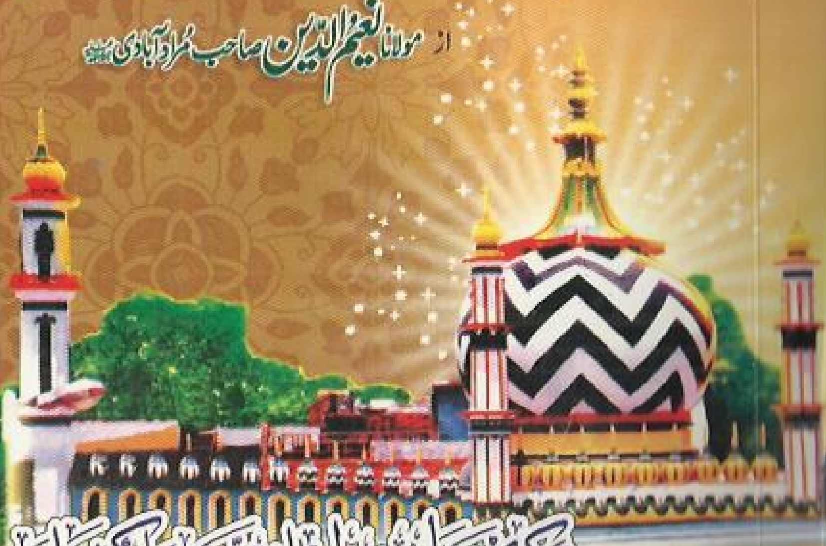
ترتیب

مناظر اسلام مولانا حشمت علی خان صاحب قادری رضوی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

مع

التحقیقات لدفع التلبیسات

از مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ



مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان

نام کتاب	:	الصوارم الهندیه مع التحقیقات لدفع التلبیسات
تالیف	:	مناظر اسلام شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ
باہتمام	:	حجۃ الاسلام علامہ پیر سید محمد عرفان مشہدی موسوی
خصوصی تعاون	:	قمر الزمان (غور غشتی، حال مقیم برمنگھم یو کے)
ناشر	:	مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان
کمپوزنگ	:	سفیر احمد
تعداد	:	۱۱۰۰

ملنے کے پتے

مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان

مرکزی دفتر: 119' مین بازار داتا دربار' لاہور

صوبائی دفتر: متصل جامع مسجد جلالی' خیابان اقبال' بنگش کالونی' پیرودھائی' راولپنڈی

0300-8192320, 0301-5446663

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضروری گذارش

''الصوارم الہندیہ'' مرتبہ شیر بیشہ اہل سنت علامہ حشمت علی خان قادری رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہاتھوں میں ہے قارئین! سے گذارش ہے کہ توجہ اور حضوری کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کریں اور علماء ومشائخ سے خصوصاً یہ گذارش ہے کہ آج کے دور پُر فتن میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اس کتاب کی ترتیب کے تقریبا ۶۵ برس کے بعد دور حاضر کے علماء کرام ومشائخ عظام دانشور ''الصوارم الہندیہ'' کی تصدیق کیلئے اپنے تصدیقی کلمات ذاتی دستخطوں سے مزین فرما کر احقر کو بھیجیں۔

دوسرے ایڈیشن کی طباعت کا فوری اہتمام کر کے آپ کی تصدیقات کو منظر عام پر لایا جائے گا اس طرح اپنے عظیم اکابر کی خوبصورت کاوشوں سے آج کے عہد کو جوڑنے، بھولا ہوا سبق نسل نو کو یاد دلانے اور عزت وناموس رسول علیہ السلام کیلئے اپنے اکابر کی پُر عزم تحریک کی تجدید کا سامان ہوگا جو یقیناً اہل سنت وجماعت کی فکری تازگی کا باعث ہوگا۔

امید واثق ہے کہ آپ اولین فرصت میں اپنے قلبی جذبات اپنے دستخطوں سے مزین کر کے مرکزی جماعت اہل سنت کے مرکزی دفتر میں بھیجیں گے۔

پیشگی شکریہ

خاک راہ عاشقان

سید محمد عرفان مشہدی موسوی

۲۰۔۰۹۔۲۰۱۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

ادیب اہلسنت حضرت مولانا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری۔ مظہری۔ لاہور

منظور ہے گزارش احوال واقعی
اپنا بیان حُسنِ طبیعت نہیں مجھے

انگریزوں نے سونے کی چڑیا دیکھ کر اپنے بھوکے ملک سے افلاس دور کرنے کی خاطر متحدہ ہندوستان کے خوشحال ترین صوبہ بنگال میں ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی۔ جب تجارت کے پردے میں یہاں خوب پاؤں جم گئے تو ملک پر للچائی ہوئی نگاہیں ڈالنے لگے۔ حصولِ مقصد کی خاطر جوڑ توڑ کا جال بچھانا شروع کیا اور اپنی عیاری سے بنگال پر قابض ہوگئے۔ دیسی غداروں اور زرخرید کارندوں کے باعث یکے بعد دیگرے مختلف ریاستوں پر قبضہ جماتے ہوئے ایک روز سرزمین پاک وہند کے واحد مالک بن بیٹھے۔

چونکہ متحدہ ہندوستان کی مرکزی حکومت یعنی دہلی کا تخت وتاج آخری مغل بادشاہ، بہادر شاہ ظفر سے چھینا تھا اور مسلمان ہی فعال نظر آتے تھے۔ لہذا ملک کے فرمانروا بنتے ہی ملت اسلامیہ کو صلیب کا شیدائی بنانے کی سرتوڑ کوشش کی اور انگلینڈ سے اس مقصد کی خاطر پادری صاحبان بلانے شروع کردیئے جو آتے ہی اسلامی عقائد ونظریات اور بانیء اسلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کردیتے اور علمائے اسلام کو جگہ جگہ دعوت مناظرہ دیتے پھرتے۔ برساتی حشرات الارض کی طرح پادریوں کا جال پورے ملک میں بچھ چکا تھا۔

۱۸۵۴ء میں لنڈن سے مایہ ناز مناظر پادری فنڈر کو بھیجا گیا۔ جو عربی اور فارسی

میں بھی خاصی مہارت رکھتا تھا۔اس نے آتے ہی مختلف شہروں میں تقریریں کرتے ہوئے بلند و بانگ دعوے کیے اور اسلام کی حقانیت کو چیلنج کرتے ہوئے مقابلے کے لیے علمائے کرام کو للکارا۔ چنانچہ مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے بانی پایۂ حرمین مولانا رحمت اللہ کیرانوی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء) نے ڈاکٹر وزیر خاں مرحوم کی معیت میں پادری فنڈر سے مناظرہ کیا اور آگرے کی سرزمین میں اس کا سارا علمی غرور ایسا خاک میں ملایا کہ روسیاہی کو چھپانے کی خاطر پادری صاحب کو متحدہ ہندوستان سے بھاگتے ہی بنی اور اس درجہ بدحواس ہوکر بھاگا کہ لندن پہنچ کر ہی دم لیا۔اسی طرح مختلف پادریوں نے جگہ جگہ منہ کی کھائی۔ علمائے کرام ان کا علمی محاذ پر ناطقہ بند کرتے اور یہ اعلان سناتے رہتے تھے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

تقریر و تحریر اور مباحثہ و مناظرہ کے میدانوں میں جب پادری صاحبان منہ کی کھا رہے تھے تو ایسٹ انڈیا کمپنی کو اپنا منصوبہ زندہ در گور ہوتا ہوا نظر آنے لگا۔ان حالات میں پرانے شکاری ایک نیا جال لے کر نمودار ہوئے چنانچہ ۱۸۵۵ء میں پادری ایڈمنڈ نے کلکتہ سے ہر تعلیم یافتہ مسلمان اور خصوصاً سرکاری ملازمین کے پاس ایک گشتی مراسلہ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا:

> ''اب ہندوستان میں ایک عملداری ہوگئی۔ تار برقی سے ہر جگہ کی خبر ایک ہوگئی۔ ریلوے اور سڑک سے ہر جگہ کی آمد و رفت ایک ہوگئی۔ مذہب بھی ایک چاہیے۔ اس لیے مناسب ہے کہ تم لوگ بھی عیسائی۔ ایک مذہب ہو جاؤ''۔(۱)

۱۔ ۱۸۵۷ء مصنفہ غلام رسول مہر۔ص:۲۹

انگریزوں کی ایسی عیاریوں کے خلاف لاوا پکتا رہا اور دل و دماغ کھولتے رہے جس کا نتیجہ ۱۸۵۷ء میں ظالم و مظلوم اور حاکم و محکوم کے درمیان فیصلہ کن تصادم کی صورت میں منظر عام پر آیا۔ اس معرکہ آرائی میں انگریزوں کے قدم بری طرح اکھڑ گئے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے فرار ہونے کے تمام راستے بھی مسدود تھے تمام انگریزوں کی موت یقینی نظر آرہی تھی لیکن ماہرین جوڑ توڑ اپنے زرخرید کارندوں اور ایجنٹوں کے سہارے ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک اس وطن عزیز پر مزید نوے سال کے لیے قابض ہو گئے۔

اس تصادم کے بعد انگریزوں نے اپنی پالیسی کو پراسرار بنا لیا۔ اب تو ایسے صاحبان جبہ و دستار کی جستجو ہوئی جن سے تخریب دین اور افتراق بین المسلمین کا کام لیا جائے تو قدرت نے بھی ایسے لصوص دین کی سرکوبی اور ملک و ملت کے بدخواہوں کے حقیقی خدوخال ظاہر کرنے والے مجدد مائۃ حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کو اس تصادم سے قریبا ایک سال پہلے بریلی شریف میں پیدا فرما دیا۔ اسلام کے اس بطل جلیل حقانیت کے علمبردار اور مذہب اہلسنت و جماعت کے بیباک ترجمان کے تجدیدی کارنامے کو ہم نے معارف رضا کے نام سے چار ضخیم جلدوں میں بیان کیا ہے۔ جلد اول میں ان صاحبان جبہ و دستار کے چہروں سے پوری طرح نقاب ہٹائی ہے جو رہبری کے بھیس میں رہزنی کر رہے تھے۔

۱۸۵۷ء کے بعد انگریز اگرچہ پورے ملک پر قابض ہو گئے لیکن اس معرکہ آرائی نے ان کی طاقت کا بھرم کھول کر رکھ دیا۔ لہٰذا وہ حساس ہو گئے۔ جو زہر پہلے جبراً کھلاتے تھے۔ اب ایسی گولیوں کی صورت میں مسلمانوں کے حلق سے اتارنے لگے جو دیکھنے میں خوشنما اور کام و دہن کو شیریں معلوم ہوتی تھیں۔ اپنے اس ظالمانہ منصوبے کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی خاطر اور منزل مقصود پر پہنچنے کے لیے انگریزوں نے دو راستے تجویز کیے۔

پہلا راستہ:

یہ کہ مسلمانوں کے زیر تعلیم نونہالوں کو جو بڑے ہو کر قوم کا فعال عنصر اور حکومت کی مشینری کے کل پرزے بنتے ہیں۔ انہیں ایسے رنگ میں رنگ دیا جائے کہ اگر چہ انہیں عیسائی تو نہ کہا جا سکے لیکن ان کی اکثریت ایسی تربیت پا کر نکلے کہ اس پر مسلمان کی تعریف بھی صادق نہ آئے۔ اس طرح مسلمانوں کی آنے والی نسلیں کسی اور ہی رنگ و روپ میں منصہ شہود پر جلوہ گر ہوں گی۔ دوسری جانب مذہبی رہنماؤں کو ایسا عضو معطل بنا کر رکھ دیا جائے کہ بظاہر وہ کسی مصرف کے نظر نہ آئیں۔ قوم ان سے وابستہ نہ رہے۔ ان کی عقیدت کھو بیٹھے تا کہ اسلام کی برکتوں سے بڑی حد تک محروم رہ جائے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کی خاطر برٹش گورنمنٹ نے سب سے پہلا قدم یہ اٹھایا:

''ابتداء میں مدرسوں اور کالجوں کے اندر تعلیم کا طریقہ دوسرا تھا۔ وہ تمام السنہ (زبانیں) وعلوم پڑھائے جاتے تھے جن کا پہلے رواج تھا، مثلاً عربی، فارسی، سنسکرت، فقہ، حدیث، ہندو دھرم کی کتابیں وغیرہ ان کے ساتھ انگریزی بھی پڑھائی جاتی تھی۔ بعد ازاں عربی اور فارسی کی تعلیم بہت کم ہوگئی۔ فقہ و حدیث اور دوسری مذہبی کتابیں بند کر دی گئیں، اردو اور انگریزی کا زور ہوا۔ مذہبی علوم کی تعلیم ختم ہونے پر تشویش تھی ہی کہ اچانک حکومت نے اشتہار دے دیا کہ جو شخص سرکاری سکولوں اور کالجوں کا تعلیم یافتہ ہوگا یا فلاں فلاں علوم اور انگریزی میں امتحان دیکر سند حاصل کرے گا اسے دوسروں کے مقابلے میں ترجیح دی جائیگی''۔ (۱)

۱۔ اسباب بغاوت ہند ص ۱۲   ۱۸۵۷ء مصنفہ غلام رسول مہر ص ۳۰

انگریز تو مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے آشنا دیکھنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اسی لیے حدیث وفقہ کی تدریس ختم کردی۔ عربی، فارسی برائے نام رکھی اور سارا زور انگریزی تعلیم پر دیا، تاکہ سکولوں اور کالجوں میں تربیت پانے والے نونہالان وطن کو مسلمان بنانے کی بجائے بابو اور کلرک بنایا جائے۔ لیکن اس ستم ظریفی کی داد دینے والے کہاں سے آئیں کہ دنیا کی سب سے بڑی اور نظریاتی مملکت ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی خاطر قائم ہوئی۔ جس کے بارے میں یہی بتایا جاتا ہے کہ اس میں انسانوں کی نہیں بلکہ کتاب وسنت کی حکمرانی ہوگی۔ آج اس کو معرض وجود میں آئے۔ سال گزر رہا ہے لیکن معمولی سی ترمیم کے ساتھ سکولوں اور کالجوں میں انگریزوں جیسا نصاب تعلیم ہی جاری ہے۔ اسلامیات کی تعلیم کا اگر کچھ اہتمام نظر آتا ہے تو اسے سیاست کے مشاعرے میں ردیف اور قافیوں کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ باقی کچھ نہیں۔ آئین ایسے نافذ ہوتے رہے ہیں۔ جو خدا اور رسول کے فرمودہ آئین کی ترجمانی سے یکسر قاصر تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے اندر چند باتیں مصلحتاً اسلامی شامل کر کے باقی کسی مغربی ملک کے آئین کی نقل ہوتی ہے۔ انہیں دیکھ کر سچے مسلمان کف افسوس ملتے اور یہی کہتے ہوئے رہ جاتے ہیں۔

ہم بدلنا چاہتے تھے نظم میخانہ تمام
آپ نے بدلا ہے لیکن صرف میخانے کا نام

جب انگریز نے اسلامی تعلیمات کو سکولوں اور کالجوں سے خارج کر کے سارا زور انگریزی پر دینا شروع کردیا تو اس اقدام کی تائید وحمایت حاصل کرنے کی خاطر سرسید احمد خان (المتوفی ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء) کی سرکردگی میں ایک گروہ پہلے ہی تیار کرلیا گیا تھا۔ یہ لوگ قوم کے سامنے رہنماؤں اور خیر خواہوں کے بھیس میں آئے جب کہ مسلمانوں کی جڑیں کاٹنے، برٹش اقتدار کی جڑیں پاتال تک پہنچانے۔ مسلمانوں کا رخ حرم سے لندن کی جانب پھیرنے میں انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ انگریزوں نے دینی علوم کو

میں بھی خاصی مہارت رکھتا تھا۔ اس نے آتے ہی مختلف شہروں میں تقریریں کرتے ہوئے بلند وبانگ دعوے کئے اور اسلام کی حقانیت کو چیلنج کرتے ہوئے مقابلے کے لیے علمائے کرام کو للکارا۔ چنانچہ مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کے بانی پایۂ حرمین مولانا رحمت اللہ کیرانوی علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء) نے ڈاکٹر وزیر خاں مرحوم کی معیت میں پادری فنڈر سے مناظرہ کیا اور آگرے کی سرزمین میں اس کا سارا علمی غرور ایسا خاک میں ملایا کہ روسیاہی کو چھپانے کی خاطر پادری صاحب کو متحدہ ہندوستان سے بھاگتے ہی بنی اور اس درجہ بدحواس ہوکر بھاگا کہ لندن پہنچ کر ہی دم لیا۔ اسی طرح مختلف پادریوں نے جگہ جگہ منہ کی کھائی۔ علمائے کرام ان کا علمی محاذ پر ناطقہ بند کرتے اور یہ اعلان سناتے رہتے تھے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

تقریر وتحریر اور مباحثہ ومناظرہ کے میدانوں میں جب پادری صاحبان منہ کی کھا رہے تھے تو ایسٹ انڈیا کمپنی کو اپنا منصوبہ زندہ درگور ہوتا ہوا نظر آنے لگا۔ ان حالات میں پرانے شکاری ایک نیا جال لے کر نمودار ہوئے چنانچہ ۱۸۵۵ء میں پادری ایڈمنڈ نے کلکتہ سے ہر تعلیم یافتہ مسلمان اور خصوصاً سرکاری ملازمین کے پاس ایک گشتی مراسلہ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا:

> ''اب ہندوستان میں ایک عملداری ہوگئی۔ تار برقی سے ہر جگہ کی خبر ایک ہوگئی۔ ریلوے اور سڑک سے ہر جگہ کی آمد ورفت ایک ہوگئی۔ مذہب بھی ایک چاہیے۔ اس لیے مناسب ہے کہ تم لوگ بھی عیسائی۔ ایک مذہب ہو جاؤ''۔(۱)

۱۔ ۱۸۵۷ء مصنفہ غلام رسول مہر۔ ص:۲۹

انگریزوں کی ایسی عیاریوں کے خلاف لاوا پکتا رہا اور دل و دماغ کھولتے رہے جس کا نتیجہ ۱۸۵۷ء میں ظالم و مظلوم اور حاکم و محکوم کے درمیان فیصلہ کن تصادم کی صورت میں منظر عام پر آیا۔ اس معرکہ آرائی میں انگریزوں کے قدم بری طرح اکھڑ گئے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے فرار ہونے کے تمام راستے بھی مسدود تھے تمام انگریزوں کی موت یقینی نظر آرہی تھی لیکن ماہرین جوڑ توڑ اپنے زرخرید کارندوں اور ایجنٹوں کے سہارے ۱۸۵۷ء سے ۱۹۴۷ء تک اس وطن عزیز پر مزید نوے سال کے لیے قابض ہو گئے۔

اس تصادم کے بعد انگریزوں نے اپنی پالیسی کو پراسرار بنا لیا۔ اب تو ایسے صاحبان جبہ و دستار کی جستجو ہوئی جن سے تخریب دین اور افتراق بین المسلمین کا کام لیا جائے تو قدرت نے بھی ایسے لصوص دین کی سرکوبی اور ملک و ملت کے بدخواہوں کے حقیقی خدوخال ظاہر کرنے والے مجدد مائۃ حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کو اس تصادم سے قریبا ایک سال پہلے بریلی شریف میں پیدا فرما دیا۔ اسلام کے اس بطل جلیل حقانیت کے علمبردار اور مذہب اہلسنت و جماعت کے بیباک ترجمان کے تجدیدی کارنامے کو ہم نے معارف رضا کے نام سے چار ضخیم جلدوں میں بیان کیا ہے۔ جلد اول میں ان صاحبان جبہ و دستار کے چہروں سے پوری طرح نقاب ہٹائی ہے جو رہبری کے بھیس میں رہزنی کر رہے تھے۔

۱۸۵۷ء کے بعد انگریز اگرچہ پورے ملک پر قابض ہو گئے لیکن اس معرکہ آرائی نے ان کی طاقت کا بھرم کھول کر رکھ دیا۔ لہذا وہ حساس ہو گئے۔ جو زہر پہلے جبراً کھلاتے تھے۔ اب ایسی گولیوں کی صورت میں مسلمانوں کے حلق سے اتارنے لگے جو دیکھنے میں خوشنما اور کام و دہن کو شیریں معلوم ہوتی تھیں۔ اپنے اس ظالمانہ منصوبے کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کی خاطر اور منزل مقصود پر پہنچنے کے لیے انگریزوں نے دو راستے تجویز کیے۔

پہلا راستہ:

یہ کہ مسلمانوں کے زیر تعلیم نونہالوں کو جو بڑے ہو کر قوم کا فعال عنصر اور حکومت کی مشینری کے کل پرزے بنتے ہیں۔ انہیں ایسے رنگ میں رنگ دیا جائے کہ اگر چہ انہیں عیسائی تو نہ کہا جاسکے لیکن ان کی اکثریت ایسی تربیت پا کر نکلے کہ اس پر مسلمان کی تعریف بھی صادق نہ آئے۔ اس طرح مسلمانوں کی آنے والی نسلیں کسی اور ہی رنگ و روپ میں منصہ شہود پر جلوہ گر ہوں گی۔ دوسری جانب مذہبی رہنماؤں کو ایسا عضو معطل بنا کر رکھ دیا جائے کہ بظاہر وہ کسی مصرف کے نظر نہ آئیں۔ قوم ان سے وابستہ نہ رہے۔ ان کی عقیدت کھو بیٹھے تا کہ اسلام کی برکتوں سے بڑی حد تک محروم رہ جائے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کی خاطر برٹش گورنمنٹ نے سب سے پہلا قدم یہ اٹھایا:

"ابتداء میں مدرسوں اور کالجوں کے اندر تعلیم کا طریقہ دوسرا تھا۔ وہ تمام السنہ (زبانیں) وعلوم پڑھائے جاتے تھے جن کا پہلے رواج تھا، مثلاً عربی، فارسی، سنسکرت، فقہ، حدیث، ہندو دھرم کی کتابیں وغیرہ ان کے ساتھ انگریزی بھی پڑھائی جاتی تھی۔ بعد ازاں عربی اور فارسی کی تعلیم بہت کم ہوگئی۔ فقہ و حدیث اور دوسری مذہبی کتابیں بند کر دی گئیں، اردو اور انگریزی کا زور ہوا۔ مذہبی علوم کی تعلیم ختم ہونے پر تشویش تھی ہی کہ اچانک حکومت نے اشتہار دے دیا کہ جو شخص سرکاری سکولوں اور کالجوں کا تعلیم یافتہ ہوگا یا فلاں فلاں علوم اور انگریزی میں امتحان دیکر سند حاصل کرے گا اسے دوسروں کے مقابلے میں ترجیح دی جائیگی"۔ (۱)

۱۔ اسباب بغاوت ہند ص ۱۶ ۱۸۵۷ء مصنفہ غلام رسول مہر ص ۳۰

انگریز تو مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے آشنا دیکھنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اسی لیے حدیث وفقہ کی تدریس ختم کردی۔ عربی، فارسی برائے نام رکھی اور سارا زور انگریزی تعلیم پر دیا، تاکہ سکولوں اور کالجوں میں تربیت پانے والے نونہالان وطن کو مسلمان بنانے کی بجائے بابو اور کلرک بنایا جائے۔ لیکن اس ستم ظریفی کی داد دینے والے کہاں سے آئیں کہ دنیا کی سب سے بڑی اور نظریاتی مملکت ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کی خاطر قائم ہوئی۔ جس کے بارے میں یہی بتایا جاتا ہے کہ اس میں انسانوں کی نہیں بلکہ کتاب وسنت کی حکمرانی ہوگی۔ آج اس کو معرض وجود میں آئے۔ سال گزر رہا ہے لیکن معمولی سی ترمیم کے ساتھ سکولوں اور کالجوں میں انگریزوں جیسا نصاب تعلیم ہی جاری ہے۔ اسلامیات کی تعلیم کا اگر کچھ اہتمام نظر آتا ہے تو اسے سیاست کے مشاعرے میں ردیف اور قافیوں کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔ باقی کچھ نہیں۔ آئین ایسے نافذ ہوتے رہے ہیں۔ جو خدا اور رسول کے فرمودہ آئین کی ترجمانی سے یکسر قاصر تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے اندر چند باتیں مصلحتاً اسلامی شامل کر کے باقی کسی مغربی ملک کے آئین کی نقل ہوتی ہے۔ انہیں دیکھ کر سچے مسلمان کف افسوس ملتے اور یہی کہتے ہوئے رہ جاتے ہیں۔

ہم بدلنا چاہتے تھے نظم میخانہ تمام
آپ نے بدلا ہے لیکن صرف میخانے کا نام

جب انگریز نے اسلامی تعلیمات کو سکولوں اور کالجوں سے خارج کر کے سارا زور انگریزی پر دینا شروع کردیا تو اس اقدام کی تائید وحمایت حاصل کرنے کی خاطر سرسید احمد خان (المتوفی ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء) کی سرکردگی میں ایک گروہ پہلے ہی تیار کرلیا گیا تھا۔ یہ لوگ قوم کے سامنے رہنماؤں اور خیر خواہوں کے بھیس میں آئے جب کہ مسلمانوں کی جڑیں کاٹنے، برٹش اقتدار کی جڑیں پاتال تک پہنچانے۔ مسلمانوں کا رخ حرم سے لندن کی جانب پھیرنے میں انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ انگریزوں نے دینی علوم کو

نصاب سے خارج کر کے عربی، فارسی کو برائے نام رکھتے ہوئے اردو انگریزی تعلیم پر زور دینا شروع کیا تھا۔ لیکن مسلمانوں کے غم میں گھل گھل کر پگھلنے اور پھولنے والے یہ خیر خواہ صاحب حکومت کے سامنے تجویز پیش کر رہے تھے:

> ''سررشتہ تعلیم جو چند سال سے جاری ہے وہ تربیت کے لیے ناکافی ہی نہیں بلکہ خراب کرنے والا تربیتِ اہلِ ہند کا ہے..... میری صاف رائے ہے کہ اگر گورنمنٹ اپنی شرکت دیسی زبان میں تعلیم دینے سے بالکل اٹھادے اور صاف انگریزی مدرسے اور سکول جاری رکھے تو بلاشبہ یہ بدگمانی جو رعایا کو گورنمنٹ کی طرف سے ہے جاتی رہے۔ صاف صاف لوگ جان لیں کہ سرکار انگریزی زبان کے وسیلے سے تربیت کرتی ہے اور انگریزی زبان بلاشبہ ایسی ہے کہ انسان کی ہر قسم کی علمی ترقی اس میں ہوسکتی ہے''۔ (۱)

اب انگریزوں کو مسلمانوں کی جڑیں خود کاٹنی نہیں پڑتی تھیں بلکہ جو کچھ وہ کرنا چاہتے تھے اسے تجاویز کی صورت میں برطانوی کارندے پیش کرتے تھے حکومت نے مسلمانوں کے لیڈر، رہنما اور خیر خواہ منوانے کی مہم چلائی ہوئی تھی۔ قوم کے کتنے ہی افراد انہیں اپنے حقیقی خیر خواہ سمجھ کر ہم نوائی کا دم بھرنے لگتے اور حکومت اپنا مقصد حاصل کر لیتی۔ تعلیم و تدریس کے سارے نظام کو مکمل غیر اسلامی خطوط پر استوار کرنے کے بعد برٹش گورنمنٹ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح سر سید احمد خان صاحب سے بھی جہاد کی مخالفت کروائی۔

۱۔ حیات جاوید: مصنفہ حالی پانی پتی۔ ص:۱۴۴

چنانچہ انہوں نے کہا:

"مسلمان انگریزی گورنمنٹ کی رعایا اور مستامن ہیں اور اپنے فرائض مذہبی بلا مزاحمت ادا کرتے ہیں وہ شریعت اسلام کی رو سے بمقابلہ انگریزوں کے نہ جہاد کرسکتے ہیں، نہ بغاوت، نہ کسی قسم کا فساد، ان کو ہندوستان میں انگریز گورنمنٹ کے زیر حکومت اسی اطاعت وفرمانبرداری کے از روئے مذہب اسلام کے رہنا واجب ہے جیسا کہ ہجرت اولیٰ میں مسلمان حبش میں جا کر عیسائی بادشاہ کے زیر حکومت رہے تھے"۔(۱)

جذبہء جہاد کو سرد کرنے اور ملت اسلامیہ کو انگریز بہادر کی چوکھٹ پر جھکانے کی خاطر سرسید احمد خان نے اپنی عمر عزیز ہی ضائع کردی اور ان کے تمام تر ساتھی اپنی اپنی بظاہر دلکش لَے میں مسلمانوں کو مسحور کرنے اور برٹش نوازی بنانے میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے۔ موصوف نے اپنے جملہ وہابی بھائیوں کی ۱۸۵۷ء کے بعد یوں حکومت کے سامنے صفائی پیش کی:

"اس (وہابی) کو یہ کہنا کہ درپردہ تخریب سلطنت کی فکر میں چپکے چپکے منصوبے باندھا کرتا ہے۔ اور غدر اور بغاوت کی تحریک کرتا ہے۔ محض تہمت ہے۔ اور ہم اس وقت بہت سے ایسے آدمی نشان دے سکتے ہیں جو سرکار کے ایسے ملازم ہیں کہ ان سے زیادہ سرکار کا خیر خواہ اور معتمد نہیں۔ بایں ہمہ وہ اپنے تئیں علی الاعلان اور بے تامل فخریہ طور پر وہابی کہتے ہیں۔ سرکار نے بے سوچے سمجھے ان کو معتمد نہیں گردانا۔ بلکہ غدر کے زمانے میں جبکہ فتنہ کی آگ ہر طرف مشتعل تھی۔ ان کی وفاداری کا سونا اچھی طرح تایا گیا اور وہ خیر خواہی سرکار میں ثابت قدم رہے۔ اگر وہ جہاد کا وعظ کرتے ہوتے اور بغاوت وہابیت کی اصل ہوتی تو جو کچھ ان سے ظہور میں آیا، یہ کیونکر ظہور میں آتا"۔(۲)

۱۔ حیات جاوید: مصنفہ حالی پانی پتی۔ ص:۲۳۲ ۲۔ حیات جاوید: مصنفہ حالی پانی پتی۔ ص:۲۳۳

جناب الطاف حسین حالیؔ نے اپنے قافلہ سالار لشکر کی انگریز دوستی کو ان الفاظ میں
بیان کیا ہے:

''ان (سر سید احمد خاں) کی نہایت پختہ رائے تھی کہ ہندوستان کے لیے انگلش گورنمنٹ سے بہتر گو کہ اس میں کچھ نقص بھی ہوں، کوئی گورنمنٹ نہیں ہوسکتی اور اگر امن وامان کیساتھ ہندوستان کچھ ترقی کرسکتا ہے تو انگلش گورنمنٹ ہی کے ماتحت رہ کر کرسکتا ہے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ گو ہندوستان کی حکومت کرنے میں انگریزوں کو متعدد لڑائیاں لڑنی پڑی ہوں مگر درحقیقت نہ انہوں نے یہاں کی حکومت بہ زور حاصل کی اور نہ مکر و فریب سے بلکہ درحقیقت ہندوستان کو کسی حاکم کی اس کے اصلی معنوں میں ضرورت تھی۔ سو اسی ضرورت نے ہندوستان کو ان کا محکوم بنادیا''۔(۱)

انگریز جیسی ظالم و جابر قوم کی یہ قصیدہ خوانی اور ان مکر و فریب کے پتلوں کو ایسی مدح سرائی بلاوجہ نہ تھی بلکہ یہ ملت فروشی کے عوض ملنے والے لقمۂ تر کا کرشمہ تھا۔ جس کی انہوں نے خود یوں وضاحت فرمائی ہے:

''ہم جو یہ کہتے ہیں کہ ہماری منصف گورنمنٹ مسلمانوں کے ساتھ ہے اس کی بہت روشن دلیل یہ ہے کہ ہماری قدردان گورنمنٹ نے خیر خواہ مسلمانوں کی کیسی قدر و منزلت کی اور عزت و آبرو کی۔ انعام و اکرام اور جاگیر و پنشن سے نہال کردیا ہے۔ ترقی عہدہ اور فزوئی مراتب سے سرفراز کیا ہے۔ پھر کیا یہ ایسی بات نہیں ہے کہ مسلمان نازاں ہوں اور دل و جان سے اپنی گورنمنٹ کے شکر گزار اور ثناء خواں رہیں''۔(۲)

۱۔ حیات جاوید ص ۶۸۲ ۲۔ حیات جاوید ص ۱۵۷

سرسید احمد خان صاحب یوں تو علم منقول و معقول سے بڑی حد تک محروم تھے۔ لیکن اپنے پڑھے لکھے ساتھیوں کے سہارے حکومت کے اشاروں پر دین متین میں تحریف وتخریب کا شرمناک کام بھی عمر بھر کرتے رہے۔ چنانچہ موصوف کے سوانح نگار، جناب حالی نے حیات جاوید کی وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''ہم کو اس کتاب میں اس شخص کا حال لکھنا ہے جس نے چالیس برس برابر تعصب اور جہالت کا مقابلہ کیا ہے۔ تقلید کی جڑ کاٹی ہے۔ بڑے بڑے علماء و مفسرین کو للتاڑا ہے۔ اماموں اور مجتہدوں سے اختلاف کیا ہے۔ قوم کے پکے پھوڑے کو چھیڑا ہے۔ ان کو کڑوی دوائیں پلائی ہیں جن کو مذہب کے لحاظ سے ایک گروہ نے صدیق کہا ہے اور دوسرے نے زندیق خطاب دیا ہے۔'' (۱)

موصوف نے حکومت کے اشارے پر امت محمدیہ کے خلاف، مکمل اسلام دشمنی اور انگریز پرستی کے موڈ میں آ کر خیر خواہ اسلام و مسلمین بن کر قرآن کریم کی تفسیر لکھی۔ اس میں دل کھول کر معنوی تحریف کی۔ قرآنی مفہوم ومطالب سے لوگوں کو ہٹانے اور انہیں مسلم نما عیسائی بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اس رسوائے زمانہ تصنیف کے بارے میں حالی لکھتے ہیں:

''الحمد للہ اس حق گو تفسیر کی بدولت ان روحانی مہلک بیماریوں سے آج غسل صحت ملا۔ مسلمانوں کے پاک دلوں میں وہ گندی باتیں جمی ہوئی تھیں جیسے کعبے کے بتاں، اب ان کا یک بیک دور ہونا خدا کے مقدس کلام کی سچی تفسیر کا نتیجہ ہے۔ ہم اس احسان کے بدلے اپنی کھال کی جوتیاں بنا دیں۔ تو حضرت کی تفسیر کے ایک فقرے کا معاوضہ نہ ہوگا''۔ (۲)

۱۔ حیات جاوید ص ۱۵۷ ۲۔ حیات جاوید ص ۷۰۰

سرسید احمد خان صاحب کا عقیدہ تھا کہ انجیل میں لفظی تحریف قطعاً نہیں ہوئی ہے۔ یہ قرآن کریم کی صریحاً تکذیب اور مسلمانوں کو عیسائیت کی جانب مائل کرنے کیلئے وہ زبردست اقدام ہے جو متحدہ ہندوستان کے کسی بھی رہزن دین وایمان اور بدخواہ اسلام و مسلمین سے نہ ہوسکا بلکہ لندن سے بھیجے گئے پادری صاحبان ان کے عشر عشیر کو نہ پہنچ سکے۔ انجیل کو غیر محرف ماننے کی صورت میں قرآن کریم کا آسمانی کتاب ہونا خود غلط ہوکر رہ جاتا ہے۔ کیوں کہ ایک آسمانی کتاب اصلی حالت میں موجود ہو تو دوسری کی ضرورت کہاں؟ اس سلسلے میں موصوف کے سوانح نگار نے یوں تصریح کی ہے:

"نیز محققین اور اکابر اسلام مثل امام اسمٰعیل بخاری، امام فخر الدین رازی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہم کے اقوال سے یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ جس طرح عیسائی کتب مقدسہ میں تحریف لفظی کے قائل نہیں ہیں اور جس قسم کی تحریف کو عیسائی محققوں نے تسلیم کیا ہے، صرف اسی قسم کی تحریف آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے کتب مقدسہ میں پائی جاتی ہے"۔ (۱)

موصوف نے انجیل کی تفسیر بھی لکھی تھی۔ اس میں انگریز پرستی سے سرشار ہوکر عیسائیوں سے کہا تھا:

"یقیناً میں بائبل کا اتنا ہی طرفدار اور مؤید ہوں جس قدر کہ آپ ہیں۔ میرا مقصد یہ ہے کہ میں ڈاکٹر کلنزو کے اعتراضات کا اپنی تفسیر کے مناسب حصوں میں جب ان کا موقع آئے جواب دوں"۔ (۲)

کروڑوں روپیہ خرچ کرکے جو مقصد حکومت سینکڑوں پادریوں کے ذریعے حاصل نہ کرسکی وہ چند سکوں کے بدلے سرسید احمد خان اینڈ کمپنی کے مسلم نما پادریوں کے ذریعے بڑی آسانی اور پوری رازداری سے حاصل ہونے لگ گیا تھا۔

۱۔ حیات جاوید ص ۱۶۸ ۲۔ حیات جاوید ص ۲۷۰

چنانچہ بائبل کی علی گڑھی تفسیر کے بارے میں اپنے غیر اسلامی خیالات کا اظہار کرتے ہوئے حالی پانی پتی نے جو مسلمانان پاک و ہند کو مسلم نما عیسائی بنانے اور حکومت کی خوشنودی کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی خاطر بیان دیا وہ بڑا ہی تعجب خیز ہے۔ انہوں نے لکھا تھا:

''یہ تفسیر جو انجیل کو بجائے لغو سمجھنے کے جیسا کہ اب تک خیال تھا، واجب التعظیم بیان کرتی ہے اور اس کا ثبوت خود قرآن سے دیتی ہے، اس قابل ہے کہ اس کا ترجمہ مسلمانوں کی ہر زبان اور بالخصوص عربی میں ہو، کیوں کہ مسلمانوں کے واسطے اس سے زیادہ مفید بات اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ وہ انجیل کو اسی عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جائیں جس سے وہ قرآن کو دیکھتے ہیں''۔(۱)

سرسید احمد خان صاحب کے خیالات کو پنجاب کے سوا متحدہ ہندوستان کے ہر صوبے میں ٹھکرا دیا گیا تھا۔ کیوں کہ وہ مکمل اسلام دشمن اور انگریز پرستی کے آئینہ دار تھے یہ تحریف دین کا ایسا شرمناک ڈرامہ تھا جس کی نظیر اس سے پہلے دیکھنے میں آئی نہیں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے اہل سنت کے علاوہ وہابی علماء نے بھی موصوف کے خیالات کی تردید کی اور ان سے اظہار برأت کے بغیر نہ رہ سکے۔ کتنے علماء نے موصوف کے غیر اسلامی عقائد و نظریات کے باعث ان کی تکفیر میں فتوے جاری کئے حالات کی اس کے باوجود ستم ظریفی تو ملاحظہ ہو کہ برٹش نواز طبقہ آج تک یہ کہہ کر مسلمان کی آنکھوں میں دھول جھونکتا رہا ہے کہ سرسید احمد خان صاحب پر انگریزی زبان کی حمایت کرنے اور علی گڑھ کالج کی بنا پر کفر کے فتوے لگائے گئے تھے حالانکہ ایسا ایک فتوی بھی نہیں دکھایا جا سکتا جو علی گڑھ کالج جاری کرنے کے باعث موصوف کی تکفیر میں جاری کیا گیا ہو۔

۱۔ حیات جاوید ص ۲۔۱

دیوبندی جماعت کے مقتدر عالم مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے کسی معتقد کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''ایک صاحب نے عرض کیا کہ سرسید کی وجہ سے ہندوستان میں گڑبڑ پھیلی۔ لوگوں کے عقائد خراب ہوئے۔ فرمایا گڑبڑ کیا معنی اس شخص کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کے ایمان تباہ و برباد ہو گئے۔ ایک بڑا گمراہی کا پھاٹک کھل گیا۔ اس کے اثر سے اکثر نیچری ایمان سے کورے ہوتے ہیں''۔ (۱)

دوسرے کسی موقع پر موصوف نے نیچریت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار ان لفظوں میں کیا تھا:

''ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ سرسید احمد خان کی وجہ سے بڑی گمراہی پھیلی یہ نیچریت زینہ ہے اور جڑ ہے الحاد کی۔ اس کی پھر شاخیں چلی ہیں۔ یہ قادیانی اسی نیچریت ہی کا اوّل شکار ہوا۔ آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ استاد یعنی سرسید احمد خان سے بازی لے گیا اور نبوت کا مدعی بن بیٹھا''۔ (۲)

مدرسہ دیوبند کے سابق صدر علامہ انور شاہ کشمیری (المتوفی ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۴ء) نے بانیٔ نیچریت کے بارے میں لکھا ہے:

"سرسید هو رجل زنديق او جاهل ضال" (۳)
یعنی سرسید احمد خان زندیق اور ملحد آدمی ہے یا وہ جاہل اور گمراہ ہے۔

۱۔ الافاضات الیومیہ ج ۵ ص ۸۲ ۲۔ الافاضات الیومیہ ج ۵ ص ۱۰۶
۳۔ مقدمہ مشکلات القرآن ص ۳۲

دوسرا راستہ: انگریز بخوبی جانتے تھے کہ سرسید احمد خان کے حواریوں کے ذریعے مغربی نظام تعلیم کو رائج کرنے میں تو خاطر خواہ مدد ملی ہے اوران لوگوں کے غیر اسلامی عقائد ونظریات بھی پسندیدہ بنا کر سکولوں اور کالجوں میں رائج کردیے گئے ہیں لیکن حکومت بخوبی جانتی تھی کہ علمائے کرام سے وابستہ رہنے والے مسلمان ان لوگوں کے آگے کبھی گھاس ڈالنے کو تیار نہیں ہوں گے۔ برٹش گورنمنٹ کو مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کی خاطر بااثر علماء کی ضرورت تھی۔ چنانچہ فرنگی شاطر ایسے بعض صاحبان جبہ ودستار کو خریدنے میں کامیاب ہوگئے اوران کے ذریعے دہلی کالج سے مولوی مملوک العلی نانوتوی (۱۲۶۷ھ/۱۸۵۱ء) کی سرکردگی میں مطلوبہ علماء کی کھیپ تیار کرلی گئی۔ ان حضرات سے تخریب دین اور افتراق بین المسلمین کا کام ایسی رازداری سے لیا گیا کہ شیطان بھی عش عش کراٹھا ہوگا۔ ہم نے ایسے تخریب کار علماء کے حقیقی خدوخال دکھانے کی خاطر "معارف رضا" میں اتنا ٹھوس اور تاریخی مواد اکھٹا کردیا ہے کہ دوسری کسی تصنیف میں نظر نہ آیا ہوگا۔

یہاں ان چند علمائے دیوبند کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے برٹش گورنمنٹ کے اشارہ چشم وابرو اور اس کے وظیفوں نذرانوں کے طفیل شجر اسلام میں غیر اسلامی عقائد ونظریات کے پیوند لگائے اور امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ (المتوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کو جن کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کرنا پڑا۔ اس المیہ کے بارے میں مدرسہ دیوبند کے ناظم تعلیمات مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی (المتوفی ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء) نے صاف لکھ دیا تھا:

> اگر خان صاحب (فاضل بریلوی) کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی۔ اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے ...... کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ (۱)

۱۔ اشد العذاب ص ۱۲

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی (المتوفی ۱۹۰۴ء) نے ۱۹۰۱ء میں کھل کر نبوت کا دعوی کر دیا۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی (المتوفی ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۹ء) نے ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۲ء میں تحذیر الناس کتاب لکھ کر مسلمانوں کو بہکانا شروع کیا کہ فخر دو عالم کو بلحاظ زمانہ آخری نبی ماننا جاہلوں کا خیال اور قرآن کریم کا انکار ہے اور تصریح کی کہ آپ بلحاظ زمانہ نہیں بلکہ بلحاظ مرتبہ خاتم النبیین ہیں۔ اگر آپ کے بعد بھی ہزاروں نبی پیدا ہو جائیں تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

مولوی رشید احمد گنگوہی (المتوفی ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) نے اپنے ایک مہری دستخطی فتوی میں اللہ جل شانہٗ کو کاذب بالفعل ٹھہرا دیا۔ ان کا یہ فتوی ۱۳۰۸ھ میں میرٹھ سے شائع ہوا۔ ملک کے گوشے گوشے سے اس شرمناک فتوی کا رد شائع ہوتا رہا۔ لیکن مرتے دم تک موصوف نے اس فتوی کی نسبت سے انکار نہیں کیا، نہ خود کی کوئی تاویل و توجیہہ پیش کر سکے۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی (المتوفی ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء اس کی رسوائے زمانہ کتاب براہین قاطعہ پہلی مرتبہ ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۷ء میں شائع ہو کر منظر عام پر آئی۔ موصوف نے محیط زمین کا علم شیطان اور ملک الموت کے لیے نصوص سے ثابت بتا کر ایمان کی آنکھ پر کفر کی ٹھیکری رکھ دی اور اسی علم کو سرور کون و مکان ﷺ کیلئے ثابت کرنا ایسا شرک ٹھہرا دیا جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں۔ اس عبارت کے مفاد کی دو شقیں ہیں۔

نمبر ۱: اگر محیط زمین کا علم سرور کون و مکان ﷺ کے لیے ثابت کرنا واقعی شرک ہے تو شیطان اور ملک الموت کو خدا کے شریک اور قرآن و حدیث کو شرک کی تعلیم دینے والی چیزیں ماننا لازم آئے گا۔

نمبر ۲: اگر قرآن اور حدیث انبیٹھوی صاحب کے نزدیک شرک کی تعلیم نہیں دیتے نیز شیطان اور ملک الموت کو وہ خدا کا شریک تسلیم کرنے سے انکاری ہوں۔ تو جو چیز

مخلوق کے کسی فرد کو نصوص سے ثابت ہوا سے دوسرے کے لیے ثابت کرنا ہرگز شرک نہیں ہوسکتا، قطع نظر اس کے، کہ وہ ثابت ہے یا نہیں۔ غرض یہ کہ کسی بھی شق پر محمول کیا جائے انبیٹھوی صاحب کی عبارت صریح کفریہ ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی (المتوفی ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) کی حفظ الایمان ۱۳۱۹ھ میں منظر عام پر آئی۔ موصوف سے کسی نے عالم الغیب لفظ کے اطلاق کے سلسلے میں اس کا استدلال پیش کرتے ہوئے زید کے عمل اور عقیدے کا شرعی حکم پوچھا۔ تھانوی صاحب نے اس عقیدے کا شرعی حکم بتاتے ہوئے کہا کہ اگر ایسا عقیدہ کل غیب کی وجہ سے رکھا جاتا ہے تو اس کا بطلان دلیل عقلی اور نقلی سے ثابت ہے۔ اور اگر بعض علم غیب کی بنا پر یہ عقیدہ ہے تو اس میں حضور علیہ السلام کی ہی کیا خصوصیت ہے؟ ایسا علم غیب تو ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔ یہ تھانوی صاحب کی عبارت کا آسان لفظوں میں مفہوم جو یقیناً شان رسالت کی ایسی گستاخی اور اہانت پر مبنی ہے جس کی جرأت کبھی کھلے کافروں کو بھی نہیں ہوئی۔ یہ دیوبندی حضرات ہی کا دل گردہ ہے کہ جب بعض علماء نے اللہ اور رسول کی شان میں گندے عقیدے اور توہین آمیز کلمات جاری کیے تو دیوبندیوں نے اللہ اور رسول ﷺ کا ساتھ چھوڑ کر اپنے حملہ آور علماء کا ساتھ دینا ضروری سمجھا۔ یہی تو شرک کا وہ انتہائی درجہ ہے جسے قرآن کریم نے "اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللّٰہ" کے لفظوں میں بیان کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شرک کے سمندر میں پڑے رہنے کی وجہ سے ان حضرات کو سچے اور پکے مسلمان بھی مشرک ہی نظر آتے ہیں۔

قارئین کرام! ان کفریات کی ابتداء ۱۲۹۰ھ سے ہوئی جبکہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "المعتمد المستند" کے اندر ۱۳۲۰ھ میں ان حضرات کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا۔ کیا سمجھانے بجھانے، خوف خدا و خطرہ روز جزا یاد دلانے کے لیے تیس سال کی مدت ناکافی ہے؟ اس دوران میں علمائے اہلسنت اور وہابی علماء کے درمیان متعدد

مناظرے ہوئے۔ طرفین سے سینکڑوں کتابیں ان کفریات کے باعث لکھی گئیں، لیکن اللہ اور رسول ﷺ کے ان دشنامیوں نے پرنالہ اسی جگہ رکھا اور کفریات لکھنے اور شائع کرنے والے علماء میں سے کوئی ایک بھی عمر بھر میدان مناظرہ میں آنے اور اپنی خرافات کی توجیہ و تاویل پیش کرنے کی جرأت نہیں کر سکا اور نہ ان کفری عبارتوں کو بدل کر اسلامی بنانے پر آمادہ ہوا۔ ان کے راہ راست پر آنے سے ناامید ہو کر ۱۳۲۰ھ میں تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا گیا اور تین سال بعد اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ کو سرورِ کون و مکان ﷺ نے اپنی بارگاہ بیکس پناہ میں بلایا تاکہ دشنامیوں کے سرکردہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی موجودگی میں حرمین شریفین کی مقدس سرزمین پر حق و باطل کا فیصلہ ہو۔ چنانچہ علمائے حرمین طیبین نے اعلیٰ حضرت کے فتوے سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے دھوم دھام سے تقریظیں لکھیں، نیز ''الدولۃ المکیۃ'' اور ''کفل الفقیۃ'' کو بھی تقاریظ سے مزین کیا۔ مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کا علمائے حرمین نے ایسا اعزاز و اکرام کیا کہ اس مقدس سرزمین پر شاید ہی متحدہ ہندوستان کے کسی بزرگ کو نصیب ہوا ہو۔ حتی کہ انہوں نے آپ سے سندیں اور اجازتیں لیں جن میں سے ''بعض الاجازت المتینۃ'' میں موجود ہیں۔

علمائے حرمین شریفین نے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو مرجع خلائق، مرکز دائرہ تحقیق بحر العلوم، امام زمانہ، یگانۂ روزگار اور چودھویں صدی کا مجدد نامدار تسلیم کیا اور مذکورہ پانچوں لصوص دین و سرخیل مبتدعین کے بارے میں واضح شرعی فیصلہ سنا دیا کہ یہ حضرات دائرہ اسلام سے خارج اور کافر و مرتد ہو چکے ہیں۔ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر ان کے غیر مسلم ہونے میں شک کرے وہ کافر و مرتد ہو جائیگا۔

علمائے حرمین شریفین کی مذکورہ تقاریظ کے مقدس مجموعے کا نام ''حسام الحرمین علی منحر الکفر والطین'' ہے۔ جو ۱۳۲۴ھ میں اردو ترجمے کے ساتھ اور ۱۳۴۶ھ میں تمہید ایمان سمیت منظر عام پر جلوہ گر ہوگی۔ حرمین شریفین میں تو مبتدعین کو

زبردست روسیاہی کے باعث راہ فرار اختیار کرنی پڑی تھی، لیکن جہلاء کے ورغلانے، اندھے مقلدوں میں بھرم رکھنے کی خاطر مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے گھر میں بیٹھ کر المہند لکھنے کا جل کھیلا اور مدرسہ دیوبند کے سابق کانگری صدر مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے ''شہاب ثاقب'' کے نام سے ایک گالی نامہ مرتب کرلیا۔ صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ''التحقیقات لدفع التلبیسات'' نامی رسالے (۱) کے ذریعے المہند کی جعل سازی کا بھانڈا سر بازار پھوڑ دیا۔ مفتی سنبھل مولانا محمد اجمل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء) نے ''الشہاب الثاقب'' کا مبسوط اور انتہائی مدلل رد لکھا اور ٹانڈوی صاحب کے عائد کردہ الزامات واتہامات کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ ان دونوں تحقیقی تصانیف کے مطالعے سے صاف نظر آنے لگتا ہے کہ چاروں دیوبندی علماء کی کفریہ عبارتوں میں اسلامی مفہوم ومعانی کی کوئی ادنیٰ سی رمق بھی نہیں پائی جاتی۔

ذیل میں ہم قارئین کرام (وہابیت ودیوبندیت) کے سامنے چند ایسے حقائق پیش کرتے ہیں کہ جن کی روشنی میں ہر انصاف پسند کے سامنے اپنے اصلی رنگ وروپ میں موجود ہوگی۔ اور کسی بھی غیر جانبدار اور منصف مزاج کو معاملے کی تہہ تک پہنچنے میں چنداں دشواری پیش نہیں آئے گی۔

''واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم''۔

نمبر ۱: اگر مذکورہ کفریہ عبارتیں لکھنے والے علماء میں دین ودیانت کا ادنیٰ سا شائبہ بھی باقی رہ گیا ہوتا اور حکومت کی شہ پر انہوں نے یہ تخریب دین وافتراق بین المسلمین کا پیشہ اختیار نہ کیا ہوتا تو جب علمائے کرام نے ان عبارتوں پر اعتراضات کیے تھے اسی وقت انہیں اس طرح بدل دیتے کہ ان کا قابل اعتراض ہونا متصور نہ رہتا یعنی انہیں پوری

۱۔ یہ رسالہ اس کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

طرح اسلامی عبارات بنا دیا جاتا۔ لیکن ان علماء نے ہرگز ایسا نہیں کیا، بلکہ دور از کار تاویلات کے ذریعے انہیں اسلامی عبارتیں منوانے پر مُصر رہے۔ عبارتوں کو وحی الٰہی کا درجہ دے کر ان میں ترمیم نہ کرنا بلکہ ہر وقت جھگڑنے کے لیے تیار رہنا کہاں کی دانشمندی اور دیانتداری تھی؟

نمبر ۲: علمائے دیوبند اپنی کسی عبارت کو تبدیل کر کے اسلامی عبارت بنانے پر عمر بھر آمادہ نہ ہوئے۔ آخر وہ قرآن کریم کے الفاظ تو تھے نہیں جن میں کمی بیشی کرنے کا کوئی جواز نہیں۔ رفع اختلاف اور رفع فساد کی خاطر ایسا کر لینے میں آخر اس کے سوا اور کیا رکاوٹ تھی کہ یہ حضرات حکومت کے وظیفوں نذرانوں کے تحت چوں قلم دردستِ کاتب ہو چکے تھے۔

نمبر ۳: اگر علمائے دیوبند اپنی کفریہ عبارتوں میں صلاح مشورہ سے تبدیلی کر لیتے اور اس کے باوجود بھی ان کے مخالفین ان کی تردید کا سلسلہ جاری رکھتے تو واضح ہو جاتا کہ فریق ثانی کسی کی شہ پر انہیں طعن و تشنیع، ردو تردید کا نشانہ بنانے پر مجبور ہے، لیکن ہزاروں علمائے اہلسنت کا یہی مطالبہ تھا کہ ان کفریہ عبارتوں کو بدل دیجئے۔ علمائے دیوبند نے ان کی آواز پر ذرا کان نہیں دھرے بلکہ ہر وقت آمادہ پیکار ہی رہے آخر ایسا طرز عمل اختیار کرنے کی انہیں ضرورت کیا تھی؟

نمبر ۴: گنگوہی صاحب جو ان چاروں علمائے دیوبند بلکہ ساری دیوبندی فوج کے قافلہ سالار لشکر تھے۔ ان کا مہری دستخطی فتوی متعلقہ وقوع کذب باری تعالیٰ ۱۳۰۸ھ میں شہر میرٹھ سے شائع ہوا۔ اسی وقت سے اس کے متواتر رد شائع ہوئے جو گنگوہی صاحب اور دیگر علمائے دیوبند تک پہنچتے رہے، لیکن ملک عدم کو سدھارنے تک گنگوہی صاحب نے یہ نہیں کہا کہ فلاں فتوی میرا نہیں ہے اور نہ ان کے متبعین ہی نے اس کی نسبت کا انکار

کیا۔ پورے پندرہ برس کے بعد جب گنگوہی صاحب شہر خموشاں کے مکیں جا ہوئے تو علمائے دیوبند نے شور مچانا شروع کردیا کہ وہ فتوی ہمارے گنگوہیت مآب کا کب ہے؟ یہ ہمارے گنگوہی سرکار پر بہتان ہے۔ کیا اس حیاداری اور دیانتداری کا کوئی ٹھکانا ہے؟

نمبر ۵: نانوتوی صاحب تو پہلے ہی شہر خموشاں کے مکین ہوچکے تھے۔ گنگوہی صاحب بھی اپنی تکفیر کے پروانے کو علمائے حرمین کی تقاریظ سے مزین ہوجانے سے ڈر کر پہلے ہی ملک عدم کی جانب وسط ۱۳۲۳ھ میں سدھار گئے۔ باقی دو دیوبندی عالم رہ گئے جن کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا تھا۔

نمبر ۱: مولوی خلیل احمد انبیٹھوی جن کا ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء میں خاتمہ ہوا۔

نمبر ۲: مولوی اشرف علی تھانوی جنہوں نے ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۳ء میں رحلت کی،

فتوی تکفیر پر علمائے حرمین طیبین نے ۱۳۲۳ھ کے آخر اور ۱۳۲۴ھ کے شروع میں تقاریظ لکھیں۔ انبیٹھوی صاحب ان تقاریظ کے بعد بائیس سال اور تھانوی صاحب انتالیس سال بقید حیات رہے۔ اس عرصے میں سینکڑوں ہیرا پھیریاں اور فتنہ وفساد برپا کرنے کی بجائے کیا یہ صاف اور سیدھا راستہ نہیں تھا کہ ان دونوں حضرات میں سے کوئی ایک یا دونوں ہی حرمین شریفین چلے جاتے۔ اگر بقول علمائے دیوبند کے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے دیوبند کی عبارتوں پر قطع و برید کی تھی یا علمائے دیوبند کو کسی قسم کا دھوکہ دیا تھا۔ یا علمائے دیوبند کی کفریہ عبارتوں کو من مانے مفہوم مطالب کا لباس پہنایا تھا، تو علمائے حرمین کے سامنے اس دھوکے کی وضاحت کرتے اگر صورتحال کوئی مختلف تھی تو اس سے آگاہ کرتے اور کسی بھی مکی یا مدنی عالم سے ایسی تحریر حاصل کرتے کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے ہمیں فلاں عبارت کے بارے میں یہ دھوکا دیا اور فلاں حقیقت سے اندھیرے میں رکھا تھا۔ یہ دونوں حضرات تصدیق کرنے والے علمائے حرمین میں سے کسی ایک عالم کا بھی ایسا ایک

ہی تحریری بیان حاصل کر لیتے تو یقیناً حسام الحرمین بے وقعت ہو کر رہ جاتی۔ لیکن ایسا ایک بھی بیان دستیاب نہ ہو سکا اس حقیقت کا یہ واضح اعلان ہے کہ علمائے حرمین کو دھوکا دینے یا عبارات میں قطع و برید کرنے کے دعوے سراسر بے بنیاد اور معاندانہ روش کی المناک تصویر ہے جو کسی بھی غیر جانبدار اور منصف مزاج پر مخفی نہیں۔

نمبر ۶: جب علمائے حرمین شریفین دھوم دھام سے فتویٰ تکفیر پر تقریظیں لکھ رہے تھے اور مجدد مائۃ حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عدیم النظیر اعزاز و اکرام کر رہے تھے اس وقت سرخیل دیابنہ، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی وہاں بنفس نفیس موجود تھے۔ اگر دھوکا بازی یا قطع و برید والا ذرا بھی معاملہ ہوتا تو انبیٹھوی صاحب علی رؤوس الاشہاد وضاحت کرنے کی بجائے کبھی مکہ مکرمہ سے ۲۷ ذی الحجہ کو راتوں رات بھاگ کر جدہ جانے کا تکلف نہ کرتے۔

نمبر ۷: انبیٹھوی صاحب نے اپنی بقیہ بائیس سالہ اور تھانوی صاحب نے اکتالیس سالہ باقی زندگی میں ایک مرتبہ بھی ایسی جرأت نہ کی کہ علمائے حرمین طیبین کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بتاتے کہ جس انبیٹھوی اور تھانوی کی آپ حضرات نے تکفیر کی ہے وہ مابدولت ہیں اور ہمیں از روئے دلائل آپ کے فیصلے سے اتفاق نہیں ہے۔

نمبر ۸: جب علمائے حرمین فتویٰ تکفیر پر دھوم دھام سے تقاریظ لکھ رہے تھے۔ اگر فاضل بریلوی نے کسی قسم کی دھوکا بازی یا عبارات میں قطع و برید کی تھی۔ تو انبیٹھوی صاحب کے لیے اس سے مناسب موقع اور کب ہاتھ آ سکتا ہے؟ اگر صورت حال واقعی وہی تھی جو علمائے دیوبند بتاتے ہیں تو انبیٹھوی صاحب بڑی جرأت کے ساتھ علمائے حرمین کے سامنے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے دلائل و براہین کو بکھیر کر رکھ دیتے اور ان کی دھوکہ بازی کو سب کے سامنے واضح کر دیتے۔ اگر صورتحال یہی ہوتی تو انبیٹھوی صاحب اس

موقع کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ حالانکہ ہوا یہ کہ انبیٹھوی صاحب تصدیق کرنے والے کسی مکی عالم کو منہ دکھانے کی بھی جرأت نہ کر سکے۔ ان حالات میں صورتحال ہر منصف مزاج پر واضح ہے یا نہیں؟

نمبر ۹: مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے سابق مفتیء احناف، قاضیء مکہ مکرمہ، علامہ شیخ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء) سے ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو اسی دوران میں خفیہ ملاقات کی۔ کیوں کی؟ نتیجہ کیا برآمد ہوا؟ یہ حضرت علامہ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ کے اس مکتوب گرامی کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے جو موصوف نے اگلے ہی روز محافظ کتب حرم، فاضل جلیل علامہ سید اسماعیل بن سید خلیل مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۳۸ھ/ ۱۹۱۹ء) کے پاس بھیجا۔ وہ مکتوب گرامی یہ ہے:

"صاحب الفضيلة والاخلاق والمحبة الجميلة حضرة السيد اسمٰعيل آفندی حافظ الكتب حضر عندنا قبل تاريخه رجل من اهل الهند يقال له خليل احمد مع بعض علماء الهند المجاورين بمكة يستعطف خاطرنا عليه لانه قد بلغه انی شديد الغيظ عليه وانا لا اعرفه شخصاً فقال يا سيدی بلغنی انكم واجدون علی وذالك بسبب انی ذكرت ما وقع منه فی البراهين القاطعة لدی حضرة الامير حفظه الله فقلت له لعلك خليل احمد انبيتهی فقال نعم فقلت له ويحك كيف تقول فی البراهين القاطعة تلك المقالات الشنيعة وتجوز الكذب علی الله جل جلالهٗ كيف لا اغتاظ عليك ولقد كتبت عليها بانك رجل زنديق و كيف تعتذر و تنكروهی قد طبعت وشاعت عنك فقال يا سيدی هی لی ولكن ليس فيها تجويز الكذب علی الله ولان كان فيهافانا تائب وراجع عما فيها

طرح اسلامی عبارات بنا دیا جاتا۔ لیکن ان علماء نے ہرگز ایسا نہیں کیا، بلکہ دور از کار تاویلات کے ذریعے انہیں اسلامی عبارتیں منوانے پر مُصر رہے۔ عبارتوں کو وحی الٰہی کا درجہ دے کر ان میں ترمیم نہ کرنا بلکہ ہر وقت جھگڑنے کے لیے تیار رہنا کہاں کی دانشمندی اور دیانتداری تھی؟

نمبر ۲: علمائے دیوبند اپنی کسی عبارت کو تبدیل کر کے اسلامی عبارت بنانے پر عمر بھر آمادہ نہ ہوئے۔ آخر وہ قرآن کریم کے الفاظ تو تھے نہیں جن میں کمی بیشی کرنے کا کوئی مجاز نہیں۔ رفع اختلاف اور رفع فساد کی خاطر ایسا کر لینے میں آخر اس کے سوا اور کیا رکاوٹ تھی کہ یہ حضرات حکومت کے وظیفوں نذرانوں کے تحت چوں قلم در دستِ کاتب ہو چکے تھے۔

نمبر ۳: اگر علمائے دیوبند اپنی کفریہ عبارتوں میں صلاح مشورہ سے تبدیلی کر لیتے اور اس کے باوجود بھی ان کے مخالفین ان کی تردید کا سلسلہ جاری رکھتے تو واضح ہو جاتا کہ فریق ثانی کسی کی شہ پر انہیں طعن و تشنیع، رد و تردید کا نشانہ بنانے پر مجبور ہے، لیکن ہزاروں علمائے اہلسنت کا یہی مطالبہ تھا کہ ان کفریہ عبارتوں کو بدل دیجیے۔ علمائے دیوبند نے ان کی آواز پر ذرا کان نہیں دھرے بلکہ ہر وقت آمادہ پیکار ہی رہے آخر ایسا طرز عمل اختیار کرنے کی انہیں ضرورت کیا تھی؟

نمبر ۴: گنگوہی صاحب جوان چاروں علمائے دیوبند بلکہ ساری دیوبندی فوج میں قافلہ سالار لشکر تھے۔ ان کا مہری دستخطی فتوی متعلقہ وقوع کذب باری تعالیٰ ۱۳۰۸ھ میں شہر میرٹھ سے شائع ہوا۔ اسی وقت سے اس کے متواتر رد شائع ہوئے جو گنگوہی صاحب اور دیگر علمائے دیوبند تک پہنچتے رہے، لیکن ملک عدم کو سدھارنے تک گنگوہی صاحب نے یہ نہیں کہا کہ فلاں فتوی میرا نہیں ہے اور نہ ان کے متبعین ہی نے اس کی نسبت کا انکار

کیا۔ پورے پندرہ برس کے بعد جب گنگوہی صاحب شہر خموشاں کے مکیں جا ہوئے تو علمائے دیوبند نے شور مچانا شروع کردیا کہ وہ فتوی ہمارے گنگوہیت مآب کا کب ہے؟ یہ ہمارے گنگوہی سرکار پر بہتان ہے۔ کیا اس حیاداری اور دیانتداری کا کوئی ٹھکانا ہے؟

نمبر ۵: نانوتوی صاحب تو پہلے ہی شہر خموشاں کے مکین ہوچکے تھے۔ گنگوہی صاحب بھی اپنی تکفیر کے پروانے کو علمائے حرمین کی تقاریظ سے مزین ہوجانے سے ڈر کر پہلے ہی ملک عدم کی جانب وسط ۱۳۲۳ھ میں سدھار گئے۔ باقی دو دیوبندی عالم رہ گئے جن کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا تھا۔

نمبر ا: مولوی خلیل احمد انبیٹھوی جن کا ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء میں خاتمہ ہوا۔

نمبر ۲: مولوی اشرف علی تھانوی جنہوں نے ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء میں رحلت کی، فتوی تکفیر پر علمائے حرمین طیبین نے ۱۳۲۳ھ کے آخر اور ۱۳۲۴ھ کے شروع میں تقاریظ لکھیں۔ انبیٹھوی صاحب ان تقاریظ کے بعد بائیس سال اور تھانوی صاحب انتالیس سال بقید حیات رہے۔ اس عرصے میں سینکڑوں ہیرا پھیریاں اور فتنہ وفساد برپا کرنے کی بجائے کیا یہ صاف اور سیدھا راستہ نہیں تھا کہ ان دونوں حضرات میں سے کوئی ایک یا دونوں ہی حرمین شریفین چلے جاتے۔ اگر بقول علمائے دیوبند کے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے دیوبند کی عبارتوں پر قطع و برید کی تھی یا علمائے دیوبند کو کسی قسم کا دھوکہ دیا تھا۔ یا علمائے دیوبند کی کفریہ عبارتوں کو من مانے مفہوم مطالب کا لباس پہنایا تھا، تو علمائے حرمین کے سامنے اس دھوکے کی وضاحت کرتے اگر صورتحال کوئی مختلف تھی تو اس سے آگاہ کرتے اور کسی بھی مکی یا مدنی عالم سے ایسی تحریر حاصل کرتے کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے ہمیں فلاں عبارت کے بارے میں یہ دھوکا دیا اور فلاں حقیقت سے اندھیرے میں رکھا تھا۔ یہ دونوں حضرات تصدیق کرنے والے علمائے حرمین میں سے کسی ایک عالم کا بھی ایسا ایک

ہی تحریری بیان حاصل کر لیتے تو یقیناً حسام الحرمین بے وقعت ہو کر رہ جاتی۔ لیکن ایسا ایک بھی بیان دستیاب نہ ہو سکا اس حقیقت کا یہ واضح اعلان ہے کہ علمائے حرمین کو دھوکا دینے یا عبارات میں قطع و برید کرنے کے دعوے سراسر بے بنیاد اور معاندانہ روش کی المناک تصویر ہے جو کسی بھی غیر جانبدار اور منصف مزاج پر مخفی نہیں۔

نمبر ۶: جب علمائے حرمین شریفین دھوم دھام سے فتویٰ تکفیر پر تقریظیں لکھ رہے تھے اور مجدد مائۃ حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا عدیم النظیر اعزاز و اکرام کر رہے تھے اس وقت سر خیل دیابنہ، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی وہاں بنفس نفیس موجود تھے۔ اگر دھوکا بازی یا قطع و برید والا ذرا بھی معاملہ ہوتا تو انبیٹھوی صاحب علی رؤس الاشہاد وضاحت کرنے کی بجائے کبھی مکہ مکرمہ سے ۲۷ ذی الحجہ کو راتوں رات بھاگ کر جدہ جانے کا تکلف نہ کرتے۔

نمبر ۷: انبیٹھوی صاحب نے اپنی بقیہ بائیس سالہ اور تھانوی صاحب نے اکتالیس سالہ باقی زندگی میں ایک مرتبہ بھی ایسی جرأت نہ کی کہ علمائے حرمین طیبین کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بتاتے کہ جس انبیٹھوی اور تھانوی کی آپ حضرات نے تکفیر کی ہے وہ ما بدولت ہیں اور ہمیں از روئے دلائل آپ کے فیصلے سے اتفاق نہیں ہے۔

نمبر ۸: جب علمائے حرمین فتویٰ تکفیر پر دھوم دھام سے تقاریظ لکھ رہے تھے۔ اگر فاضل بریلوی نے کسی قسم کی دھوکا بازی یا عبارات میں قطع و برید کی تھی۔ تو انبیٹھوی صاحب کے لیے اس سے مناسب موقع اور کب ہاتھ آ سکتا ہے؟! اگر صورت حال واقعی وہی تھی جو علمائے دیوبند بتاتے ہیں تو انبیٹھوی صاحب بڑی جرأت کے ساتھ علمائے حرمین کے سامنے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے دلائل و براہین کو بکھیر کر رکھ دیتے اور ان کی دھوکہ بازی کو سب کے سامنے واضح کر دیتے۔ اگر صورتحال یہی ہوتی تو انبیٹھوی صاحب اس

موقع کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ حالانکہ ہوا یہ کہ انبیٹھوی صاحب تصدیق کرنے والے کسی بھی عالم کو منہ دکھانے کی بھی جرأت نہ کر سکے۔ ان حالات میں صورتحال ہر منصف مزاج پر واضح ہے یا نہیں؟

نمبر ۹: مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے سابق مفتیءاحناف، قاضیءمکہ مکرمہ، علامہ شیخ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) سے ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو اسی دوران میں خفیہ ملاقات کی۔ کیوں کی؟ نتیجہ کیا برآمد ہوا؟ یہ حضرت علامہ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ کے اس مکتوب گرامی کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے جو موصوف نے اگلے ہی روز محافظ کتب حرم، فاضل جلیل علامہ سید اسماعیل بن سید خلیل مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) کے پاس بھیجا۔ وہ مکتوب گرامی یہ ہے:

"صاحب الفضيلة والا خلاق والمحبة الجميلة حضرةالسيد اسمٰعيل آفندى حافظ الكتب حضر عندنا قبل تاريخه رجل من اهل الهند يقال له خليل احمد مع بعض علماء الهند المجاورين بمكة يستعطف خاطرنا عليه لانه قد بلغه انى شديد الغيظ عليه وانالا اعرفه شخصاً فقال يا سيدى بلغنى انكم واحدون على وذالك بسبب انى ذكرت ما وقع منه فى البرا هين القاطعة لدى حضرة الامير حفظه الله فقلت له لعلك خليل احمد انبيتهى فقال نعم فقلت له ويحك كيف تقول فى البراهين القاطعة تلك المقالات الشنيعة وتجوز الكذب على الله جل جلالهُ كيف لا اغتاظ عليك ولقد كتبت عليها بانك رجل زنديق و كيف تعتذر و تنكروهى قد طبعت وشاعت عنك فقال يا سيدى هى لى ولكن ليس فيها تجويز الكذب على الله ولان كان فيهافانا تائب وراجع عما فيها

مما یخالف اهل السنة والجماعةفقلت له ان اللّٰہ یحب التائبین و البرا هین موجودةوساخرج لك منها هذا الذی انکرته وتجا سرته علی اللّٰہ جل شانه فصار ینتصل و یعتذر ویقول ان کان فهو مکذوب علی وانا رجل مسلم موحد من اهل السنة والجماعة ماقلت فیها هذا ولا غیره مما یخالف مذهب اهل السنة والجماعة فتعجبت منه کیف ینکرما هو مطبوع فی رسالته البراهین القاطعة المطبوعة بلسان الهند وظهر لی انه انماقال ذالك تقیة کانهم مثل الرافضه یرون التقیة واجبة واردت ان احضرها وا حضرمن یفهم ذالك اللسان لا قرره ومافیها واستتبیه لکنه فی ثانی یوم من مجیئه عند ناهرب الی جدة ولا حول ولا قوة الا باللّٰہ احببنا اعلامکم بذالك و دمتم محمد صلح کمال۔۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ء''۔(۱)

صاحب فضیلت و اخلاق و محبت جمیلہ حضرت سید اسمٰعیل آفندی محافظ کتب (حرم) کل ہمارے پاس ایک ہندوستانی شخص آیا۔ جسے خلیل احمد کہا جاتا ہے اس کے ساتھ بعض وہ ہندوستانی علماء بھی تھے جنہوں نے مکہ مکرمہ میں مجاورت اختیار کی ہوئی ہے۔ وہ ہمیں اپنے اوپر دلی مہربان کرنا چاہتا تھا کیوں کہ اسے خبر پہنچی تھی کہ میں اس سے سخت ناراض ہوں۔ میں اس کی صورت کا شناسا نہ تھا۔ اس نے کہا، اے میرے سردار! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ یہ اس سبب سے تھا کہ براہین قاطعہ میں اس سے جو واقع ہوا ہے میں نے اس کا تذکرہ حضرت امیر (شریف مکہ) حفظہ اللہ

۱۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت ج۲ص ۱۵ تا ۱۷ مطبوعہ کراچی

سے کردیا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا تو خلیل احمد انبیٹھوی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ تو میں نے اس سے کہا تجھ پر افسوس ہے تو براہین قاطعہ میں ایسی گندی باتیں کیوں کرکہتا ہے؟ اور اللہ جل جلالہ پر کذب جائز ٹھہراتا ہے۔ میں تجھ پر کیوں ناراض نہ ہوں؟ اور اس بنا پر میں لکھ (تقدیس الوکیل کی تقریظ میں) چکا ہوں کہ تو زندیق ہے۔ تو کس طرح عذر اور انکار کرتا ہے۔ حالانکہ وہ (براہین قاطعہ) تیری جانب سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے کہنے لگا۔ اے میرے سردار! کتاب تو میری ہے لیکن اس میں امکان کذب کا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر وہ اس میں ہے تو میں توبہ کرتا ہوں اور ان باتوں سے رجوع کرتا ہوں جو اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں۔ میں نے اس سے کہا، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور براہین قاطعہ میرے پاس موجود ہے، ابھی نکال کر دکھاتا ہوں، وہ جس بات کا تو انکار کرتا ہے اور اللہ جل شانہ پر جسارت کی اس پر وہ خوشامد اور عذر کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اگر کوئی بات ہے تو وہ مجھ پر بہتان باندھا گیا ہے اور میں تو ایک مسلمان موحد ہوں اور اہلسنت و جماعت سے ہوں۔ میں نے اس (براہین قاطعہ) میں یہ بات یا مذہب اہلسنت و جماعت کے خلاف کوئی بات نہیں کہی۔ میں اس کی گفتگو سے متعجب تھا کہ کس طرح ایک ایسی بات کا انکار کر رہا ہے جو اس کے رسالہ براہین قاطعہ میں چھاپی جا چکی ہے جو ہندی زبان میں طبع ہوا۔ مجھ پر ظاہر ہو گیا کہ وہ ایسی باتیں روافض کی طرح از راہ تقیہ کر رہا ہے جو تقیہ کو واجب گردانتے ہیں، اور میں نے (براہین قاطعہ) لانے اور ایسے شخص کو بلانے کا ارادہ کیا جو اس زبان کو سمجھتا ہو کہ اس کے مندرجات کا اس سے اقرار کراؤں اور اس سے توبہ لوں

لیکن وہ ہمارے پاس آنے کے اگلے ہی روز جدہ کی جانب بھاگ گیا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ میں نے اس واقع کو آپ کو مطلع کرنا پسند کیا اور آپ سلامت رہیں۔ محمد صالح کمال ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

اصل صورت واقعہ یہ تھی اس کے باوجود مدرسہ دیوبند کے سابق صدر مولوی حسین احمد ٹانڈوی (المتوفی ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء) نے بغیر کسی ثبوت کے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور حقیقت پر پردہ ڈالنے کی خاطر اپنی مخصوص گاندھوی ترنگ میں یوں لکھ مارا ہے:

''بعد ازاں مولانا (انبیٹھوی صاحب) ان سے رخصت ہو کر مفتی صالح کمال کے پاس بھی گئے۔ مفتی صاحب موصوف سے ملاقات بھی ہوئی۔ اولاً مفتی صاحب بوجہ ان باتوں کے کہ ان کو جھوٹ جھوٹ پہنچائی گئی تھیں کبیدہ خاطر معلوم ہوتے تھے اور کیوں نہ ہوں آخر ہر مسلمان پر ایسی باتوں کا اثر ہونا ضروری ہے۔ مگر جب مولانا نے حقیقت حال کا انکشاف فرمایا اور میدان تقریر میں جولانی فرمائی تو وہ کبیدگی مبدل بہ فرح وسرور ہوگئی اور جملہ تقریرات حضرت مولانا کو انہوں نے تسلیم کیا اور بہت خوش ہوئے''۔(۱)

معلوم نہیں ٹانڈوی صاحب کو بغض معاویہ میں ایسا سفید جھوٹ بولنے پر دارین کی کونسی بھلائی مجبور کر رہی تھی؟ اگر حضرت علامہ شیخ کمال مکی رحمۃ اللہ علیہ نے انبیٹھوی صاحب کی جملہ تقریرات کو درست تسلیم کرلیا ہوتا تو اس کا یہ لازمی نتیجہ سامنے آنا چاہیے تھا کہ ۱۳۰۸ھ میں اس سے پندرہ سال قبل جو تقدیس الوکیل مصنفہ مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۸ء) پر تقریظ لکھتے ہوئے علامہ موصوف نے انبیٹھوی صاحب کو

۱۔ الشہاب الثاقب ص ۲۷۔۲۸

زندیق قرار دیا تھا اسے غلط اور منسوخ ٹھہرا دیتے۔ ''حسام الحرمین''اور ''الدولة المكية'' پر کبھی تقریظیں نہ لکھتے بلکہ اس سلسلے میں انبیٹھوی صاحب کو کوئی تازہ وضاحتی بیان مرحمت فرماتے، جس سے ان کے علمائے دیوبند کے خلاف جاری کردہ سارے بیانات منسوخ ہو جاتے۔ لیکن انبیٹھوی صاحب کو موصوف سے ایسا ایک لفظ بھی حاصل نہ ہونا اس بات پر صریح دلالت کرتا ہے کہ ٹانڈوی صاحب کا مذکورہ بالا بیان صداقت سے دور کا واسطہ بھی نہیں رکھتا بلکہ جو حضرات صورت حال سے ناواقف تھے ان کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی ہے۔ اصل واقعات وہی ہیں جن کا علامہ صالح کمال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب گرامی میں ذکر فرمایا ہے اور جسے ہم پیچھے نقل کر چکے ہیں۔ ہر منصف مزاج یہی کہے گا کہ فریقین کے بیانات سے بہر صورت خود علامہ موصوف کی وضاحت ایک غیر جانبدار کی نظر میں زیادہ قابل قدر اور وزنی ہے۔

۱۰۔ علمائے حرمین شریفین دیوبندی حضرات کی کفریہ عبارتوں سے بے خبر نہیں تھے کہ انہیں دھوکا دیا جا سکے۔ ۱۳۰۸ھ میں جب انہوں نے تقدیس الوکیل پر تقریظیں لکھیں تو ان حضرات کے زمرے میں گنگوہی صاحب کے استاد یعنی پایۂ حرمین، مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۰ء) بھی تھے۔ تمام علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء) اور ان کے سب سے نامور شاگرد مولانا عبد الحق مہاجر الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ کیا ان حضرات کو بھی دھوکا دیا جا سکتا تھا؟ آخر یہ استاد اور پیر کیوں اپنے شاگردوں کو زندیق قرار دے رہے تھے اور کیوں زندیق قرار دینے والوں کی تائید کر رہے تھے؟ رہا اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ۔ تو معلوم ہونا چاہیے کہ علمائے حرمین طیبین آپ سے بھی ناآشنا نہیں تھے۔ او (۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء) میں وہ آپ کے رسالہ فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین پر دھوم دھام سے تقاریظ لکھ چکے تھے۔ اگر ۱۳۲۳ھ میں اعلی حضرت ان کے پاس بطور ایک

نجبی کے جاتے تو علمائے حرمین شریفین نے آپ کا جیسا عدیم المثال، اعزاز واکرام کیا تھا، سندیں اور اجازتیں تک لی تھیں، مشکل مسائل آپ سے حل کروائے تھے، یہ معاملات اچانک ملنے کی صورت میں کبھی نہیں ہوسکتے تھے۔کاش! غیر جانبدار حضرات اس حقیقت پر نظر رکھیں کہ مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق دیوبندی حضرات یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے تھے کہ انہوں نے ہمارے اکابر کی عبارات میں قطع وبرید کی تھی۔اور علمائے حرمین شریفین کو دھوکا بھی دیا تھا۔اس کے باوجود اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ کا علمائے حرمین نے وہ اعزاز واکرام کیا جس کی نظیر وہاں کی تاریخ میں شاید ہی ملے لیکن دوسری جانب علمائے دیوبند اپنی حقانیت کا ڈھول بجاتے پھرتے ہیں۔حالانکہ ان کے کسی بڑے بڑے شہریار علم کے سامنے علمائے مکہ مکرمہ یا علمائے مدینہ منورہ نے کبھی گھاس بھی نہیں ڈالی۔نہ کبھی انہوں نے پوچھا کہ حضرت جی آپ کون ہیں؟ نہ ان حضرات کو کبھی اتنا بتانے کی جرأت ہوئی کہ میں فلاں بن فلاں مدظلہ العالی ہوں کیا ان حالات میں حقیقت واضح نہیں ہے؟ افسوس!

راہزن خضر راہ کی قبا چھین کر
رہنما بن گئے دیکھتے دیکھتے

۱۱۔ مولوی اشرف علی تھانوی کو سارا دیوبندی قبیلہ ہی حکیم الامت، مجدد دین وملت، بلکہ جامع المجدد دین تک قرار دیتا ہے۔کیا مجدد وہی ہوتا ہے جس کے کفر وارتداد کا ساری دنیا میں چرچا ہو، عالم اسلام کے جید اساطین علم جس کے مرتد ہونے پر متفق ہوں اور لیکن وہ چپ پڑا رہے۔اتنی بھی ہمت نہ رکھتا ہو کہ ساری عمر میں کم از کم ایک مرتبہ ہی میدان مناظرہ میں آکر اپنا مسلمان ہونا ثابت کرے۔یہ نہ سہی تو تحریری طور پر اپنے مخالفین کے الزامات کو دلائل وبراہین سے بے بنیاد ثابت کرے تاکہ معاندین کو لب کشائی کی گنجائش نہ رہے۔لیکن تھانوی صاحب ہر میدان میں باطل کی علمبرداری کے باعث اپنے دیگر اکابر کی طرح پھسڈی ہی رہے کیا مسلمانوں کی پوری تاریخ میں کہیں ایسا بھی کوئی مجدد نظر آتا ہے؟

اگر حقیقی مجدد اور امام زمانہ کے مقابلے پر آنے کی جرأت نہ تھی تو دیگر علما
اہلسنت ہی میں سے کسی ایک کے روبروآ کر اپنا اسلام ثابت کرتے لیکن عمر بھر اس تصور
بھی لرزہ طاری ہوتا رہا۔ خیر جب وہ اپنی مہربان سرکار کی نظر بدولت وچشم وکرم کے
حکیم الامت اور مجدد دین وملت کے جبوں اور قبوں میں ڈھانپ ہی دیئے گئے تو اگر
”ذیاب فی ثیاب“ ہی تھے لیکن ظاہریت کا لحاظ کر کے برٹش گورنمنٹ کے ساتھ ہزار
روپے کی سالانہ وظیفہ کی بدولت چہل قدم فرماتے ہوئے حرمین طیبین تک پہنچ جاتے۔ انہیں
بتاتے کہ حضور والا! میری عبارت حفظ الایمان میں اگرچہ کفر کا یہ پہلو ضرور ہے مگر فلاں
ایک پہلو اسلامی بھی تو موجود ہے۔ لہذا میری عبارت کو اسی اسلامی پہلو پر محمول کر کے مجھ
تکفیر سے محفوظ ومامون رکھیئے اور میری گردن پر تکفیر کی شمشیر نہ چلایئے کیوں کہ ائمہ دین کی
واضح تصریحات موجود ہیں کہ اگر کسی قول میں ننانویں ۹۹ پہلو کفر کے ہوں اور ایک پہلو
اسلامی بھی پایا جائے تو جب تک قائل کسی اور مفہوم کی وضاحت نہ کردے اس وقت تک اسی
اسلامی پہلو کو قائل کی مراد قرار دے کر اس کی تکفیر سے اجتناب کیا جائے۔ لہذا فلاں اسلامی
پہلو کے پیش نظر مجھے مسلمان قرار دیجئے اور اپنے سابقہ تقاریظ کو منسوخ فرمایئے۔

جب تھانوی صاحب نے ۱۳۲۳ھ سے ۱۳۶۲ھ تک اپنی بقیہ انتالیس ۳۹ سال
زندگی میں ایسی ایک مرتبہ بھی جرأت نہیں کی تو ایک غیر جانبدار اور منصف مزاج آخر یہ
فیصلہ کرے گا کہ اگر تھانوی صاحب اور ان کے تینوں اکابر ساتھیوں کی عبارات میں اگر
ایک بھی اسلامی پہلو ہوتا تو خواہ تھانوی صاحب کو تھانہ بھون میں پابند سلاسل بھی کر
جاتا پھر بھی وہ سوجتن کر کے حرمین طیبین تک پہنچنے کی خاطر ایڑی چوٹی کا بلکہ گاندھی
لنگوٹی تک کا زور لگاتے اور وضاحت کر کے کافر ومرتد قرار دینے والے ایک آدھ عالم
تحریر تو ضرور حاصل کرتے کہ یہ مسلمان ہے۔ لیکن جب وہ بغیر کسی ادنیٰ رکاوٹ کے حرمین
شریفین جانے اور ان علمائے کرام کے روبرو ہونے سے لرزاں وترساں رہے تو بھیگی بلی بن

کرتھانہ بھون کے حجرے میں بندر رہنے اور زمین پکڑ جانے کی آخراس کے سوااور کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ چاروں علمائے دیو بند کی کسی عبارت میں ایک بھی اسلامی پہلو نہیں پایا جاتا۔اسی لیے تو اپنے دارالخلافے میں آرام سے پڑے ہوئے کفر بیزی وکفر ریزی وکفر خیزی کا کاروبار کرتے اور

سیاں بھیئے کوتوال اب ڈر کاہے کا

والا وظیفہ پڑھتے پڑھاتے رہے۔

گویا:

نگاہ غور سے دیکھو تو عقدہ صاف کھل جائے
وفا کے بھیس میں بیٹھا تو کوئی بے وفا ہو کر

۱۲۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے اپنی کتاب ''الشھاب الثاقب'' میں گالیوں اور جھوٹے الزامات و بہتانات کے تو خیر سے اگلے پچھلے سارے ہی ریکارڈ توڑ دیئے ہوئے ہیں لیکن موصوف نے ایک امتیازی حیثیت یہ بنفس نفیس ضرور حاصل کی کہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ وقدس سرہ کے اکابر کے سر دو ایسی کتابیں گھڑ کر منڈھ دیں، جن کا دنیا میں کہیں وجود ہوا ہی نہیں ہے بلکہ اس میدان میں پوری ترقی کرتے ہوئے ان کتابوں کے مطبع ،صفحات اور عبارتیں تک اپنے گاندھی ذہن سے پیدا کرلیں بلکہ اس میدان کی ترقی کے آخری نقطے کو چھوتے ہوئے اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رحمۃ اللہ علیہ کے بالمقابل ان سے استناد کر کے اس جعل سازی پر افتخار کرتے رہے کیوں کہ دیو بندی قوم کے شیخ الاسلام جو ٹھہرے چنانچہ موصوف کی ایک گھڑنت خود ان کے لفظوں میں ہی ملاحظہ فرمائی جائے:

''جناب شاہ حمزہ صاحب مارہروی مرحوم خزینۃ الاولیاء مطبوعہ کانپور ۱۵ میں ارقام فرماتے ہیں۔کہ علم غیب صفت خاص ہے رب العزت کی جو ''عالم الغیب والشھادۃ'' ہے۔جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب

کہے وہ بے دین ہے اس واسطے کہ آپ کو بذریعہ وحی کے امور مخفیہ کا علم ہوتا تھا۔ جسے علم غیب کہنا گمراہی ہے، ورنہ جمیع مخلوقات "نعوذ باللہ عالم الغیب" ہے۔

اب ذرا موصوف کی دوسری گھڑنت بھی ملاحظہ فرمائی جائے۔ کیوں کہ یہی تو اکابر دیوبند کے کمالات ہیں:

"مولوی رضا علی خان صاحب ہدایۃ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں: حضور سید عالم ﷺ کو علم غیب بالواسطہ تھا اور یہ علیٰ قدر مراتب سب کو حاصل ہے۔ اور علم غیب مطلق و بالذات کا اعتقاد رکھنا مفضی الی الکفر ہے۔ اور نص قطعی کے خلاف اس میں تاویل اور ہیر پھیر کرنا بے دین کا کام ہے"

مفتی سنبھل، اجمل العلماء مولانا محمد اجمل رحمۃ اللہ علیہ نے "ردشہاب الثاقب" کے اندر ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء میں صدر دیوبند کی اس جعل سازی اور دیدہ دلیری پر گرفت فرمائی تو علمائے دیوبند آج کے دن تک خاموش ہیں، صرف علامہ شبیر احمد عثمانی کے برادرزادہ، مولوی عامر عثمانی دیوبندی (المتوفی ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء) نے اتنی تنگ بندی ضرور فرمائی تھی جو انہیں کے لفظوں میں ملاحظہ ہو:

"کتاب کے لب ولہجہ سے سخت وحشت زدہ ہونے کے باوجود اتنا ہم انصافاً ضرور کہیں گے کہ مصنف نے مولانا مدنی پر ایک الزام بڑا بھیانک اور فکر انگیز لگایا ہے"۔

ان کا کہنا ہے کہ جن دو کتابوں خزینۃ الاولیاء اور ہدایۃ الاسلام سے شہاب ثاقب میں بعض اقتباسات دیئے گئے ہیں وہ فی الحقیقت من گھڑت ہیں جن مصنفوں کی طرف انہیں منسوب کیا گیا ہے انہوں نے کبھی ہرگز ہرگز یہ کتابیں نہیں لکھیں۔۔۔۔ تاہم یہ

قیاسات ہیں بلکہ محض عقلی تک بندی پر ہیں۔حق یہ ہے کہ تحقیقی اور معقولی جواب یا تو مولانا مدنی کے بلند اقبال صاحبزادے مولوی اسعد طول عمرہ کے ذمہ ہے یا پھر ان مریدین و متوسلین کے ذمے ہے جو بجا طور پر مولانا کی عقیدت و محبت میں سرشار ہیں۔(۱)

رہ منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے
امیر کارواں بھی ہے انہیں گم کردہ راہوں میں

اس سے بیشتر حسام الحرمین اور ''الدولۃ المکیۃ'' کے منظر عام پر آنے سے بوکھلا کر علمائے دیوبند نے مل جل کر ''سیف النقی'' نامی کتاب تیار کی اور اسے مدرسہ دیوبند سے شائع کیا۔اس میں علمائے دیوبند نے سر جوڑ کر سات کتابیں اسی طرح گھڑیں اور انہیں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر کی جانب منسوب کر دیا۔کمال دیانت داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کتابوں کے مطابع صفحے اور عبارتیں تک اپنے ذہنوں سے گھڑ کر استناد و افتخار کرنے لگے۔فاضل بریلوی کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی جعلی مہر بھی گھڑ لی اور اس پہ ۱۳۰۱ھ لکھ دیا۔حالاں کہ مولانا کا ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء میں وصال ہو گیا تھا، گویا اپنے وصال کے چار سال بعد مولانا نقی علی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مہر بنوائی تھی۔ان حضرات کی ایسی کارگزاریوں کے پیش نظر خالص الاعتقاد کی تمہید، رماح القہار علی کفر الکفار کے اندر ۱۳۲۸ھ میں مولانا سید عبدالرحمٰن بیتھوی رحمۃ اللہ علیہ کو بریلی شریف سے یہ عام اعلان کرنا پڑا:

''ارے دم ہے کسی تھانوی، دربھنگی، سرہنگی، سربھنگی، انبیٹھی، دیوبندی، نانوتوی، گنگوہی، امرتسری، دہلوی، جنگلی کوہی میں کہ ان من گھڑت کتابوں ان کے صفحوں ان کی عبارتوں کا ثبوت دے اور نہ دے سکے تو کسی علمی بحث یا انسانی بات میں کسی عاقل کے لگنے کے قابل اپنا منہ بنا سکے۔''(۲)

۱۔ ماہنامہ تجلی دیوبند بابت فروری/مارچ ۱۹۵۹ء
۲۔ خالص الاعتقاد ص ۱۷

اگران حضرات کا تقویٰ وطہارت، انصاف ودیانت اور حقانیت وصداقت سے دور کا بھی واسطہ ہوتا تو ایسی شرمناک اور انتہائی گری ہوئی شعبدہ بازی کے کبھی نزدیک تک نہ پھٹکتے۔ کیا حقانیت کے علمبردار ایسی خیانتوں کا سہارا لینے پر مجبور ہوتے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ علمبرداران حق کے لیے حق وانصاف ہی کافی ہے۔ انہیں ایسے شرمناک راستوں سے ہمیشہ نفرت ہی رہی ہے اور رہے گی۔

۱۳۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے نامور خلیفہ، مولانا محمد عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ تھے جن پر قبلہ حاجی صاحب کو سب سے زیادہ اعتماد تھا کیوں کہ وہ علم وفضل میں اپنی نظیر آپ تھے اور ان کے انوار مکہ مکرمہ میں بھی ظاہر تھے کیا علمائے دیوبند کے بارے میں موصوف کو کسی قسم کا دھوکا دیا جاسکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ انہوں نے دیوبندی حضرات کی کفریہ عبارتوں کے باعث اکابر دیوبند کی تکفیر سے اتفاق کرتے ہوئے تقریظ لکھی جو حسام الحرمین کے اندر چھٹی تقریظ ہے۔ اگر علمائے دیوبند کا کفر یقینی نہ ہوتا تو مولانا موصوف ہرگز تقریظ نہ لکھتے۔

حضرت حاجی صاحب کے دوسرے خلیفہ، مولانا شیخ احمد مکی امدادی نے بھی دھوم دھام سے تقریظ لکھی اور کفریہ عبارتوں کے بارے میں حکم شرع بیان فرمایا۔ ان کی تقریظ کے چند جملوں کا ترجمہ:

''حمد وصلوۃ'' کے بعد کہتا ہے بندہ ضعیف، اپنے رب لطیف کا امیدوار احمد مکی چشتی صابری امدادی کہ میں اس رسالہ پر مطلع ہوا جو چار بیانوں پر مشتمل ہے۔ قطعی دلیلوں سے مؤید اور ایسی حجتوں سے جو قرآن وحدیث سے ثابت کی گئی ہیں۔ گویا وہ بے دینوں کے دل میں بھالے ہیں۔ میں نے اسے تیز تلوار پایا، کافر، فاجر وہابیوں کی گردن پر۔ اللہ تعالیٰ اس کے

مؤلف کو سب سے بہتر جزا عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہمارا اور اس کا حشر زیر نشان سید الانبیاء ﷺ کرے اور ایسا کیوں نہ ہو کہ وہ دریائے زخار ہے، صحیح دلیلیں لایا، جن میں کوئی قلت نہیں اور سزاوار ہے کہ اس کے حق میں کہا جائے کہ وہ حق ودین کی مدد کرنے اور بے دینوں سرکشوں کی گردنیں قلع قمع کرنے پر قائم ہے۔ سن لو وہ پرہیزگار، فاضل، ستھرا، کامل، پچھلوں کا معتمد اور اگلوں کا قدم بقدم، فخر اکابر، مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں ہے۔ اللہ اس کے امثال کثیر کرے اور مسلمانوں کو اس کی درازیء عمر سے نفع بخشے۔ (آمین) کچھ شک نہیں کہ یہ طائفے صراحۃً دلیلوں کو جھٹلا رہے ہیں۔ تو ان پر کفر کا حکم لگایا جائے گا، تو سلطان اسلام پر۔۔۔۔ واجب ہے کہ ایسوں کی آلودگی سے زمین کو پاک کرے اور ان کے اقوال وافعال کی قباحتوں سے لوگوں کو بچائے"۔(۱)

مولانا عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور شاگرد یعنی محافظ کتب حرم سید اسمٰعیل بن خلیل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) کے ہاشمی تیور اور امدادی جوہر ان کی تقریظ کے ہر لفظ سے عیاں ہیں۔ قارئین کرام اس میں سے چند فقروں کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

"حمد وصلوٰۃ کے بعد میں کہتا ہوں کہ یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے، غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں۔ جیسے خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں، نہ شک کی مجال، بلکہ جو ان کے بارے میں شک کرے بلکہ کسی طرح، کسی حال میں

۱۔ حسام الحرمین ص ۱۶۹-۱۷۱ مطبوعہ لاہور

انہیں کافر کہنے میں توقف کرے تو اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں کہ ان میں کوئی دین متین کو پھینکنے والا ہے اور ان میں کوئی ضروریات دین کا انکار کرتا ہے، جن پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے تو اسلام میں ان کا نام ونشان کچھ باقی نہ رہا جیسا کہ کسی جاہل سے جاہل پر بھی پوشیدہ نہیں ہے"۔(۱)

فرمانِ رسالت "اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ" کے تحت دیکھا جائے تو علامہ موصوف کی ایمانی فراست قابل رشک اور لائق تحسین تھی۔ کفریہ عبارتیں اپنی جگہ، لیکن ان مصنفین کو ایسا لکھنے، اپنی عاقبت برباد کرنے اور اپنے ساتھ لاکھوں مسلمانوں کے دین وایمان کا بیڑہ غرق کرنے کی آخر ضرورت کیا پیش آئی؟ موصوف نے اس ضرورت پیش آنے کا فراست مومنانہ سے یوں جواب دیا:

"مجھے ایسا علم یقین حاصل ہوا جس میں اصلاً شک نہیں کہ یہ کافروں کے یہاں کے منادی (یعنی ایجنٹ) ہیں۔ دین محمد ﷺ کو باطل کرنا چاہتے ہیں"۔(۲)

کفار کی طاقت ان حضرات سے دوسرا کام کیا لے رہی تھی، یہ بھی موصوف کی زبانی سنیے:

"حاصل یہ کہ زمین ہند میں سب طرح کے فرقے پائے جاتے ہیں۔ اور یہ باعتبار ظاہر ہے ورنہ وہ حقیقت میں کافروں کے رازدار ہیں۔ اور دین کے دشمن ہیں اور ان باتوں سے ان کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں"۔(۳)

۱۔ حسام الحرمین ص ۱۳۱ ۲۔ حسام الحرمین ص ۱۳۱

۳۔ حسام الحرمین ص ۱۳۲

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت، امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی بارگاہ میں ۱۳۱۷ء سے عقیدت کے پھول نچھاور کرنے والے اس بطل جلیل علامہ سید اسمٰعیل بن سید خلیل آفندی رحمۃ اللہ علیہ نے جب ۱۳۲۳ء میں پورے سات سال انتظار کرنے کے بعد چودھویں صدی کے آفتاب علم وعرفان کو نگاہوں کے سامنے جلوہ گر پایا تو مجدد برحق کے بارے میں ان کے مقدس قلم نے یوں صفحہ قرطاس پر حقیقت کے موتی بکھیرے:

''میں اللہ عزوجل کی حمد بجالاتا ہوں کہ اس نے اس عالم باعمل کو مقرر فرمایا، جو فاضل کامل ہے، منقبتوں اور فخروں والا، اس مثل کا مظہر کہ اگلے پچھلوں کے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے، یکتائے زمانہ، اپنے وقت کا یگانہ، حضرت احمد رضا خاں، اللہ بڑے احسان والا، پروردگار اسے سلامت رکھے ان کی بے ثبات حجتوں کو آیتوں اور قطعی حدیثوں سے باطل کرنے کے لیے، اور وہ کیوں نہ ایسا ہو کہ علمائے مکہ اس کے لیے ان فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں، اور اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا تو علمائے مکہ اس کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے، بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو البتہ حق وصحیح ہے''۔(۱)

مولانا عبدالحق الہٰ آبادی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے نامور شاگرد مولانا کریم اللہ مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی لاجواب کتاب ''الدولة المكية'' کی تقاریظ کے لیے آپ کی مراجعت کے بعد سب سے بڑھ کر کوشش کی، حالاں کہ موصوف بھی ہندوستان کے رہنے والے تھے۔

۱۔ حسام الحرمین ص ۱۳۲

انہوں نے اپنی تقریظ کے اندر مبتدعین کا ذکر ان لفظوں میں کیا:

''(حمد ونعت کے بعد میں نے واقفیت حاصل کی ''الدولة المكية'' کی جو امام، بزرگ، محقق نکتہ رس، سیدی ومولائی، اس زمانے کے مجدد، عبد المصطفیٰ، ان پر روح ودل فدا ہوں۔یعنی مولانا احمد رضا خاں، اللہ حنان ومنان انہیں سلامت رکھے، کی تالیف ہے۔تو جو کچھ جھوٹے وہابی، دروغ باف گنگوہی کے متبعین وغیرہ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ ہمارے بزرگ سردار (اعلیٰ حضرت) اللہ ان کا ذکر بلند کرے وہ اس بات کے قائل ہیں کہ خالق ارض وسماء وجل جلالہٗ اور باعث تخلیق کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کا علم مساوی ہے، یہ صریح جھوٹ، بالکل افتراء اور بدترین بہتان ہے۔جھوٹوں پر اللہ کی لعنت اور ظالموں کا ٹھکانہ بُرا ہے۔انہیں ملعون اتہامات کو دفع کرنے کے لیے حرمین شریفین کے ہمارے سرداروں اور علماء کی تقاریظ لکھی گئیں)''۔ (۱)

یہ ہے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ کا وہ تحفہ جو انہوں نے حرمین شریفین سے اپنے ان متوسلین کے لیے بھیجا یا آپ کے علمی اور روحانی فرزندوں کی جانب سے حضرت حاجی صاحب کے ان متوسلین و متبعین کو عطا فرمایا گیا جو اپنے پیر ومرشد کے مسلک سے منہ موڑ کر، حکومت کے ایجنٹ بن کر تخریب دین اور افتراق بین المسلمین کا منحوس مشغلہ، دنیا سنبھالنے کی خاطر اختیار کر بیٹھے تھے، کیا ان حضرات کو کوئی ہندوستانی عالم بھلا علمائے دیوبند کے بارے میں دھوکا دے سکتا تھا؟ کیا علمائے دیوبند کی تصانیف اور عقائد ونظریات ان کے پیش نظر نہیں تھے؟

۱۔ الدولة المكية

بہر حال حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ متوسلین نے اپنا شرعی فریضہ ادا کیا اور گمراہ گروں کے رد میں انہوں نے اپنی شرعی ذمہ داری کو پوری طرح نبھایا۔ قبلہ حاجی صاحب نے شاید اسے علمی اختلافات سمجھا ہوگا کہ اپنے ان نام نہاد متوسلین کو سمجھانے کی خاطر فیصلہ ہفت مسئلہ کے نام سے ایک تحریر لکھی اور امور مختلفہ کے بارے میں اپنے موقف کی وضاحت کردی، یہ کتابچہ مکہ مکرمہ سے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے پاس آیا کہ اسے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے پاس پہنچادیا جائے۔ گنگوہی صاحب نے اپنے پیر ومرشد کے شرعی فیصلے کا جو احترام کیا، وہ خواجہ حسن ثانی نظامی دہلوی کی زبانی سنیئے اور معاملے کو غیر جانبدار ہوکر سمجھنے کی کوشش کیجئے، انہوں نے لکھا ہے:

''نذر آتش کرنے کی یہ خدمت والدی حضرت خواجہ حسن نظامی کے سپرد ہوئی، جو اس وقت گنگوہ میں حضرت مولانا رشید احمد کے ہاں زیر تعلیم تھے۔ لیکن خواجہ صاحب نے جلانے سے پہلے اس کو پڑھا اور جب ان کو وہ کتاب اچھی معلوم ہوئی تو انہوں نے استاد کے حکم کی تعمیل میں آدھی کتابیں تو جلادیں اور آدھی بچا کر رکھ لیں۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا گنگوہی سے ملنے آئے اور ان سے پوچھا کے میں نے کچھ کتابیں تقسیم کرنے کے لیے آپ کے پاس بھیجی تھیں ان کا کیا ہوا؟ مولانا گنگوہی نے اس کا جواب خاموشی سے دیا۔ لیکن کسی حاضر الوقت نے کہا کہ علی حسن (خواجہ حسن نظامی) کو حکم ہوا تھا کہ انہیں جلادو۔ مولانا تھانوی نے میاں علی حسن سے پوچھا کہ کیا واقعی تم نے کتابیں جلادیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ استاد کا حکم ماننا ضروری تھا۔ اس لیے میں نے آدھی کتابیں تو جلادیں اور آدھی میرے پاس محفوظ ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب

بیان کرتے تھے کہ مولانا تھانوی اس سے اتنے خوش ہوئے کہ آم کھا رہے تھے فوراً دو آم اٹھا کر مجھے انعام دیے"۔(۱)

دیکھو تو دل فریبیٔ انداز نقش پا
موج خرام یار بھی کیا گل کتر گئی

۱۴۔ اسی طرح مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ جن سے کتنے ہی دیوبندی علماء نے علمی استفادہ کیا اور جن کے بارے میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی رسوائے زمانہ تصنیف براہین قاطعہ میں لکھا ہے:

"خود شیخ العلماء نے جو معاملہ ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ کے ساتھ کیا وہ کسی پر مخفی نہیں۔"

اس عبارت میں تو انبیٹھوی صاحب نے مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ہمارے شیخ الہند کہا ہے۔موصوف نے مکہ مکرمہ سکونت اختیار کر لی تھی۔وہاں مدرسہ صولتیہ کی بنیاد رکھی، حکومت کی جانب سے پایۂ حرمین اور قاضی القضاۃ کا عہدہ ملا۔اسی کتاب میں انبیٹھوی صاحب نے ان کے بارے میں دوسرے مقام میں لکھا ہے:

"یہ اس آخر وقت میں اب مولوی رحمت اللہ صاحب تمام علمائے مکہ پر فائق اور بہ اقرار علمائے مکہ اعظم ہیں"۔

۱۳۰۴ھ میں انبیٹھوی صاحب نے مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کو مذکورہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔لہذا موصوف کا فیصلہ کسی حالت میں علمائے دیوبند کے متعلق معاندانہ نہیں کہا جا سکتا۔مولانا کیرانوی کو کسی مرحلے بھی بریلوی نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ وہ ہندوستان میں رہے تو کیرانوی تھے اور حجاز مقدس میں گئے تو مکی ہوئے۔

۱۔ ماہنامہ منادی دہلی ج ۳۹ شمارہ ۱۲ ص ۳۲

چنانچہ مولانا کیرانوی مرحوم نے گنگوہی اور انبیٹھوی صاحب کے خلاف مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف تقدیس الوکیل پر طویل تقریظ لکھی۔ پہلے تقریظ کے چند ابتدائی جملے ملاحظہ ہوں:

''بعد حمد اور نعت کے کہتا ہے (راجی رحمت ربہ المنان رحمت اللہ بن خلیل الرحمن غفرلہم الحنان) کہ مدت سے بعض باتیں جناب مولوی رشید احمد صاحب کی سنتا تھا، جو میرے نزدیک اچھی نہ تھیں۔ اعتبار نہ کرتا تھا کہ انہوں نے ایسا کہا ہوگا۔ اور مولوی عبدالسمیع صاحب جوان کو میرے سے رابطہ شاگردی کا ہے، جب تک مکہ معظمہ میں نہیں آئے تھے تحریراً منع کرتا تھا اور مکہ معظمہ میں آنے کے بعد تقریراً بہت تاکید سے منع کرتا تھا۔ کہ آپس میں مختلف نہ ہوں اور علمائے مدرسہ دیوبند کو اپنا بڑا سمجھو۔ پر وہ مسکین کہاں تک صبر کرتا اور میرا اعتبار نہ کرنا کس طرح ممتد رہتا کہ حضرات علمائے مدرسہ دیوبند کی تحریر اور تقریر بطریق تواتر مجھ تک پہنچی کہ تمام افسوس سے کچھ کہنا پڑا اور چپ رہنا خلاف دیانت سمجھا گیا۔ سو کہتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید کو رشید سمجھتا تھا مگر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے۔ جس طرف آئے اس طرف ایسا تعصب برتا کہ اس میں ان کی تقریر اور تحریر دیکھنے سے رونگٹا کھڑا ہوتا ہے''۔(۱)

حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس تقریظ میں یہ بھی فرمایا ہے:

''پھر حضرت رشید نے جو نواسے (امام حسین رضی اللہ عنہ) کی طرف توجہ کی تھی اس پر بھی اکتفا نہ کرکے خود ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کی۔ پہلے مولود کو

۱۔ تقدیس الوکیل ص ۲۱۵ مطبوعہ لاہور

کھیلنے کا جنم اشٹمی ٹھہرایا اور اس کے بیان کو حرام بتلایا اور کھڑے ہونے کو گو کوئی کیسے ہی ذوق وشوق میں ہو بہت بڑا منکر (بُرا کام) فرمایا۔ اس ٹھہرانے، بتلانے، فرمانے سے لکھوکھہا علمائے صالحین اور مشائخ مقبول رب العالمین ان کے نزدیک بُرے نفرتی ٹھہر گئے۔ پھر ذات نبوی میں اس پر بھی اکتفانہ کر کے اور امکان ذاتی کے اعتبار کر کے چھ خاتم النبیین بالفعل ثابت کر بیٹھے اور امکان ذاتی کے باعتبار تو کچھ حد ہی نہ رہی اور ان کا مرتبہ کچھ بڑے بھائی سے بڑا نہ رہا اور بڑی کوشش اس میں کہ حضرت (نبی کریم ﷺ) کا علم شیطان لعین کے علم سے کہیں کمتر ہے اور اسی عقیدے کے خلاف کو شرک ٹھہرایا۔

پھر اس توجہ ذات اقدس نبوی کی طرف کی اکتفانہ کیا، ذات اقدس الٰہی کی طرف بھی متوجہ ہوئے اور جناب باری تعالیٰ کے حق میں دعویٰ کیا کہ اللہ کا جھوٹ بولنا ممتنع بالذات نہیں، بلکہ امکان، جھوٹ بولنے کو اللہ تعالیٰ کی بڑی صفت کمال کی فرمائی، "نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات"۔ میں تو ان امور مذکورہ بالا کو باطن میں بہت بُرا سمجھتا ہوں اور اپنے محبین کو منع کرتا ہوں کہ حضرت مولوی رشید اور ان کے چیلے چانٹوں کے ایسے ارشادات نہ سنیں اور میں جانتا ہوں کہ مجھ پر بہت کچھ کھلم کھلا تبرا ہوگا۔ لیکن جب جمہور علمائے صالحین اور اولیائے کاملین اور رسول رب العلمین اور جناب باری جہاں آفریں ان کی زبان اور قلم سے نہ چھوٹے تو مجھے کیا شکایت ہوگی"۔(۱)

احقر نے قارئین کرام کی سہولت کے لیے یہ چند حقائق پیش کر دیے ہیں۔ انصاف پسند حضرات کو ان کی روشنی میں معاملے کی تہہ تک پہنچنے میں چنداں دشواری

۱۔ تقدیس الوکیل ص ۳۱۹ مطبوعہ لاہور

پیش نہیں آئے گی۔ ہاں ضد اور ہٹ دھرمی کا معاملہ ہی اور ہے۔ اگر احقر کی معروضات سامنے رکھی جائیں تو مولوی حسین احمد ٹانڈی (مصنف شہاب ثاقب) مولوی خلیل احمد انبیٹھوی (مصنف المہند) مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی، مصنف توضیح البیان (المتوفی ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء) مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد (المتوفی ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) مولوی محمد منظور نعمانی، مصنف فیصلہ کن مناظرہ اور فتح بریلوی کا دلکش منظر اور مولوی فردوس علی قصوری وغیرہ حضرات کی دھاندلی اور انصاف دشمنی صاف نظر آنے لگے گی۔ اللہ جل شانہ ابنائے زمانہ کو سچی ہدایت نصیب فرمائے (آمین)

اکابر علمائے دیوبند نے اللہ اور رسول (جل جلالہ، وﷺ) کی شان پر حملہ کیا، نازیبا الفاظ لکھے اور شائع کیے، یہ امر دیوبندی حضرات کے نزدیک نہ قابل اعتراض ہے اور نہ اس بارے میں وہ کسی کو ایک لفظ تک کہنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ اللہ اور رسول کو گالیاں دینے والے ان علماء کے خلاف اگر کوئی بولے تو یہ ایسا جرم ہوگا کہ یہ حضرات کسی مرحلے پر اس سے درگزر کرنے کے روادار نہیں ہو سکتے۔

چونکہ عظمت خداوندی اور ناموس مصطفیٰ کا دفاع کرنے والے علمائے کرام میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجددانہ صلاحیتوں کے باعث سب سے نمایاں کارنامہ دکھایا، لہٰذا ان کا یہ ایسا جرم ہے جس کی پاداش میں علمائے دیوبند نے انہیں آج تک سب وشتم کا نشانہ بنایا ہوا ہے، اور اس اللہ کے بندے پر بہتان باندھنا، الزامات عائد کرنا تو ان حضرات کا ایسا محبوب مشغلہ ہو کر رہ گیا ہے جیسے روافض نے سب سے بڑی عبادت حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر تبرا کرنے کو ٹھہرا لیا۔

اسی طرح ان حضرات نے تبرا کے لیے مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہ کو چن لیا، جن کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ خدا اور رسول (جل جلالہ وﷺ) کے دشمنوں کے خلاف بولتے

تھے۔ جب علمائے دیوبند اپنے کفریات کی اشاعت سے باز نہ آئے تو آپ نے ان کی تکفیر کا شرعی فریضہ بھی ادا کیا تھا حالاں کہ:

نہ وہ کفر کرتے، نہ تکفیر ہوتی
رضا کی خطا اس میں سرکار کیا ہے

اسی حق دشمنی اور اکابر پرستی کے نشے میں چکنا چور ہو کر آج کل مولوی ابوالزاہد محمد سرفراز خاں صفدر گکھڑوی دیوبندی کچھ زیادہ ہی اچھل کود رہے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ موصوف دوسروں سے کچھ زیادہ ہی پی بیٹھے ہیں۔ آنجناب کی علمائے اہلسنت اور خصوصاً اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر الزامات و بہتانات کی دھواں دھار بمباری دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو اپنے سابقہ مصنفین ومناظرین کے بھی کان کترتے جا رہے ہیں۔ اگر موصوف اپنی تصانیف میں ناجائز حملے نہ کرتے تو ہمیں کیا ضرورت پڑی تھی خواہ مخواہ انہیں مخاطب کرتے لیکن گکھڑوی صاحب کی لن ترانیاں نظرانداز کرنے کے قابل نہیں، مثلاً انہوں نے اپنی مخصوص ترنگ میں کس ٹھاٹ باٹ سے لکھا ہے:

"مولوی احمد رضا خاں بریلوی صاحب کا مزاج نہایت جذباتی اور طبیعت بے حد غلو پسند اور متعصبانہ تھی۔ ان کی عبارات میں اس امر کا واضح ثبوت موجود ہے۔ اپنے مخالفین اور خصوصاً علماء دیوبند کی تکفیر میں جو طریق انہوں نے اختیار کیا ہے۔ عالم تو درکنار دنیا کا کوئی شریف انسان بھی اس کو اختیار نہیں کرسکتا کہ ان کی مراد اور نیت کے خلاف ان کی عبارات کا مطلب از خود تراشے اور بزور کشید کر کے ان پر کفر کا فتویٰ لگائے اور پھر ان کی تکفیر نہ کرنے والوں بلکہ شک کرنے والوں کو بھی کافر قرار دے۔

حالاں کہ اکابر علماء دیوبند چلا چلا کر کہتے ہیں لکھتے ہیں کہ جو مطلب تم نے بیان کیا ہے یا جو مراد تم لے رہے ہو، ہماری ہرگز وہ مراد نہیں اور نہ ہم اسے

صحیح سمجھتے ہیں بلکہ ہم اس کو کفر سمجھتے ہیں۔ انصاف اور دیانت کا تقاضا تو یہی تھا کہ خان صاحب اس کے بعد ان کی تکفیر سے باز آجاتے اور علمائے دیو بند سے معافی مانگ لیتے کہ میں نے غلط سمجھا تھا۔ اور میں اب اپنے سابق غلط فتویٰ سے رجوع کرتا ہوں۔ لیکن خان صاحب نے مرتے دم تک اپنی ضد نہیں چھوڑی اور اکابر علمائے دیو بند کی ناروا تکفیر سے باز نہیں آئے۔ ان کی چند عبارات ملاحظہ کریں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ۔غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور جو اس کے پیرو ہوں۔ جیسے خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں، نہ شک کی مجال، بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے، بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں''۔ (حسام الحرمین ۱۳۱، فتاویٰ افریقہ ۱۰۹)(۱)

گکھڑوی صاحب! عبارات اکابر کے مصنف کی مذکورہ بالا دھاندلی اور شعبدہ بازی کے پیش نظر ہمیں احقاق حق اور ابطال باطل کا پورا حق حاصل ہو گیا ہے۔ ہم قارئین کرام کے سامنے چند حقائق پیش کر کے فیصلہ قارئین پر چھوڑیں گے اور مصنف کی طرح تحکم اور سینہ زوری سے قطعا کام نہیں لیں گے۔ چنانچہ:

غزل اس نے چھیڑی مجھے ساز دینا
ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا

اولاً: مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علمائے حرمین طیبین کے پاکیزہ کلمات اور اعزاز و اکرام کے الفاظ فتاویٰ الحرمین، حسام الحرمین، الدولۃ المکیۃ، الاجازات المتینہ اور کفل الفقیہ وغیرہ کتب

۱۔ عبارات اکابر مطبوعہ لاہور بار اول ۱۳۹۲ھ ص ۱۸ تا ۲۰

ورسائل میں موجود ہیں۔ جن کی ایمان افروز خارجیت ونجدیت سوز جھنکار شرق سے غرب اور عجم سے عرب تک گونج رہے ہیں اگر اس کے خلاف کوئی کواخور شیخ نجدی کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے کائیں کائیں کرتا پھرے تو مسلمان ایسے بے ذوق کہاں جو زاغ وبوم کی دلخراش آوازوں پر کان دھرتے رہیں۔

ثانیاً: علمائے دیوبند نے کفریہ عبارتیں لکھیں، سالہا سال تک شائع کرتے رہے، علمائے اہل سنت کی جانب سے متواتر مواخذہ ہوتا رہا، اعلیٰ حضرت بھی مدتوں انہیں سمجھاتے اور رد شائع کرتے رہے۔ جب دیکھا کہ وہ اپنے کفریات پر مصر ہیں، نہ ان عبارتوں میں کوئی اسلامی پہلو دکھانے پر قادر نہ ان سے رجوع کرنے پر آمادہ تو مسلمانوں کو ان کے کفر میں ملوث ہونے سے بچانے کی خاطر امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اکابر علمائے دیوبند کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کرنا پڑا۔ یہ علمائے دیوبند کے نزدیک اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کے باعث عبارات اکابر کے مصنف کو چودھویں صدی کے مجدد اور اسلام کا بطلِ جلیل بھی ایک شریف انسان نظر نہیں آتا۔ بہر حال یہ اپنی اپنی نظر اور پسند کا معاملہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مبتدعین زمانہ کی اس جماعت میں اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کو گالیاں دینا، انہیں فخریہ شائع کرنا، پھر انہیں اپنی ساختہ توحید کے دودھ کی ملائی بتانا ہی بزرگی کی سند اور شرافت کا معیار ہو کر رہ گیا ہے، ایسے حضرات کو کفریات سے روکنے، اپنی اور دوسروں کی عاقبت برباد کرنے سے باز رہنے کی تلقین کرنے والے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھلا یہ لوگ کس طرح شریف انسان تسلیم کر سکتے ہیں؟ علمائے دیوبند نے اللہ اور رسول کو کھل کر اپنی تصانیف میں گالیاں دیں اور مرتے دم تک نہ وہ عبارتیں بدلیں، نہ ان سے توبہ کی۔ عبارات اکابر کے مصنف کی اصطلاح میں یہ بات شرافت کے معیار سے ذرا بھی گری ہوئی نہیں ہے بلکہ بزرگی کی سند ہے۔ ہاں قابل اعتراض ان کی نظر میں یہ امر ہے کہ مولانا احمد رضا خاں نے ان کے "ارباباً من دون اللہ" کے خلاف ایک لفظ بھی کیوں

کہا؟ جرم ہے تو یہ ہے۔ افسوس!

بنے کیوں کر کہ ہے سب کار الٹا
ہم الٹے ، بات الٹی، یار الٹا

کاش! یہ حضرات تھوڑی دیر کے لیے دیو بندیت اور بریلویت کی تفریق سے بالا تر ہو کر اپنے آباؤ اجداد کی محبت و نفرت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے، صرف اللہ جل شانہ کے بندے اور نبی آخر الزمان سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی بن کر ان کفریہ عبارتوں کو بغور پڑھیں، انصاف کی میزان پر تولیں تو صاف نظر آئے گا کہ:

وفا کے بھیس میں بیٹھے ہیں پانچوں بے وفا ہو کر

ثالثاً: مصنف کا یہ کہنا کہ: اکابر دیو بند چلا چلا کر کہتے اور لکھتے رہے ہیں کہ جو مطلب تم نے بیان کیا ہے یا جو تم مراد لے رہے ہو، ہماری ہرگز وہ مراد نہیں۔

گکھڑوی صاحب! عبارات اکابر کے مصنف سے کہیے کہ وہ عبارتیں اردو زبان کی ہیں کوئی لاطینی یا عبرانی زبان نہیں جن کے سمجھنے والے نایاب ہوں۔ ہر پڑھا لکھا انسان ان عبارتوں کا مفہوم آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ علاوہ بریں وہ پہیلیاں یا بجھارتیں بھی نہیں ہیں کہ گتھیاں سلجھانی پڑیں گی۔ بلکہ ان عبارات کے وہی مفہوم و مطالب لیے جاسکیں گے جو عبارات کے الفاظ سے نکل سکتے ہیں۔ اگر کوئی آم سے انگور مراد لے یا کوا کھائے اور کبوتر بتائے تو ایسی کرتوت کسی عاقل کے نزدیک کب قابل قبول ہے؟ ایسی مراد کوئی چلا چلا کر بتائے یا رو پیٹ کرنا مراد ہی رہے گا۔ اگر ان علمائے دیو بند کا مقصد کفر کی نشر و اشاعت نہیں تھا تو ان عبارتوں میں رد و بدل کر کے ایسی بنا لیتے کہ کفریہ معانی کا شائبہ بھی نہ پایا جاتا، اس طرح سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا۔ لیکن انہوں نے مرتے دم تک ایسا نہیں کیا۔ آخر اتنے بڑے اختلاف کو چند لفظوں کی تبدیلی کر کے ختم کر دینے میں نقصان کیا تھا؟ اس کے بعد اگر

مواخذہ کرنے والے باز نہ آتے تو ہر سمجھ دار شخص یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا کہ معترضین کی نیت میں کھوٹ ہے۔ یہ مخالفت برائے مخالفت کر رہے ہیں:۔ لیکن جب ان مصنفین نے مرتے وقت تک ایک لفظ بھی تبدیل نہ کیا اور ساری عمر اس اختلاف کی آگ کو ہوا دینے میں ہی مصروف رہے تو کون یہ سمجھنے پر مجبور نہیں ہوگا کہ ان حضرات کا مشن ہی کافر گری ہو کر رہ گیا تھا۔

رابعاً: مصنف عبارات اکابر کا لکھنا کہ فلاں صورت حال کے بعد خان صاحب بریلوی کو چاہیے تھا کہ علمائے دیوبند سے معافی مانگ لیتے اور اپنے فتوے سے رجوع کر لیتے۔

گکھڑوی صاحب! اپنے اونچی چوٹی کے مصنف صاحب کو بتا دیجئے کہ سرکار! اگر آج بھی آپ اپنے اکابر کی کفریہ عبارتوں کو اسلامی ثابت کر دیں تو اختر شاہجہانپوری وعدہ کرتا ہے کہ وہ اخبارات و رسائل میں یہ اعلان شائع کروادے گا کہ علمائے دیوبند کی تکفیر میں اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ سے غلطی واقع ہو گئی ہے۔اس کے برعکس اگر مصنف صاحب اپنی ساری برادری کے تعاون سے بھی ان عبارتوں کو اسلامی ثابت نہ کر سکیں تو اپنے گنگوہی، نانوتوی، انبیٹھوی، اور تھانوی ''اَرْبَاباً مِنْ دُوْنِ اللهِ'' کو مرتد مان کر مسلمان ہونا پڑے گا۔ اگر یہ منظور ہے اور مصنف صاحب ایسی تحریر دینے کے لیے تیار ہیں تو جلد از جلد بسم اللہ کریں اور مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور کی معرفت ٹھنڈے دل و دماغ سے، افہام و تفہیم کی خاطر، تحریری گفتگو کا سلسلہ شروع کر دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے مصنف صاحب کے سارے جوہر کھل جائیں گے۔ حق و باطل میزان تحقیق و انصاف پر تل جائیں گے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ عبارات اکابر کے مصنف کا منہ کب اور کیسے کھلتا ہے؟ گکھڑوی صاحب!

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار!
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

خامساً: گکھڑوی صاحب! ذرا عبارات اکابر کی مذکورہ بالا عبارت پھر ملاحظہ فرمایئے'' خط کشیدہ عبارت موصوف نے مجموعہ فتاوٰے حسام الحرمین ص ۱۳۱ اور فتاوٰے افریقہ ص ۱۰۹ سے نقل کر کے اسے امام رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت بتایا ہے۔

جناب والا! ذرا حسام الحرمین اور فتاوٰے افریقہ کی مذکورہ عبارت کو ایک مرتبہ اور دیکھ لیجئے اگر یہ عبارت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بجائے علمائے مکہ مکرمہ سے محافظ کتب حرم، اسلام کے بطل جلیل، سید اسمٰعیل بن سید خلیل مکی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریظ کے ان لفظوں کا ترجمہ ہو۔ جن کے ذریعے موصوف نے اکابر دیوبند کی کفریہ عبارتوں کے بارے میں حکم شرع بیان فرمایا تھا، تو اپنے قبیلے کے مصنف کو اس علمی خیانت کی داد تو دے دینا، جو اہل حق کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جھوٹ بول رہے ہیں۔ اور ذرا نہیں شرماتے، نہ ارشاد خداوندی ''لعنۃ اللہ علی الکاذبین'' کو ذرا بھی خاطر میں لاتے ہیں۔ کیوں گکھڑوی صاحب! کیا ایسا دروغ گو از روئے شرع مردود الشہادۃ اور نا قابل اعتبار نہیں ہوتا؟ کیا حق و باطل کا فیصلہ کرنا ایسے ہی فنکاروں اور شعبدہ بازوں کا کام ہوتا ہے؟

سادساً: علامہ سید اسماعیل بن سید خلیل مکی رحمۃ اللہ علیہ کے نعرۂ شیراز سے معلوم نہیں سومنات نجد کے ہر دیو کا بند بند کیوں کانپ اٹھتا ہے؟ کیوں ان کی عبارتوں تک کو دوسروں کے سر منڈھنے کا فراڈ کیا جاتا ہے؟ حالانکہ کہ علامہ موصوف تو حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی فرزند تھے۔ علمائے دیوبند کو چاہیے تھا کہ ان کے فیصلے کو خوف خدا اور شرم نبی کے باعث نہ سہی کم از کم قبلہ حاجی صاحب ہی کی وجہ سے تسلیم کر لیتے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ علمائے دیوبند کے سامنے وہ کونسی مصلحت تھی جو انہیں حق کو قبول کرنے سے باز رکھے ہوئے تھی اور ان کی مردانگی صرف یہی رہ گئی تھی کہ عمر بھر حق کو باطل اور باطل کو حق بتاتے رہیں:

کہنے کو ان سے کہہ رہا ہوں حال دل مگر
ڈر ہے کہ شان ناز پہ شکوہ گراں نہ ہو

سابعاً: مصنف صاحب تأثر دے رہے ہیں کہ اللہ و رسول (جل جلالہٗ و ﷺ) کو گالیاں دینے والے مذکورہ چاروں اکابر دیو بند کو صرف چند بریلوی علماء ہی کافر سمجھتے ہیں اوران کے نزدیک اکثر علمائے اہل سنت ان کی تکفیر نہیں کرتے بلکہ توقف کرنے والے تو بے شمار ہیں۔ گکھڑوی صاحب! ذرا مصنف عبارات اکابر کے عقل کے ناخن تو لیجئے۔ علمائے پاک و ہند کی تصدیقات پر مشتمل یہ رسالہ الصوارم الہندیہ آپ کے سامنے ہے۔ کیا یہ دو اڑسٹھ (۲۶۸) علمائے کرام محض چند ہیں؟ حالاں کہ ہم اس تعداد کو بفضلہٖ تعالیٰ کئی گنا بڑھا بھی سکتے ہیں۔ لیکن ہماری فہرست کے علماء مصنف کی نظر میں چند ہوں گے۔ اس کے بالمقابل مصنف صاحب تکفیر نہ کرنے والے بیشتر علماء اور توقف کرنے والے بے شمار علمائے اہلسنت کی فہرستیں بھی دکھائیں تا کہ قارئین کرام بھی دیکھ لیں کہ واقعی یہ صرف چند ہیں اور مصنف کے پیش کردہ بیشتر اور بے شمار ہیں۔ دیکھتے ہیں ایسی فہرستیں کب تک منظر عام پر آتی ہیں۔

مصنف صاحب نے اپنی دوسری تصنیف میں مفتی احمد یار خاں گجراتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) کو للکارتے ہوئے کیسی جوانمردی دکھائی ہے کہ پیش خویش اپنے اکابر کا سارا قرضہ چکا دیا۔ آسمان میں تھگلی لگا دی۔ ان کی اینٹی عبارت کے تیور تو ملاحظہ ہوں:

> ''مفتی صاحب نے دیو بندی مظلوموں پر کفر وارتداد کا ظالمانہ نشتر چلاتے ہوئے بے دھڑک علمائے عرب وعجم کا نام استعمال کیا ہے۔ یہ بھی مفتی صاحب کی انتہائی خیانت ہے۔ بات اصل میں یہ تھی کہ انگریز کے زمانے میں ایک خاص مصلحت کے پیش نظر مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اکابر علمائے دیو بند کی عبارات کو قطع و برید کر کے علمائے حجاز سے ان کے خلاف فتوے لیا تھا۔ اور حسام الحرمین کے نام سے وہ شائع کیا تھا۔ لیکن

جب اکابر علمائے دیو بند کو اس مکاری کا علم ہوا تو حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے اپنے اور اپنے اکابر کے عقائد لکھ کر علمائے حرمین اور شام و فلسطین وغیرہ کو بھیجے۔ انہوں نے وہ پڑھ کر خان صاحب بریلوی پر صد نفریں کی اور اکابر علمائے دیو بند کو پکا مسلمان اور سنی مسلمان کہا اور ان اکابر کے عقائد اور علمائے حرمین وغیرہ کے فتوی کتاب ''المھند علی المفند'' میں مذکور ہیں۔ جو ۱۸ شوال ۱۳۲۵ھ سے مسلسل کئی بار طبع ہوئی اور اب صرف اردو میں عقائد علمائے دیو بند کے نام سے متعدد مقامات سے وہ کتابچہ شائع ہو چکا ہے اور اس کے حرمین اور عرب وغیرہ ممالک کے کسی معتبر عالم نے دیو بندیوں کی ہرگز تکفیر نہیں کی۔ اگر مفتی صاحب میں دم خم ہے تو اس کے بعد کے علمائے حرمین اور عرب کے ''المھند علی المفند'' کی طباعت کے بعد کی تکفیر بتاتے اور اب بھی ہمت ہے تو بتا دیں''۔ (۱)

گکھڑوی صاحب! آپ نے مصنف باب جنت کے بلند بانگ دعاوے ملاحظہ فرمائے۔ ڈینگیں اور لن ترانیاں سنیں۔ یہ فقیر محض احقاق حق اور ابطال باطل کی خاطر اپنے رب قدیر اور اس کے حبیب بشیر و نذیر (ﷺ) کی تائید و اعانت کے بھروسے پر میدان تحقیق میں قدم رکھتا اور یہ کہتے ہوئے اپنے رہوار قلم کو اذن خرام دیتا ہوں:

ہاں چاہتے ہیں کہنا اپنی لے میں ہم بھی
نغمہ نواز رکھ دے اب ساز لن ترانی

۱۔ باب جنت مطبوعہ لاہور طبع اول ص ۳۶۔۳۷

گکھڑوی صاحب! آپ ذرا مصنف باب جنت کو بتا دیجئے کہ اے ساتھی!
ابرہہ کے ہاتھی وہ دیکھئے خدائی فوج ظفر موج کا ایک ابابیل (اختر شاہجہانپوری) آیات محکمہ، سنت قائمہ اور فریضہ عادلہ کی تین کنکریاں لے کر عین آنجناب معلّی القاب کی نجدی چندیاپ پر منڈھلا رہا ہے۔ اب حضور والا بھی "کعصف ماکول" ہونے کے لیے تیار ہو جائیں۔

اولاً: مصنف صاحب! علمائے دیو بند ہی نے تو غیر اسلامی روش اختیار کر کے اللہ و رسول (جل جلالہ و ﷺ) کو گالیاں دیں، بڑے اہتمام سے شائع کیں، علمائے اہل سنت کے سمجھانے بجھانے کے باوجود نہ ان میں ترمیم کر کے اسلامی عبارتیں بنانا گوارا کیا، نہ ان سے توبہ کی۔ اس پر علمائے عرب و عجم نے مسلمانوں کو خبردار کرنے کی غرض سے مشتہر کیا کہ فلاں فلاں حضرات ایمان سوز راہ پر گامزن ہو چکے ہیں۔ مصنف صاحب! مسلمانوں کو خبردار کرنے والے علماء نے تو اپنا فریضہ ادا کیا تھا۔ لیکن کیا اللہ و رسول (جل جلالہ و ﷺ) کو گالیاں دینا اور انہیں شائع کرنا علمائے دیو بند کا اسلامی فریضہ تھا؟ کیا عظمت خداوندی اور ناموس مصطفوی پر حملہ کرنا ان حضرات کا پیدائشی حق تھا؟ علمائے اہل سنت کا معاملہ تو بعد میں شامل ہوگا پہلے فریقین کا تعین تو ہونے دیجئے۔ اس تصادم کا فریق اول علمائے دیو بند ہیں جنہوں نے اللہ اور رسول (جل جلالہ و ﷺ) کی شان پر ناپاک حملے کیے۔ فریق ثانی اللہ اور رسول ہیں، جن پر حملہ ہوا۔ کیا مصنف صاحب بتا سکتے ہیں کہ وہ فریقین میں سے کس کو ظالم سمجھتے ہیں؟

اگلا مرحلہ حامیوں اور طرفداروں کا ہے۔ اکثر علمائے کرام نے اللہ اور رسول (جل جلالہ و ﷺ) کے حامی بن کر حملہ آوروں سے مقابلہ کرنا اپنا اسلامی اور ایمانی فریضہ شمار کیا اور اس فرض کے ادا کرنے میں اپنی پوری صلاحیتیں بروئے کار لائے جب کہ بعض وہ بھی صاحبان جبہ و دستار تھے جنہوں نے عظمت خداوندی اور ناموس مصطفوی کو نظر انداز

کرتے ہوئے اللہ اور رسول (جل جلالہ و ﷺ) کے دشمنوں، حملہ آوروں کا ساتھ دینا ضروری سمجھا۔ اس قصے کو صرف علمائے دیو بند اور امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ٹکراؤ قرار دینا محض ایک مغالطہ ہے کیوں کہ یہ اس المیے کا ایک حصہ تو ضرور ہے لیکن اس تصادم کی بنیاد تو یہی ہے کہ اکابر علمائے دیو بند نے عظمت خداوندی اور شان مصطفوی پر حملہ کیا تھا اور جب تک وہ دنیا میں زندہ رہے اس ظالمانہ اور غیر اسلامی روش سے ایک انچ نہیں ہٹے۔ اسی کے پیش نظر علمائے عرب و عجم نے ان حضرات کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا تھا۔

اسی حقیقت کو اگر مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ نوک قلم پر لے آئے تو انہوں نے کونسی خیانت کا مظاہرہ کر دیا؟ مفتی صاحب یا کسی سنی عالم کو علمائے دیو بند پر ظالمانہ نشتر چلانے کی نہ اس سے پہلے کوئی ضرورت تھی نہ آج ہے جب کہ علمائے دیو بند نے مدت ہوئی کہ کفر و ارتداد کے کڑوے پیالے خود ہی برضا و رغبت پی لیے تھے۔ ویسے چند روزہ زندگی کے آرام و راحت کی خاطر انہیں اپنی اُخروی زندگی کو برباد نہیں کرنا چاہیے تھا۔

ثانیاً: مصنف صاحب اس عبارت کے ذریعے یہ تاثر بھی دینا چاہتے ہیں کہ امام احمد رضا خان بریلوی نے گویا حکومت کے ایماء پر علمائے دیو بند کی تکفیر کا فریضہ ادا کیا تھا۔ حالانکہ یہ مصنف کا ایسا الزام ہے جس کی صحت پر وہ اپنی ساری زندگی میں ایک دلیل بھی قائم نہیں کر سکیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان پانچوں حضرات کی تکفیر محض ان کی کفریہ عبارات کے باعث ہوئی تھی۔ مصنف صاحب خواہ مخواہ اس میں سیاسی رنگ بھرنا چاہتے ہیں۔ اگر اس تکفیر میں حکومت کا معمولی سا اشارہ بھی ہوتا تو برٹش گورنمنٹ کے خود کاشتہ پودا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی ہرگز تکفیر نہ کی جاتی۔ اس تکفیر نے تو حکومت کو اتنا نقصان پہنچایا کہ شاید ۱۸۵۷ء کے بعد کی پوری نوے سالہ تاریخ میں اسے اتنا نقصان سب مل کر بھی نہ پہنچا سکے ہوں کہ اس کی پُر اسرار شطرنج کے مہرے مات ہو گئے۔ اس کے وہ خود کاشتہ بڑے بڑے پودے جو تناور ہو چکے تھے انہیں بریلی کے ایک مرد حق آگاہ نے جڑ سے اکھاڑ کر

پھینک دیا۔اس کے بڑے بڑے ایجنٹوں کو عالمی سطح پر ننگا کر دیا گیا۔

ثالثاً: ہوسکتا ہے کہ مصنف صاحب اس بات پر چیں بجبیں ہوں کہ اکابر علمائے دیوبند کو مرزا غلام احمد قادیانی کی برٹش گورنمنٹ کے ایجنٹ کیوں کہہ دیا گیا۔ممکن ہے کہ وہابی حضرات کے شبانہ روز پروپیگنڈے کے باعث بعض قارئین بھی ہمارے بیان سے اتفاق نہ کریں۔ایسے جملہ حضرات کی خدمت میں ہم خود علمائے دیوبند کی تصانیف سے چند عبارتیں پیش کر کے قارئین کرام ہی سے فیصلہ چاہیں گے۔علمائے دیوبند کی مشترکہ کوششوں سے مرتب کردہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی رام کہانی میں ایک واقعہ متعلقہ ۱۸۵۷ء میں یوں مرقوم ہے:

''ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (مولوی رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم (مولوی محمد قاسم نانوتوی) اور طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے اور بندوقچیوں سے مقابلہ ہو گیا۔یہ نبرد آزما جتھا اپنی سرکار کے مخالف باغیوں کے سامنے بھاگنے والا یا ہٹ جانے والا نہ تھا۔اس لیے اٹل پہاڑ کی طرح پرجما کر ڈٹ گیا اور سرکار پر جانثاری کے لیے تیار ہو گیا۔اللہ رے شجاعت و جوانمردی کے جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں چند فقیر ہاتھوں میں تلواریں لیے جم غفیر بندوقچیوں کے سامنے ایسے جمے رہے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لیے ہیں، چنانچہ آپ (گنگوہی صاحب) پر فیریں ہوئیں اور حضرت حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیر ناف گولی کھا کر شہید بھی ہوئے''۔(۱)

۱۔ تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۷۴۔۷۵

گکھڑوی صاحب! ذرا مصنف باب جنت سے پوچھئے تو سہی کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے آباؤ و اجداد حریت پسندوں سے مقابلہ کر رہے تھے یا مصنف کے "ارباباً من دون اللہ" یہ اپنی سرکار کے مخالف باغیوں سے لڑنے والا اور سرکار پر جان قربان کرنے والا گروہ کن افراد پر مشتمل تھا؟ ذرا ملک و ملت کے ان پراسرار باغیوں، جعفر بنگال و صادق دکن کے جانشینوں کے نام تو بتایئے؟

رہزنوں اور رہبروں کو غور سے پہچان کر
مولوی جی منصفی کرنا خدا کو مان کر

گکھڑوی صاحب! مصنف کے خانہ ساز امام ربانی یعنی مولوی رشید احمد گنگوہی اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں موصوف کے سوانح نگار مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی کا یہ بیان کتنا فیصلہ کن اور ایسا واضح ہے، انہوں نے بقلم خود لکھا ہے:

"جیسا کہ آپ حضرات (گنگوہی صاحب اینڈ اکیڈمی) اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تازیست خیر خواہ ہی ثابت رہے"۔(۱)

گکھڑوی صاحب! آپ نے مصنف کے "ارباباً من دون اللہ" کا حال تو ملاحظہ فرما لیا ہے، لگے ہاتھوں مصنف صاحب سے پوچھ لیجئے کہ حضور والا! انگریز جیسے اسلام کے ازلی دشمنوں، مسلمانوں کے بدخواہوں کو کون سے غدران ملک و ملت اپنی مہربان سرکار کہہ رہے تھے؟ وہ کون سے لصوص دین اور ذیاب فی ثیاب تھے۔ جو برٹش گورنمنٹ کے دلی خیر خواہ بن کر رہے؟ ان بدبختوں کے نام کیا ہیں جو تازیست برٹش گورنمنٹ کی خیر خواہی میں ثابت قدم رہے تھے۔

۱۔ تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۷۹ مطبوعہ میرٹھ

اگراب بھی کوئی کسر باقی رہ گئی ہو تو مصنف صاحب کو سرکار گنگوہیت مآب کا اپنے متعلق یہ ذاتی بیان بھی سنا دیجئے:

''جب میں حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیگانہ ہوگا اور اگر مارا گیا تو سرکار مالک ہے۔اسے اختیار ہے جو چاہے کرے''۔(۱)

گکھڑوی صاحب! کیسے واشگاف الفاظ میں گنگوہی صاحب نے یہ وضاحت فرمادی تھی کہ میں حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار ہوں۔اس کے باوجود اگر آپ کے سامنے کوئی انہیں برٹش گورنمنٹ کا مخالف بتائے تو اسے ''لعنة الله علی الکاذبین'' سنا دینا۔ آپ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بارے میں دیوبندی حضرات کا نقطہ ملاحظہ ہو:

''جن کے سروں پر موت کھیل رہی تھی انہوں نے کمپنی کے امن وعافیت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا اور اپنی رحم دل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا''۔(۲)

گکھڑوی صاحب! بے ذوق لوگوں کا تو ذکر ہی کیا۔کسی صاحب ذوق سے پوچھنا کہ کمپنی کے امن وعافیت کا زمانہ اپنی رحم دل گورنمنٹ کے لفظوں میں جو معانی کا سمندر پوشیدہ ہے آخر اس کا لحاظ رکھتے ہوئے انگریز بہادر کے ان پجاریوں کو کم از کم برٹش گورنمنٹ کا مخالف کہتے ہوئے کچھ تو شرم آجانی چاہیے؟ مسلمانوں کو تو انگریزوں نے اپنے ظلم وجور کی چکی میں پیس کر رکھا تھا۔کمپنی سراج الدولہ اور ٹیپو سلطان کی قاتل سہی لیکن جعفر وصادق کی ڈگر پر چلنے والوں کے لیے تو رحم دل گورنمنٹ ہی تھی۔اور ان کے لیے اس ظالم کمپنی کا زمانہ امن وعافیت کا زمانہ تھا۔

۱۔ تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۸۰ مطبوعہ میرٹھ ۲۔ تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۷۳ مطبوعہ میرٹھ

اسی طرح مولوی اشرف علی تھانوی صاحب (المتوفی ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) سے ان کے کسی معتقد نے سوال کیا کہ اگر آپ کی حکومت ہو جائے تو انگریزوں سے کیسا سلوک کرو گے؟ تھانوی صاحب کا جواب ملاحظہ ہو:

''میں نے کہا محکوم بنا کر رکھیں گے کیوں کہ جب خدا نے حکومت دی تو محکوم بنا کر ہی رکھیں گے۔ مگر ساتھ ہی اس کے نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا، اس لیے کہ انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے''۔ (۱)

تھانوی صاحب کے الفاظ۔۔۔۔انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے۔ حقیقت کا کیسا واضح اظہار ہے۔ دوسری جانب موصوف اپنے نمک حلال ہونے اور شکر گزاری کا ثبوت پیش کرنے کی خاطر وضاحت کر رہے ہیں کہ آج ہم محکوم سہی لیکن جب ہماری حکومت ہو جائے تو اپنے ان محسنوں کو ہم اس وقت بھی نہیں بھولیں گے بلکہ انہیں ہماری عملداری کے اندر نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا۔

تھانوی صاحب کے اس آرام کی کہانی سابق صدر دیوبند، علامہ شبیر احمد عثمانی کی زبانی سنیئے:

دسمبر ۱۹۴۵ء کو علمائے دیوبند کی میٹنگ ہو رہی تھی کہ کانگریسی اور مسلم لیگی علمائے دیوبند میں مصالحت کرائی جائے۔ اس موقع پر دیوبندی اکابر کی موجودگی میں علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب نے یہ حیرت انگیز انکشاف کیا۔ جس کی کوئی دیوبندی عالم تردید نہ کر سکا انہوں نے کہا تھا:

''دیکھیے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان

۱۔ الاضافات الیومیہ ج ۴ ص ۶۹۷

کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے تھے کہ گو مولانا تھانوی صاحب کو اس کا علم نہ تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے مگر حکومت ایسے عنوان سے دیتی تھی کہ ان کو اس کا شبہ بھی نہ گزرتا تھا"۔(۱)

گکھڑوی صاحب! ان لوگوں سے پوچھئے تو سہی کہ اگر آپ کے تھانوی صاحب کو حکومت کے وظیفے کا علم نہ ہوتا تو دوران ملفوظات یہ کیسے فرما دیا تھا کہ ہماری حکومت ہو جائے تو انگریزوں کو نہایت راحت و آرام سے رکھا جائیگا۔اس لیے کہ انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے۔علاوہ بریں اگر نذرانے اور دیگر عنایات سے تھانوی صاحب بے خبر ہوتے تو کفریہ عبارت ہی کیوں لکھتے اور سہوا اگر یہ لفظ صادر ہو گئے ہوتے تو ہر گز کفر پر قائم رہنے کا عزم بالجزم نہ کرتے۔لہذا موصوف کے معتقدین کو ڈنکے کی چوٹ پر بتا دیجئے کہ آپ کے مسلم بزرگ اور پیشوا کو برٹش گورنمنٹ کی عنایات وظائف کا پورا پورا علم تھا۔اور انگریزی عہد کا وہ انتہائی المناک ڈرامہ حکومت کے ہاتھوں میں چوں قلم دردست کاتب بن کر ہی کھیل رہے تھے اور حکومت کے گن گا رہے تھے: کیوں کہ:

مچھلی نے ڈھیل پائی ہے لقمے پہ شاد ہے
صیاد مطمئن ہے کہ کانٹا نگل گئی

علمائے دیوبند کے مذکورہ بالا اجلاس میں مشہور دیوبندی عالم اور جمعیۃ العلماء ہند کے ناظم اعلیٰ مولوی حفظ الرحمن سیوہاروی (المتوفی ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۲ء) نے تبلیغی جماعت کے بانی، مولوی محمد الیاس کاندھلوی (المتوفی ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۴ء) کے بارے میں علی رؤس الاشہاد ایک المناک انکشاف اور بھی کیا تھا۔

۱۔ مکالمۃ الصدرین ص ۸

جو مولوی طاہر احمد قاسمی دیو بندی کے لفظوں میں ملاحظہ ہو:

''اس ضمن میں مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداء حکومت کی طرف سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا، پھر بند ہو گیا''۔(۱)

موجودہ دیو بندی علماء کہا کرتے ہیں کہ مانا ہمارے اکثر اکابر نے قیام پاکستان کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے کی خاطر ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا تھا۔ اپنی تمام تر صلاحیتیں بت پرستوں کے قدموں پر نچھاور کر رکھی تھیں۔ بت پرست نوازی کا ہمارے اکابر نے بین الاقوامی ریکارڈ بھی قائم کر دکھایا تھا۔ لیکن ہمارے دو چار ایسے عالم بھی تو ہیں جنہوں نے پاکستان کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ علامہ عثمانی نے جمعیۃ الاسلام اسی غرض سے قائم کی تھی۔ ہمیں بھی اس امر کا اعتراف ہے کہ واقعی چند دیو بندی علماء نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا تھا۔ لیکن کیوں حصہ لیا؟ اپنے سارے بت پرست نواز ٹولے کو چھوڑ کر چند مولوی کیوں قیام پاکستان کے حامی بنے؟ اس کا جواب مولوی حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے مذکورہ اجلاس میں اکثر علمائے دیو بند کے سامنے علامہ شبیر عثمانی کو یوں دیا تھا اور وہ قطعاً تردید نہ کر سکے:

''مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ کلکتہ میں جمعیۃ العلمائے اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایماء سے قائم ہوئی ہے۔ مولانا آزاد سبحانی جمعیۃ العلماء کے سلسلے میں دہلی آئے اور حکیم دلبر حسن صاحب کے یہاں قیام کیا۔ جن کی نسبت عام طور پر لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ سرکاری آدمی ہیں۔ مولانا آزاد سبحانی صاحب اسی قیام کے

۱۔ مکالمۃ الصدرین ص ۱۳

دوران میں پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ آف انڈیا کے ایک مسلمان اعلیٰ عہدیدار سے ملے، جن کا نام بھی قدرے شبہ کے ساتھ بتلایا گیا اور مولانا آزاد نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ہم جمعیۃ العلماء ہند کے اقتدار کو توڑنے کے لیے ایک علماء کی جمعیت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ گفتگو کے بعد طے ہوا کہ گورنمنٹ ان کو کافی امداد اس مقصد کے لیے دے گی۔ اور اس کی ایک قسط مولانا آزاد سبحانی صاحب کے حوالے بھی کر دی گئی۔ اس روپیہ سے کلکتہ میں کام شروع کیا گیا۔ مولوی حفظ الرحمٰن صاحب نے کہا کہ یہ اس قدر یقینی روایت ہے کہ اگر آپ اطمینان فرمانا چاہیں تو ہم اطمینان کرا سکتے ہیں''۔ (۱)

گکھڑوی صاحب! اب تو بابِ جنت کے مصنف پر دیوبندیت کے سارے طبق روشن ہو گئے ہونگے۔ سرِ دست انہیں یہ بھی بتا دیجئے کہ برٹش گورنمنٹ نے اپنے مقصد کے علماء کی کھیپ دہلی کالج سے مولوی مملوک علی نانوتوی (المتوفی ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۱ء کی سرکردگی میں تیار کروائی تھی۔ حکومت کی مشینری کے ان پرزوں میں سے جو ڈھل کر تیار ہو جاتا اسے حکومت جہاں چاہتی فٹ کر دیا کرتی تھی جب ان میں سے چند حضرات سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہوئے تو انہوں نے علی گڑھ کالج کی طرح دہلی کالج کی دوسری شاخ مدرسہ دیوبند کے نام سے قائم کر دی۔ تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔ اس مدرسہ کے بانیوں میں مولوی محمد قاسم نانوتوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء) اور حاجی عابد حسین کے علاوہ دیوبندی حضرات کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن (المتوفی ۱۳۳۹ھ/۱۸۹۰ء) کے والد مولوی ذوالفقار علی دیوبندی (المتوفی ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء) بھی تھے۔ یہ پہلے بریلی کالج میں مدرس تھے۔ اس کے بعد ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدے پر فائز ہوئے اور اسی عہدے سے ریٹائر ہو کر مدرسہ دیوبند کے قیام کی تجویز میں شامل ہو گئے۔

۱۔ مکالمۃ الصدرین ص ۱۱ تا ۱۳

علامہ شبیر احمد عثمانی (المتوفی ۱۳۶۹ھ/۱۹۴۹ء) کے والد مولوی فضل الرحمٰن صاحب کا شمار بھی مدرسے کے بانیوں اور چلانے والوں میں ہے۔ یہ بریلی میں انسپکٹر مدارس تھے اور اسی عہدے سے ریٹائر ہو کر بانیان مدرسہ میں شامل ہو گئے۔ مدرسہ دیو بند کے سب سے پہلے صدر مدرس، مولوی مملوک علی نانوتوی کے صاحبزادے، مولوی محمد یعقوب نانوتوی (المتوفی ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء) مقرر ہوئے تھے۔ شروع میں موصوف اجمیر کالج میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد بنارس، بریلی اور سہارن پور میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس رہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدے پر فائز ہونے والے حضرات کو اہالیان ملک ان دنوں کالے پادری کہا کرتے تھے۔ (۱)

جب برٹش گورنمنٹ نے اپنے تربیت یافتہ افراد سے مدرسہ دیو بند قائم کروالیا تو کچھ عرصہ بعد اپنے ایک خاص معتمد کے ذریعے خفیہ معائنہ کروایا، تاکہ جائزہ لیا جائے کہ جس مقصد کی خاطر یہ مدرسہ قائم کیا تھا۔ آیا وہ مقصد اس کے ذریعے حاصل ہو رہا ہے یا نہیں چنانچہ معائنہ کرنے والے مسٹر پامر کی یہ کہانی محمد ایوب قادری کی زبانی سنیے:

> ''اس مدرسہ نے یوماً فیوماً ترقی کی۔ ۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یک شنبہ لیفٹنٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے معائنے کی چند سطور درج ذیل ہیں: جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپے کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں، بلکہ ممد و معاون سرکار ہے۔ یہاں کے تعلیم یافتہ لوگ ایسے آزاد اور نیک چلن ہیں کہ ایک کو دوسرے سے کچھ واسطہ نہیں۔ کوئی فن ضروری ایسا نہیں

۱۔ مکالمۃ الصدرین ص ۱۱ تا ۱۳

جو یہاں تعلیم نہ ہوتا ہو۔صاحب! مسلمانوں کے لیے تو اس سے بہتر کوئی تعلیم اور تعلیم گاہ نہیں ہو سکتی اور میں تو یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ غیر مسلمان بھی یہاں تعلیم پاوے تو خالی نفع سے نہیں''۔(۱)

گکھڑوی صاحب! باب جنت کے مصنف کو اب تو سمجھا دیجئے کہ جو مدرسہ کالے پادریوں نے قائم کیا، جس کے بارے میں خود انگریزوں نے اعتراف کیا کہ یہ مدرسہ ممد و معاون سرکار ہے جس کے اکابر نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کی بھرپور حمایت کی، اپنی تمام ہمدردیاں ایسٹ انڈیا کمپنی سے وابستہ رکھیں بلکہ انگریز کی حمایت میں حریت پسندوں سے برسر پیکار بھی ہوئے۔ جو اپنے آپ کو سرکار کا وفادار کہتے اور منواتے رہے، جو خود اعلان کرتے رہے کہ اگر ہماری حکومت ہو جائے تو ہم انگریزوں کو نہایت آرام و راحت سے رکھیں گے کیوں کہ انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے؟ جو انگریزوں سے ہزاروں روپیہ سالانہ بطور نذرانہ وصول کرتے رہے اور اس کے بدلے میں تخریب دین و افتراق بین المسلمین کا ظالمانہ کھیل کھیلتے رہے۔ ایسے لصوص دین اور دشمنان ملک و ملت کا محاسبہ کرنے والا تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) کی طرح اپنے دور میں مسلمانوں کا سب سے بڑا خیر خواہ تھا۔ اسلامیان ہند کے اس عظیم محسن یعنی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے نفرت اور مبتدعین زمانہ سے عقیدت رکھنا ایسی ہی تو ہے جیسے کوئی سلطان ٹیپو شہید اور نواب سراج الدولہ کو ملک و ملت کے غدار اور جعفر بنگال و صادق دکن کو مسلمانان ہند و پاک کے محسن و خیر خواہ بتاتا پھرے۔

گکھڑوی صاحب! ساتھ ہی مصنف باب جنت سے یہ بھی تو پوچھ لیجئے کہ رہنماؤں کو راہزن اور راہزنوں کو رہنما بتانا باب جنت ہے یا باب جہنم!؟

ا۔ ہیں بڑے مسلمان

رابعاً: مصنف بابِ جنت نے بڑے طمطراق سے لکھا ہے کہ:

''مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اکابر علماء دیوبند کی عبارات کو قطع و برید کر کے علماء حجاز سے ان کے خلاف فتویٰ لیا تھا''۔

گکھڑوی صاحب! ذرا اس تیس مار خاں مصنف کو بتا دیجئے کہ مجدد مائۃ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف عبارتیں ہی پیش نہیں کی تھیں بلکہ مبتدعین کی متعلقہ کتابیں بھی پیش کی تھیں۔ بلکہ براہین قاطعہ کے متعدد نسخے تو وہاں ۱۳۰۴ھ اور خصوصاً ۱۳۰۸ھ سے موجود تھے۔ جب کہ تقدیس الوکیل پر تقاریظ لکھی گئی تھیں۔ علاوہ بریں علمائے حرمین شریفین فاضل بریلوی سے ناآشنا نہیں تھے۔ اکثر حضرات آپ کے علمی کارناموں سے آگاہ تھے اور جب ۱۳۱۷ھ میں علمائے حرمین طیبین نے آپ کے رسالہ فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین پر تقاریظ لکھیں تو اس وقت سے آپ کے علمی تبحر اور درجۂ امامت کے باعث ان میں سے متعدد حضرات آپ کے شیدائی اور زیارت کے لیے سراپا اشتیاق ہوئے بیٹھے تھے۔

اگر بالفرض یہ کچھ بھی نہ ہوتا تو بقول مصنف صاحب جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اکابر علمائے دیوبند کی عبارتیں قطع و بُرید کر کے علمائے حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کرنی شروع کی تھیں اور علمائے مکہ مکرمہ ان پر دھوم دھام سے تقریظیں لکھ رہے تھے، اکابر علمائے دیوبند اور خود انبیٹھوی کی گردن تیغ تکفیر سے کٹ رہی تھی، اس وقت خود انبیٹھوی صاحب بھی تو بنفس نفیس مکہ مکرمہ میں موجود تھے انہیں کونسا سانپ سونگھ گیا تھا کہ علمائے مکہ مکرمہ اور مجدد مائۃ حاضرہ کو منہ دکھانے کی ایک مرتبہ بھی جرأت نہ کر سکے۔ گکھڑوی صاحب! علمائے دیوبند کی عبارتیں قطع و بُرید تو بقول مصنف صاحب اعلیٰ حضرت کریں اور چوروں کی طرح منہ انبیٹھوی صاحب چھپائیں۔ خدا لگتی کہنا کہ نتیجہ کیا سامنے آتا ہے؟

جنابِ والا! اگر علمائے دیوبند کی عبارتوں میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

نے ذرا بھی قطع و برید سے کام لیا ہوتا تو مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو اس سے بہتر موقعہ اور کب مل سکتا تھا؟ وہ ایک لحہ توقف کیے بغیر علمائے مکہ مکرمہ کے سامنے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی قطع و بُرید کو ظاہر کر کے پوری قوم دیوبندی کا قرضہ تنہا چکا کر رکھ دیتے کیوں کہ ایسی حالت میں علمائے مکہ مکرمہ کی نگاہوں میں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک کوڑی کے نہ رہتے۔ بلکہ وہ متحدہ ہندوستان میں واپس آ کر کسی اہل علم کو منہ نہ دکھا سکتے۔ لیکن صورت حال اس کے برعکس سامنے آئی تھی کہ انبیٹھوی صاحب ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ کو راتوں رات مکہ معظمہ سے ایسے بھاگے کہ جدہ پہنچ کر دم لیا۔ جیسا کہ قاضی مکہ و سابق مفتی احناف، شیخ صالح کمال مکی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب گرامی سے واضح ہے۔ بہر حال! انبیٹھوی صاحب تو مکہ معظمہ سے اس طرح بھاگ آئے جیسے اذان کی آواز سن کر ابلیس علیہ اللعنۃ دم دبا کر بھاگتا ہے حالاں کہ مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ تک علمائے مکہ مکرمہ کے درمیان یوں جلوہ افروز رہے جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کے جھرمٹ میں۔ شاید مصنف صاحب کے نزدیک حق کا یہی خاصا ہوگا کہ وہ باطل کے سامنے آنے سے منہ چھپائے اور موقع ملے تو راہ فرار اختیار کر جائے؟ کیا "جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا" کا مفہوم یہی ہے؟

خامساً: مصنف صاحب نے لکھا ہے، جب اکابر علمائے دیوبند کو اس مکاری کا علم ہوا تو حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے اپنے اور اپنے اکابر کے عقائد لکھ کر علمائے حرمین اور فلسطین وغیرہ کو بھیجے۔ انہوں نے وہ پڑھ کر خان صاحب بریلوی پر صد نفریں کی۔

گکھڑوی صاحب! مصنف باب جنت کی اس "جب" پر شیطان بھی بیساختہ جھومنے لگا ہوگا۔ گویا امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے پر جب علمائے مکہ معظمہ تقاریظ لکھ رہے تھے اس وقت وہاں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی تو تھے ہی نہیں بلکہ انبیٹھ سے

علامہ شبیر احمد عثمانی (المتوفی ۱۳۶۹ھ/۱۹۴۹ء) کے والد مولوی فضل الرحمٰن صاحب کا شمار بھی مدرسے کے بانیوں اور چلانے والوں میں ہے۔ یہ بریلی میں انسپکٹر مدارس تھے اور اسی عہدے سے ریٹائر ہو کر بانیان مدرسہ میں شامل ہو گئے۔ مدرسہ دیو بند کے سب سے پہلے صدر مدرس، مولوی مملوک علی نانوتوی کے صاحبزادے، مولوی محمد یعقوب نانوتوی (المتوفی ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء) مقرر ہوئے تھے۔ شروع میں موصوف اجمیر کالج میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد بنارس، بریلی اور سہارن پور میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس رہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدے پر فائز ہونے والے حضرات کو اہالیان ملک ان دنوں کالے پادری کہا کرتے تھے۔ (۱)

جب برٹش گورنمنٹ نے اپنے تربیت یافتہ افراد سے مدرسہ دیو بند قائم کروالیا تو کچھ عرصہ بعد اپنے ایک خاص معتمد کے ذریعے خفیہ معائنہ کروایا، تاکہ جائزہ لیا جائے کہ جس مقصد کی خاطر یہ مدرسہ قائم کیا تھا۔ آیا وہ مقصد اس کے ذریعے حاصل ہو رہا ہے یا نہیں چنانچہ معائنہ کرنے والے مسٹر پامر کی یہ کہانی محمد ایوب قادری کی زبانی سنیے:

"اس مدرسہ نے یوماً فیوماً ترقی کی۔ ۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یک شنبہ لیفٹنٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے معائنے کی چند سطور درج ذیل ہیں: جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپے کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں، بلکہ ممد و معاون سرکار ہے۔ یہاں کے تعلیم یافتہ لوگ ایسے آزاد اور نیک چلن ہیں کہ ایک کو دوسرے سے کچھ واسطہ نہیں۔ کوئی فن ضروری ایسا نہیں

۱۔ مکالمۃ الصدرین ص ۱۱ تا ۱۳

جو یہاں تعلیم نہ ہوتا ہو۔صاحب! مسلمانوں کے لیے تو اس سے بہتر کوئی تعلیم اور تعلیم گاہ نہیں ہوسکتی اور میں تو یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ غیر مسلمان بھی یہاں تعلیم پاوے تو خالی نفع سے نہیں''۔(۱)

گکھڑوی صاحب! باب جنت کے مصنف کو اب تو سمجھا دیجئے کہ جو مدرسہ کالے پادریوں نے قائم کیا، جس کے بارے میں خود انگریزوں نے اعتراف کیا کہ یہ مدرسہ ممدومعاون سرکار ہے جس کے اکابر نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کی بھرپور حمایت کی، اپنی تمام ہمدردیاں ایسٹ انڈیا کمپنی سے وابستہ رکھیں بلکہ انگریز کی حمایت میں حریت پسندوں سے برسرپیکار بھی ہوئے۔ جو اپنے آپ کو سرکار کا وفادار کہتے اور منواتے رہے، جو خود اعلان کرتے رہے کہ اگر ہماری حکومت ہو جائے تو ہم انگریزوں کو نہایت آرام وراحت سے رکھیں گے کیوں کہ انہوں نے ہمیں آرام پہنچایا ہے؟ جو انگریزوں سے ہزاروں روپیہ سالانہ بطور نذرانہ وصول کرتے رہے اور اس کے بدلے میں تخریب دین و افتراق بین المسلمین کا ظالمانہ کھیل کھیلتے رہے۔ ایسے لصوص دین اور دشمنان ملک وملت کا محاسبہ کرنے والا تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء) کی طرح اپنے دور میں مسلمانوں کا سب سے بڑا خیر خواہ تھا۔ اسلامیان ہند کے اس عظیم محسن یعنی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے نفرت اور مبتدعین زمانہ سے عقیدت رکھنا ایسی ہی تو ہے جیسے کوئی سلطان ٹیپو شہید اور نواب سراج الدولہ کو ملک وملت کے غدار اور جعفر بنگال و صادق دکن کو مسلمانان ہندوپاک کے محسن وخیر خواہ بتاتا پھرے۔

گکھڑوی صاحب! ساتھ ہی مصنف باب جنت سے یہ بھی تو پوچھ لیجئے کہ رہنماؤں کو راہزن اور راہزنوں کو رہنما بتانا باب جنت ہے یا باب جہنم!؟

۱۔ بیس بڑے مسلمان

رابعاً: مصنف باب جنت نے بڑے طمطراق سے لکھا ہے کہ:

''مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اکابر علماء دیوبند کی عبارات کو قطع وبرید کر کے علماء حجاز سے ان کے خلاف فتویٰ لیا تھا''۔

گکھڑوی صاحب! ذرا اس تیس مار خاں مصنف کو بتا دیجئے کہ مجدد مائۃ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف عبارتیں ہی پیش نہیں کی تھیں بلکہ مبتدعین کی متعلقہ کتابیں بھی پیش کی تھیں۔ بلکہ براہین قاطعہ کے متعدد نسخے تو وہاں ۱۳۰۴ھ اور خصوصاً ۱۳۰۸ھ سے موجود تھے۔ جب کہ تقدیس الوکیل پر تقاریظ لکھی گئی تھیں۔ علاوہ برایں علمائے حرمین شریفین فاضل بریلوی سے ناآشنا نہیں تھے۔ اکثر حضرات آپ کے علمی کارناموں سے آگاہ تھے اور جب ۱۳۱۷ھ میں علمائے حرمین طیبین نے آپ کے رسالہ فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین پر تقاریظ لکھیں تو اس وقت سے آپ کے علمی تبحر اور درجہ امامت کے باعث ان میں سے متعدد حضرات آپ کے شیدائی اور زیارت کے لیے سراپا اشتیاق ہوئے بیٹھے تھے۔

اگر بالفرض یہ کچھ بھی نہ ہوتا تو بقول مصنف صاحب جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اکابر علمائے دیوبند کی عبارتیں قطع وبُرید کر کے علمائے حرمین شریفین کی خدمت میں پیش کرنی شروع کی تھیں اور علمائے مکہ مکرمہ ان پر دھوم دھام سے تقریظیں لکھ رہے تھے، اکابر علمائے دیوبند اور خود انبیٹھوی کی گردن تیغ تکفیر سے کٹ رہی تھی، اس وقت خود انبیٹھوی صاحب بھی تو بنفس نفیس مکہ مکرمہ میں موجود تھے انہیں کونسا سانپ سونگھ گیا تھا کہ علمائے مکہ مکرمہ اور مجدد مائۃ حاضرہ کو منہ دکھانے کی ایک مرتبہ بھی جرأت نہ کر سکے۔ گکھڑوی صاحب! علمائے دیوبند کی عبارتیں قطع وبُرید تو بقول مصنف صاحب اعلیٰ حضرت کریں اور چوروں کی طرح منہ انبیٹھوی صاحب چھپائیں۔ خدالگتی کہنا کہ نتیجہ کیا سامنے آتا ہے؟

جناب والا! اگر علمائے دیوبند کی عبارتوں میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

نے ذرا بھی قطع و برید سے کام لیا ہوتا تو مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو اس سے بہتر موقعہ اور کب مل سکتا تھا؟ وہ ایک لحہ توقف کیے بغیر علمائے مکہ مکرمہ کے سامنے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی قطع و بُرید کو ظاہر کر کے پوری قوم دیو بندی کا قرضہ تنہا چکا کر رکھ دیتے کیوں کہ ایسی حالت میں علمائے مکہ مکرمہ کی نگاہوں میں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک کوڑی کے نہ رہتے۔ بلکہ وہ متحدہ ہندوستان میں واپس آ کر کسی اہل علم کو منہ نہ دکھا سکتے۔ لیکن صورت حال اس کے برعکس سامنے آئی تھی کہ انبیٹھوی صاحب ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ کو راتوں رات مکہ معظمہ سے ایسے بھاگے کہ جدہ پہنچ کر دم لیا۔ جیسا کہ قاضی مکہ و سابق مفتی احناف، شیخ صالح کمال مکی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب گرامی سے واضح ہے۔ بہر حال! انبیٹھوی صاحب تو مکہ معظمہ سے اس طرح بھاگ آئے جیسے اذان کی آواز سن کر ابلیس علیہ اللعنۃ دم دبا کر بھاگتا ہے حالاں کہ مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ تک علمائے مکہ مکرمہ کے درمیان یوں جلوہ افروز رہے جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کے جھرمٹ میں۔ شاید مصنف صاحب کے نزدیک حق کا یہی خاصا ہوگا کہ وہ باطل کے سامنے آنے سے منہ چھپائے اور موقع ملے تو راہ فرار اختیار کر جائے؟ کیا "جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا" کا مفہوم یہی ہے؟

خامساً: مصنف صاحب نے لکھا ہے، جب اکابر علمائے دیو بند کو اس مکاری کا علم ہوا تو حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری نے اپنے اور اپنے اکابر کے عقائد لکھ کر علمائے حرمین اور فلسطین وغیرہ کو بھیجے۔ انہوں نے وہ پڑھ کر خان صاحب بریلوی پر صد نفریں کی۔

گکھڑوی صاحب! مصنف باب جنت کی اس "جب" پر شیطان بھی بیساختہ جھومنے لگا ہوگا۔ گویا امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے پر جب علمائے مکہ معظمہ تقاریظ لکھ رہے تھے اس وقت وہاں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی تو تھے ہی نہیں بلکہ انبیٹھ سے

کوئی چھلاوا گیا ہوا تھا اسے کہتے ہیں:

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

شاید عارف روم، حضرت جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۲ھ) نے ایسے ہی موقع کے لیے کہا ہے:

چوں قلم در دست غدارے بود
لا جرم منصور بر دارے بود

گکھڑوی صاحب! ذرا مصنف کی عقل کے ناخن تو لیجئے کہ جس مقدس سرزمین پر حق و باطل کا فیصلہ ہو رہا تھا، وہاں تو صفائی میں ایک لفظ تک کہنے بلکہ روبرو ہونے کی جرأت بھی نہ ہوئی، کیوں کہ ان صریح کفریات میں لب کشائی کی گنجائش ہی کہاں ہے؟ وہاں سے دم دکھا کر بھاگ آئے۔ گھر میں رہ کر سال ڈیڑھ سال کی سر جوڑی سے غیر متعلقہ سوالات بنائے۔ اپنے مذہب اور اپنے اکابر کی تقاریظ کے خلاف، اہلسنت سے ملتے جلتے جواب لکھے۔ سوالات و جوابات کا یہ غیر متعلقہ پلندہ دوسروں کے ہاتھوں غیر متعلقہ علماء تک پہنچایا۔ بھلا اس غیر متعلقہ شعبدہ بازی کا حسام الحرمین پر کیا اثر پڑا؟ تصدیق کرنے والے کون سے مکی یا مدنی عالم نے یہ لکھ دیا کہ ہمیں مولوی احمد رضا خاں نے دھوکا دیا تھا ان میں سے کسی نے یہ کہا کہ علمائے دیوبند کی تکفیر کی ہم سے غلطی ہوگئی۔ وہ کافر و مرتد نہیں بلکہ سنی مسلمان ہیں؟ اگر کسی ایک عالم نے بھی ایسا نہیں کہا تو مصنف باب جنت کس خوشی میں غبارے کی طرح پھولتے اور جامہ شرافت سے باہر نکلتے جا رہے ہیں؟

گکھڑوی صاحب! ذرا مصنف باب جنت سے یہ مطالبہ تو کیجئے کہ علمائے حرمین کے المہند میں وہ الفاظ تو دکھایئے جن کے ذریعے انہوں نے فاضل بریلوی پر صد نفرین کی؟ اگر وہ ایسی عبارتیں نہ دکھا سکیں مرتے دم تک نہیں دکھا سکیں گے تو ان سے کہیے

کہ بندۂ خدا حق کی مخالفت سے باز آجانا چاہیے، کیونکہ ان کی بھلائی اسی میں ہے۔ خواہ مخواہ کسی کے پیچھے لگ کر اپنی عاقبت برباد کر لینا۔ ابدی عذاب خریدنا کہاں کی عقلمندی ہے؟

سادساً: مصنف نے باب جنت میں لکھا ہے کہ:۔ اس (المہند) کے بعد حرمین اور عرب وغیرہ تک کے کسی معتبر عالم نے دیو بندیوں کی ہرگز تکفیر نہیں کی۔ اگر ہے مفتی صاحب میں دم تو اس کے علماء عرب کے دو چار فتوے وہ ہمیں دکھادیں۔۔۔۔ مفتی صاحب کا فریضہ تھا کہ علمائے حرمین اور عرب کی المہند علی المفند کی طباعت کے بعد کی تکفیر بتاتے اور اب بھی ہمت ہے تو بتادیں۔

گکھڑوی صاحب! ذرا مصنف صاحب سے یہ تو پوچھیے کہ المہند کا حسام الحرمین پر کیا اثر ہوتا ہے؟ کیا مصنف نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ المہند نے حسام الحرمین کی تقریظوں کو منسوخ کر دیا، یا بے اثر بنا دیا ہے؟ اگر ثابت نہیں کیا اور ہم ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ وہ اپنی باقی ساری زندگی میں بھی یہ چیز ثابت نہیں کر سکیں گے۔ تو کس خوشی میں المہند جیسے مجموعہ تلبیسات کا درمیان میں فخریہ ذکر کر رہے ہو اور ایسی رسوائے زمانہ تصنیف کا نام لیتے ہوئے شرماتے تک نہیں؟ جب حسام الحرمین کی تقریظیں چمک دمک کے ساتھ موجود ہیں۔ آج تک ان میں ادنیٰ کوئی شرعی کوتاہی ثابت نہیں کی جاسکی، تو ان کی موجودگی میں علمائے حرمین مزید فتوے کس لیے جاری کرتے؟

اگر مصنف صاحب کا یہ خیال ہے کہ المہند کی طباعت کے بعد علمائے حرمین شریفین نے اللہ رسول (جل جلالہ و ﷺ) کو گالیاں دینے والے ان علمائے دیو بند کو کافر کہنا چھوڑ دیا تھا اور مصنف کے نزدیک ایسی کوئی عبارت نہیں دکھائی جاسکتی جس میں علمائے حرمین نے اکابر دیو بند کو کافر کہا ہو، اگر یہی مراد ہے تو مصنف کان کھول کر سن لیں کہ بفضلہ تعالیٰ اہلسنت و جماعت میں یہ دم خم موجود ہے اور رہے گا۔

گکھڑوی صاحب! لگے ہاتھوں مصنف سے پوچھ لیجئے کہ اگر آپ کو المہند کی طباعت کے بعد کی دو چار عبارتیں یا دو چار ایسے فتوے دکھا دیے جائیں تو آپ عظمت خداوندی اور شان مصطفوی پر حملہ کرنے والے علمائے دیوبند کی حمایت سے دستبردار ہونے اور اسلام قبول کر لینے کا وعدہ کرتے ہیں اگر مصنف صاحب تحریری طور پر ایسا وعدہ کر لیں تو ہم ان کے اس مبارک ارادے کو دیکھ کر مطلوبہ توقع سے زیادہ عبارتیں اور فتوے بھی دکھانے کے لیے تیار ہیں۔ دیکھئے اب اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

دیکھئے اس بحر کی تہہ سے اچھلتا ہے کیا
گنبد نیلو فری رنگ بدلتا ہے کیا

سابعاً: اگر علمائے حرمین شریفین کے سامنے علمائے دیوبند کی کفریہ عبارتیں قطع و برید کر کے پیش کی گئی تھیں اور انہوں نے بغیر تحقیق کیے آنکھیں بند کر کے تقریظیں لکھ دیں کہ واقعی فلاں فلاں حضرت کافر و مرتد ہیں۔ تو اس صورت میں علمائے حرمین کے تقویٰ وطہارت اور ان کے فتووں کی کیا قیمت رہ جاتی ہے؟ آخر ان مقدس ہستیوں کو کس خوشی میں علمائے دیوبند پر قیاس کیا جا رہا ہے؟ کیا وہ حضرات دیانت اور رسم المفتی سے اتنے بے خبر تھے کہ تکفیر جیسے نازک مرحلے پر بھی کسی ایک نے تحقیق کی ضرورت محسوس نہ کی۔

مصنف صاحب! آخر ایک روز آپ نے بھی مرنا ہے۔ اپنے پیدا کرنے والے کی بارگاہ میں حاضر بھی ہونا ہے۔ وہاں اگر ان حضرات نے آپ کو گریبان سے پکڑا اور بارگاہ رب العالمین سے انصاف کے طلب گار ہوئے تو وہاں بھی سب کی آنکھوں میں دھول جھونکنے والا کوئی شعبدہ ایجاد فرماتا ہے یا نہیں؟

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کے سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

ثامناً: مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے ۱۳۲۰ھ میں المعتمد المستند کے اندر مذکورہ پانچوں حضرات کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا تھا۔ ۱۳۲۳ھ میں علمائے حرمین شریفین نے آپ کے مقدس فتوے کی تائید کرتے ہوئے تقاریظ لکھیں اور انبیٹھوی صاحب کی موجودگی میں تصدیق و تائید کا شرعی فرض ادا کیا۔ اگر علمائے دیوبند کی عبارتوں میں قطع و برید سے کام لیا گیا تھا تو مذکورہ تقاریظ کے بعد انبیٹھوی صاحب بائیس ۲۲ سال زندہ رہ کر ۱۳۴۵ھ میں فوت ہوئے اور انتالیس ۳۹ سال زندہ رہ کر تھانوی صاحب ملک عدم کو سدھارے تھے، اتنے عرصے میں علمائے حرمین کے سامنے جا کر وہ قطع و برید ظاہر کر کے حسام الحرمین کے خلاف ان سے کوئی تحریر کیوں حاصل نہ کی؟ ہر صاحب عقل و دانش یہی کہے گا کہ اگر ذرا بھی سچے ہوتے تو ان کے سامنے جا کر وضاحت کرتے اور اپنے موافق تحریر حاصل کرنے سے کبھی نہ ٹلتے، کیوں گکھڑوی صاحب! کیا خیال ہے؟

تاسعاً: چلئے حرمین شریفین تک نہ سہی، اپنے ملک میں محمدی کچھار کے شیر، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کم از کم ایک مرتبہ آنے کی جرأت تو کرتے، میدان مناظرہ میں آ کر ظاہر تو کرتے کہ کونسی قطع و برید کی گئی تھی، بقول مصنف تحریف تو فاضل بریلوی کریں اور ساری عمر انبیٹھوی اور تھانوی صاحبان چھپائیں۔

گکھڑوی صاحب! اگر انصاف سے کام لیا جائے تو صورت حال بالکل واضح ہے یا نہیں؟

مولوی دین میں کہہ بھاگ خدا لگتی کچھ
مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

دیوبندی ڈرامہ:

عبارات اکابر کے مصنف نے مولوی اشرف علی تھانوی کی کفریہ عبارت متعلقہ حفظ الایمان کو بے غبار اور اسلامی ثابت کرنے کے لیے اس کے لفظ ''ایسا'' کے اسیر اللغات جلد دوم ۳۰۲ سے تین معانی پیش کر کے لکھا ہے:

''لفظ ''ایسا'' سے اس قسم کا یا اس قدر یا اتنا کوئی معنی مراد لیں۔ اس کے پیش نظر حضرت تھانوی کی مذکورہ عبارت بالکل بے غبار اور بے داغ ہے اور انہوں نے معاذ اللہ آنحضرت ﷺ کی ہرگز کوئی توہین نہیں کی''۔ (۱)

گکھڑوی صاحب! ذرا عبارات اکابر کے مصنف کو بتا دیجئے کہ جناب والا کی اس تحقیق انیق کے مطابق تھانوی صاحب کی کفریہ عبارت یوں ہو جائے گی:

''اگر اس سے مراد بعض غیب ہے تو اس قسم کا علمِ غیب یا اس قدر علم غیب یا اتنا علم غیب تو ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کو بھی حاصل ہے''۔

گکھڑوی صاحب! ذرا ان کے مصنف سے پوچھئے تو سہی کہ آپ کے نزدیک جو بعض غیب نبی کریم ﷺ کو حاصل ہے اگر اسی قسم کا یا اسی قدر یا اتنا علم غیب ہر بچے پاگل اور جانور کے لیے ماننا بھی کفر نہیں ہے۔ تو بندۂ خدا!! اتنا ہی بتا دیا جائے کہ آپ کے نزدیک کفر کون سے جانور کا نام ہے:

سورواسوں کا گلہ کیا ان کو دن بھی رات ہے
جان کر بنتے ہیں گنگوہی یہ کیسی بات ہے

۱۔ عبارات اکابر ص ۲۱۷، ۲۱۸

عبارات اکابر کے مصنف نے اپنی اس توجیہ سے تھانوی صاحب کو پیش خولش
کفر کے سمندر میں ڈوبنے سے بچالیا ہے۔

اس سلسلہ میں اگر ہم کچھ عرض کریں گے تو دیوبندی نقارخانے میں طوطی کی آوا
بھلا کون سنے گا؟ ان حضرات نے تو اپنے علماء کو ''ارباباً من دون الله'' بنا کر اپنے اوپر اس
طرح مسلط کیا ہوا ہے کہ ان کے خلاف قرآن وحدیث کے فیصلے بھی قابل تسلیم نہیں
رہتے۔ ان حالات میں اس کے سوا چارہ کار نہیں کہ انہیں دیوبندی سپریم کورٹ کی بھول
بھلیاں میں پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ اسی لفظ ''ایسا'' کے بارے میں سابق صدر دیوبند مولوی
حسین احمد ٹانڈوی نے لکھا ہے:۔

> ''اس سے بھی قطع نظر کریں تو جناب یہ تو ملاحظہ کیجئے کہ حضرت مولانا عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں۔ اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں کے علم کے برابر کر دیا۔ یہ محض جہالت نہیں ہے تو اور کیا ہے؟'' (۱)

گکھڑوی صاحب! عبارات اکابر کے مصنف نے بتایا ہے کہ عبارت حف
الایمان میں لفظ ایسا کو اگر ''اتنا'' کے معنی میں لیا جائے تو تھانوی صاحب کی عبارت بے غبا
ہو جاتی ہے اور اس میں توہین رسالت کا شائبہ بھی نہیں رہتا لیکن جناب ٹانڈوی صاحب ـ
بتایا ہے کہ لفظ ''ایسا'' کو ''اتنا'' کے معنی میں شمار کرنا تو توہین شان رسالت ہے۔ در ا
حالات صدر دیوبند کے فیصلے کی رو سے تھانوی صاحب کے ساتھ عبارات اکابر کا مصنف بھ
شاتم رسول ہوا یا نہیں؟ ساتھ ہی ٹانڈوی صاحب نے یہ توجیہ کرنے والوں کے لیے جہالت
کا سرٹیفکیٹ بھیجا ہے، اسے سنبھال کر رکھنا چاہیے بوقت ضرورت کام آئے گا۔

۱۔ الشہاب الثاقب ص ۱۰۲ مطبوعہ دیوبند ''ایسا''

دوسرا ڈرامہ: مدرسہ دیوبند کے سابق ناظم تعلیمات، مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی نے حفظ الایمان کی کفریہ عبارت کے بے غبار ثابت کرنے کی غرض سے اسی لفظ ''ایسا'' کے بارے میں دوسری توجیہ کی ہے:

''اگر تکفیر کی تشبیہ علم نبوی بعلم زید وعمر ہے تو یہ اسی پر موقوف ہے کہ لفظ ''ایسا'' تشبیہ کے لیے ہو۔ حالاں کہ یہ یہاں غلط ہے اور علاوہ غلط ہونے کے محتاج ہے حذف کلام بلکہ مسخ کلام کا۔ (۱)

اسی لفظ پر اپنی تحقیق کے دریا بہاتے ہوئے مولوی محمد منظور سنبھلی ایڈیٹر الفرقان لکھنو نے لکھا ہے:

''حفظ الایمان کی اس عبارت میں ''ایسا'' تشبیہ کے لیے نہیں بلکہ وہ یہاں بدون تشبیہ کے ''اتنا'' کے معنی میں ہے''۔ (۲)

در بھنگی اور سنبھلی صاحبان کی تحقیق یہ ہے کہ حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ''ایسا'' تشبیہ کے لیے نہیں ہے۔ کیوں کہ تشبیہ کی صورت میں ان کے نزدیک عبارت توہین شان رسالت کی آئینہ دار ہوتی اور کفریہ قرار پاتی اب ان دونوں کے خلاف مولوی حسین احمد ٹانڈوی کا فیصلہ ملاحظہ فرمایئے:

''اس سے بھی قطع نظر کریں تو لفظ ''ایسا'' کلمہ تشبیہ کا ہے''۔ (۳)

گگھڑوی صاحب! اب ذرا عبارات اکابر کے مصنف سے پوچھئے کہ سرکار! اگر جناب کے صدر دیوبند مولوی حسین احمد ٹانڈوی کو سچا سمجھا جائے تو تھانوی صاحب کے ساتھ در بھنگی اور سنبھلی صاحب بھی شاتم رسول قرار پاتے ہیں۔ اگر در بھنگی اور

۱۔ توضیح البیان ص ۱۳ ۲۔ فتح بریلی کا دلکش نظارہ ص ۳۴

۳۔ الشہاب الثاقب ص ۱۰۳

سنبھلی صاحبان کی توجیہات کو درست قرار دیا جائے تو جناب تھانوی صاحب کے ساتھ ٹانڈوی صاحب بھی کفر کے سمندر سے نہیں نکلتے تھانوی صاحب کا کفر تو جوں کا توں رہا، کوئی بھی کروٹ بدلئے وہ کفر کے سمندر سے نہیں نکلتے عبارات اکابر کے مصنف کو چاہیے کہ ازراہ ہمدردی تھانوی صاحب کے ان حمایتی حضرات کی اس جوتم پیزار کا کوئی شرعی فیصلہ تو کر کے دکھائیں کیوں کہ یہ تھانوی صاحب کو بچانے کے شوق میں مصنف کی طرح اور گہرے ڈوبے ہیں۔ اللہ اور رسول جل جلالہ و ﷺ کے دشنامیوں کی حمایت یہی رنگ نہ لاتی تو اور کیا ہوتا؟ اسلام تو اب بھی آپ حضرات سے پکار پکار کر یہی کہہ رہا ہے:

بمژگانِ سیہ کردی ہزاراں رخنہ در دینم
بیا کز چشم بیمارت ہزاراں درد برچینم

تیسرا ڈرامہ: مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے عبارت حفظ الایمان کی صفائی میں تیسری توجیہہ یہ پیش کی ہے:

"اس جگہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ مقدار علم مغیبات میں تشبیہ مقصود ہو کیوں کہ خود تھانوی صاحب ہی فرماتے ہیں کہ جملہ علوم لازمہ نبوت بتمامہا آپ کو حاصل تھے"۔(۱)

اسی سلسلے میں مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی نے یوں اپنی تحقیق کا دریا بہایا ہے:

"حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم ﷺ کو علم غیب بعطائے الٰہی حاصل ہے"۔(۲)

۱۔ الشہاب الثاقب ص ۱۰۴ ۲۔ توضیح البیان ص ۴

مولوی محمد منظور نعمانی سنبھلی نے تھانوی صاحب کی بگڑی بنانے کی یوں کوشش کی ہے:

''تمام کائنات، حتیٰ کہ نباتات وجمادات کو بھی مطلق بعض علوم کا علم حاصل ہے اور یہی حفظ الایمان کی عبارت کا پہلا اہم جزو ہے''۔(۱)

ٹانڈوی، دربھنگی اور سنبھلی صاحبان اس توجیہ میں متفق ومتحد ہیں۔ تینوں ہی سرور کون ومکاں ﷺ کے لیے مطلق بعض علوم غیبیہ کا حصول تسلیم کر رہے ہیں، حتیٰ کہ نباتات و جمادات تک کے لیے مان رہے ہیں۔ اب آیئے مناظرہ مونگیر کی روئیداد مسماۃ نصرت آسمانی کی طرف اور تھانوی صاحب کے مذکورہ تینوں حامیوں کو دیوبندی حضرات کے امام اہلسنت، مولوی عبدالشکور لکھنوی کی توپ کے سامنے کھڑا کیجئے۔ لکھنوی صاحب نے عبارت حفظ الایمان کی صفائی میں ان تینوں حمایتی حضرات پر یوں دھواں دھار بمباری کی ہے:

''جس صفت کو ہم مانتے ہیں اس کو رذیل چیز سے تشبیہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسول خدا ﷺ کی ذات والا میں صفت علم غیب ہم نہیں مانتے اور جو مانے اس کو منع کرتے ہیں، لہٰذا علم غیب کی کسی شق کو رذیل چیز میں بیان کرنا ہرگز توہین نہیں ہوسکتی''۔(۲)

گکھڑوی صاحب! عبارات اکابر کے مصنف سے مطالبہ تو کیجئے کہ وہ ہمت کر کے تھانوی صاحب کی کفریہ عبارت کو خود ان کے حامیوں کی تاویلات وتوجیہات کے پیش نظر بے غبار اور بے داغ ثابت کر کے تو دکھائیں:

''فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین''۔

۱۔ فتوحات نعمانیہ ص ۳۱۲ ۲۔ نصرت آسمانی ص ۲۷

بندۂ خدا! (جب نہ ساری عمر میں تھانوی صاحب اسے اسلامی عبارت ثابت کر سکے اور نہ کوئی ان کا کوئی حمایتی اور وکیل، بلکہ جو بھی حمایتی بن کر اس میں کودا اس نے بھی بالواسطہ تھانوی صاحب کی تکفیر ہی کی ہے۔ دریں حالات ہم کلمہ گوئی کا لحاظ کرتے ہوئے مصنف عبارات اکابر کو یہ خیر خواہانہ دعوت دیتے ہیں کہ وہ دیوبندیت کی کفر ریز کفر بیز و کفر خیز فضا سے باہر نکل کر دائرہ اسلام میں آجائیں کیوں کہ دارین کی اسی میں بھلائی ہے۔ اپنے استادوں اور پیروں کی حمایت میں اللہ اور رسول (جل جلالہ و ﷺ) کی دشمنی مول لے کر اپنے ہاتھوں اپنی عاقبت برباد کر لینا آخر کہاں کی دانشمندی ہے:

من آنچہ شرط بلاغ ست باتو می گویم
تو خواہ از سخنم پند گیرو خواہ ملال

عبارات اکابر کے مصنف نے اپنے اکابر علمائے دیوبند کی جانب سے صفائی پیش کرتے ہوئے مجدد مائۂ حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ مضحکہ خیز الزام بھی عائد کیا ہے۔

(I) انہوں نے (علمائے دیوبند) نے معاذ اللہ آنحضرت ﷺ کی ہرگز کوئی توہین نہیں کی اور نہ ان کے وہم میں بھی اس کا خیال گزرا ہے مگر خانصاحب بلا وجہ ان کو کافر بنانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔(۱)

(II) مگر خانصاحب کا مشن ہی ان کو کافر بنانے کا تھا۔(۲)

(III) حالاں کہ شرعاً اور اخلاقاً ان کا فریضہ تھا کہ اپنے اس ناروا فتوے سے رجوع کر لیتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا کیوں کہ ان کا مشن ہی یہ تھا کہ دیگر اکابر علمائے دیوبند سمیت حضرت تھانوی کو بہر قیمت کافر بنانا ہے۔(۳)

۱۔ نصرت آسمانی ص ۲۷ ۲۔ عبارات اکابر ص ۲۲۳ ۳۔ عبارات اکابر ص ۲۲۳

گکھڑوی صاحب! تینوں عبارتیں آپ بھی بغور ملاحظہ فرمالیجئے۔ آخر عبارات اکابر کے مصنف صاحب اتنے جاہل تو ہرگز نہیں ہوں گے کہ وہ ''بنانے'' اور ''بتانے'' کا فرق نہ جانتے ہوں۔ یقیناً جانتے ہوں گے لہٰذا ان کی مذکورہ تینوں عبارتوں کا ماحصل یہی تو ہوا کہ ہمارے اکابر علمائے دیوبند کافر تو ضرور ہو گئے تھے لیکن انہیں کافر مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے بنایا تھا کیوں کہ وہ انہیں کافر بنانے پر تلے ہوئے تھے۔

گکھڑوی صاحب! جہاں تک پہلی شق یعنی اکابر علمائے دیوبند کے راہ کفر اختیار کرنے کا تعلق ہے تو اس امر کی تصدیق تو علمائے عرب وعجم نے اسی وقت کر دی تھی۔ رہی دوسری شق کہ انہیں کافر فلاں نے بنایا تھا۔ تو اس سلسلے میں یقیناً ہمیں کم از کم آج تک کوئی ثبوت نہیں مل سکا کہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اپنے پاس بلا کر کہا ہو کہ آپ کافر بن جائیں یا ان کے پاس جا کر ایسا کہا ہو یا کسی شخص کے ذریعے انہیں ایسی ترغیب دی ہو۔

بات اصل میں یہ تھی کہ کافر انہیں انگریز نے بنایا۔ انگریز کے نذرانوں اور وظیفوں نے بنایا، ان کی حرص وہوس اور پیٹ پرستی نے بنایا اور عاقبت فروشی نے بنایا۔ ہاں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہ بتایا تھا کہ فلاں فلاں پانچ حضرات اپنے آپ کو دائرہ اسلام سے باہر لے گئے ہیں، مدتوں انہیں سمجھا بجھا کر دیکھ لیا۔ تحریر وتقریر کے میدانوں میں ان عبارتوں کو کفریہ ثابت کر دیا، اس کے باوجود وہ رجوع کرنے، تائب ہونے اور اپنی کفریہ عبارتوں کو بدلنے پر آمادہ نہیں ہوتے، لہٰذا مسلمان ان پانچ سے کنارہ کش رہیں۔ انہیں پیشوا نہ بنا بیٹھیں، کیوں کہ اب وہ رہنمائی کے بھیس میں رہزنی کر رہے ہیں۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انہیں سمجھا کر دیکھ لیا تھا۔ فیصلہ ہفت مسئلہ لکھ کر بھیجا تو اسے نذر آتش کرنے کا ایٹمی حکم گنگوہی سرکار سے صادر ہو گیا۔ سارے ملک کے علمائے کرام نے ان حضرات کی کفریہ عبارتوں پر شدید احتجاج کیا۔ ردوتردید اور بحث وتمحیص کا بازار گرم ہوا۔ حتی

کہ ان کے راہ راست پر آنے سے مایوس ہو کر تکفیر کا شرعی فریضہ بھی ادا کرنا پڑا۔ ان حالات میں سوچنا پڑتا ہے اگر ان حضرات کی نیت میں کھوٹ نہیں تھی اور کفر کی اشاعت مدنظر نہ تھی، رہنمائی کے پردے میں رہزنی کرنا نہیں جانتے تھے تو ان عبارتوں کو تبدیل کر کے اسلامی بنا لینے میں آخر نقصان کیا تھا؟ یہ کتاب الٰہی کے الفاظ تو تھے نہیں جن میں کمی بیشی کرنے کا مجاز کوئی نہیں۔ بظاہر یہ حضرات ان عبارتوں کو تبدیل کرنے سے کسی طرح مجبور بھی نہیں تھے۔ نہ ایسا کرنے میں کوئی شرعی قباحت تھی نہ کوئی قانونی رکاوٹ لیکن پورے ملک کے سامنے یہ چند اینگلو انڈین علماء اکڑ گئے، برٹش گورنمنٹ کی پشت پناہی کے باعث دماغ آسمان پر تھا کہ کسی کی مانتے ہی نہیں تھے۔ آخر یہ المیہ ہمیشہ کے لئے ایک دردسر بن گیا۔ چند مولویوں کی دین فروشی نے مدرسہ دیوبند سے ایک نئے فرقے کو جنم دے دیا۔ اور اس فتنے کا برطانوی پودا نشوونما پاتا ہوا پروان چڑھ گیا یہاں تک کہ ایک تناور درخت کی شکل میں آج پورے ملک میں اس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ عبارات اکابر کے مصنف نے عبارت حفظ الایمان کے تحت یوں دل کھول کر بھول بھلیاں کی سیر کے مزے بھی لوٹے ہیں:

> ''خان صاحب کا پہلے تو یہ فریضہ تھا کہ تکفیر جیسے سنگین قدم اٹھانے سے پہلے حضرت تھانوی صاحب سے ان کی مراد دریافت کر لیتے، اگر ان کی مراد سے توہین کا ادنیٰ سا احتمال بھی نکلتا تو بلاشبہ ان کی تکفیر کرتے بلکہ یوں کہتے کہ تھانوی ڈبل کافر ہے اور دوسرے درجے پر ان کا یہ فریضہ تھا کہ جب حضرت تھانوی نے اپنی مراد بیان کر دی اور اس پہلو اور اس مطلب و مراد کو کفر کہا جس کو لے کر خانصاحب ان کی بلا وجہ تکفیر کر رہے ہیں تو خان صاحب کے لیے مناسب تھا کہ وہ اپنے اس ظالمانہ فتوے سے رجوع کرتے اور اخبارات واشتہارات میں اسے شائع کرتے کہ میں نے تھانوی صاحب کی عبارت سے جو مراد سمجھی ہے، تھانوی صاحب خود بھی

اسے کفر کہہ رہے ہیں۔ اس لیے میں اپنے فتوے سے رجوع کرتا ہوں اور تھانوی صاحب اوران کے معتقدین سے معافی کا خواستگار ہوں“۔(۱)

گکھڑوی صاحب! مصنف عبارات اکابر تو تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں۔ جناب ہی انہیں سمجھادیں کہ مجدد مأتہ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ نے ۱۳۲۰ھ میں المعتمد المستند کے اندر برٹش گورنمنٹ کی شطرنج کے پانچ بڑے بڑے اور پراسرار مہروں کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا تھا۔ اس وقت حفظ الایمان کی عبارت منظر عام پر آئے پورا ایک سال، گنگوہی صاحب کے فتویٰ کذب وقوعی کو پورے بارہ سال، براہین قاطعہ کو سولہ سال اور تحذیر الناس کو تیں سال ہو چکے تھے۔ اس دوران میں فریقین کے ترجمان بن کر سینکڑوں کتب ورسائل اور اشتہارات منظر عام پر آئے۔ یہاں تک کہ بریلی شریف سے ساری کفریہ عبارتوں کا ایک مجموعی ردشائع ہوا۔ اس سے بیس سوالات کا انتخاب کر کے ایک وفد کے ذریعے تھانوی صاحب کے پاس بھیجے گئے کہ ان کا بقلم خود جواب دیجئے۔ تھانوی صاحب یوں گویا ہوئے:

”ایک نہ، ہزار نہ معاف کیجئے میں اس فن میں جاہل ہوں اور میرے اساتذہ بھی جاہل ہیں جو شخص تم سے دریافت کرے اسے ہدایت کرو۔ طبیب کا کام نسخہ دینا ہے، یہ نہیں کہ مریض کی گردن پر چھری رکھ دے کہ تو پی لے۔ تم اپنی امت میں سب کو داخل کرلو۔ میں جو کچھ کہہ چکا ہوں کہوں گا۔ مجھے معقول بھی کردیجئے تو وہی کہے جاؤں گا۔ مجھے معاف کیجئے، آپ جیتے میں ہارا“۔(۲)

۱۔ عبارات اکابر ص ۲۱۹

۲۔ وقعات السنان ص ۶۷ مطبوعہ لاہور

جب موصوف نے یوں جان چھڑائی، تحریری جواب نہ دیئے تو وہی سوالات ان کے پاس بذریعہ رجسٹری بھیجے گئے۔ تھانوی صاحب نے رجسٹری واپس کر دی۔ تیسری مرتبہ رسالہ ظفر الدین الجید (۱۳۲۳ھ) کی صورت میں پیش کیے، لیکن مصنف کے حکیم الامت جناب تھانوی صاحب کا منہ (تھا) نہ کھلا چوتھی مرتبہ رسالہ بطش غیب (۱۳۲۳ھ) کے ذریعے تھانوی صاحب اور سارے دیو بندی قبیلے سے جواب مانگا۔ لیکن وہی یا مظہر العجائب، جواب مع مجیب غائب۔

گکھڑوی صاحب! ذرا مصنف سے پوچھئے تو سہی کہ آنجناب کے تھانوی صاحب سے کچھ گویا تھا یا نہیں؟ کیا ایسے عالم آشکار میں مصنف صاحب کو ایک مولوی کہلاتے ہوئے ایسا سفید جھوٹ زیب دیتا ہے؟ جب تھانوی صاحب اشاروں کنایوں میں کہہ رہے تھے کہ میری عبارت کو صریح کفر بھی ثابت کر دیجئے تو بھی اس کفر سے نہیں ہٹوں گا۔ "لکم دینکم ولی دین" یہاں چھ سو روپے ماہوار بھلا کفر کے سمندر سے اب نکلنے دیتے ہیں۔

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف تصانیف میں ان حضرات کے متعدد کفریات واضح کیے لیکن تکفیر نہیں کی۔ کلمہ گوئی کا لحاظ کرتے ہوئے کہ شاید عبارتوں میں کوئی اسلامی پہلو نکل آئے کیوں کہ کلام کا کفر ہونا اور بات ہے لیکن قائل کو کافر قرار دے دینا آخری مرحلہ ہے۔ آپ نے ان شرعی احتیاط و مراعات کو پورے طور پر ملحوظ رکھا جن کا پورا پورا لحاظ رکھنا ایسے اہم ترین اور نازک مواقع پر انتہائی ناگزیر ہوتا ہے۔ کاش! وہابی حضرات بھی اسلام کے اس بطیل جلیل سے سبق سیکھتے کہ ادھر کوئی مسلمان یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نعرہ لگاتا ہے اور فوراً یہ مہربان شرک کی توپ داغ دیتے ہیں۔ ایک منٹ کی مہلت بھی تو دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ جب کوئی مسلمان سرور کون ومکاں صلی اللہ علیہ وسلم کو بعطائے الٰہی مشکل کشا، دافع البلاء، نور خدا اور علم ما کان وما یکون کہتا ہے تو بوکھلا کر یہ صاحبان کفر

کا ایٹم بم دے مارتے ہیں۔کلمہ گوئی کا ذرا لحاظ نہیں کرتے ،حق و باطل کا فرق قطعاً روا نہیں رکھتے۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی احتیاط کا یہ عالم ہے کہ ۱۳۰۹ھ میں رسالہ ''سبحان السبوح'' پہلی بار شائع ہوا۔اس میں گنگوہی صاحب اور قائلین امکان کذب پر اٹھہتر وجہ سے الزام کفر ثابت کیا، لیکن تکفیر نہیں کی۔۱۳۰۶ھ میں رسالہ ''الکوکبة الشهابية'' شائع ہوا۔جس میں مولوی محمد اسماعیل دہلوی (المتوفی ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء) کے ستر کفریات گنائے لیکن تکفیر سے اجتناب ہی کیا۔اس حقیقت کو خود مجدد مائۃ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے:

''مسلمانو! یہ روشن ظاہر واضح قاہر عبارات تمہارے پیش نظر ہیں جنہیں چھپے ہوئے دس دس اور بعض کو سترہ اور تصنیف کو انیس سال ہوئے اور ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ سے ہوئی ہے جب سے ''المعتمد المستند'' چھپی،اب عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو۔یہ عبارتیں فقط ان مفتریوں کا افترا ہی رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا، جب تک یقینی قطعی واضح روشن جلی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہولیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش، کوئی تاویل نہ نکل سکی''۔(۱)

۱۔ تمہید ایمان مع حسام الحرمین ص ۴۴،۴۵ مطبوعہ لاہور

کہ آخر یہ بندہ خدا ہی تو ہے، جو ان کے اکابر پر ستر ستر وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے ''لا الٰــــہ الا اللہ'' کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لیے اصلا کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے، یہ بندہ خدا وہی تو ہے، جو خود ان دشنامیوں کی نسبت، جب تک ان کی دشنامیوں پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی۔ اٹھتر وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاش للہ! میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا۔

جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا، رنجش ہوگئی؟ جب ان سے جائیداد کی کوئی شرکت نہ تھی، اب پیدا ہوئی؟ حاش للہ! مسلمانوں کا علاقہ محبت وعداوت صرف محبت وعداوت خدا رسول (جل جلالہ و ﷺ) ہے۔ جب تک ان دشنام دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئی یا اللہ ورسول (جل جلالہ و ﷺ) کی جناب میں ان کی دشنام نہ دیکھی سنی تھی اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا۔ غایت احتیاط سے کام لیا۔ حتیٰ کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا۔ مگر احتیاطا ان کا ساتھ نہ دیا اور متکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا۔ جب صاف صریح انکار ضروریات دین دشنام دہی رب العالمین، وسید المرسلین ﷺ آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحیں سن چکے کہ:

''من شك فی عذابه و کفره فقد کفر، جو ایسے کے معذب وکافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے اپنا اور اپنے دینی بھائیوں، عوام اہل اسلام کا ایمان بچانا ضرور تھا، لاجرم حکم کفر دیا اور شائع کیا۔ وذلك جزاء الظالمین''۔(۱)

۱۔ تمہید ایمان مع حسام الحرمین ص ۴۴، ۴۵ مطبوعہ لاہور

گکھڑوی صاحب! حضرت امام اہلسنت، مجدد دین وملت کی جو مبارک تحریر، ایمان افروز کفر سوز تقریر ابھی ملاحظہ فرمائی۔ ۱۳۲۶ھ کی ہے۔ ۱۳۲۹ھ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ نے تھانوی صاحب تک یہ مکتوب گرامی پہنچایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ فقیر بارگاہ عزیز قدیر عز جلالہ تو مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے۔ اب حسب معاہدہ وقرارداد مراد آباد پھر محرک ہے کہ آپ کو سوالات ومواخذات حسام الحرمین کی جواب دہی کو آمادہ ہوں۔ میں اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سنا دیں اور وہ دستخطی پرچہ اسی وقت فریق مقابل کو دیتے جائیں کہ فریقین میں سے کسی کو کہہ کر بدلنے کی گنجائش نہ رہے۔

معاہدہ میں ۲۷ صفر مناظرہ کے لیے مقرر ہوئی ہے۔ آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو ملی گیارہ روز کی مہلت کافی ہے۔ وہاں بات ہی کتنی ہے! اسی قدر کہ یہ کلمات شان اقدس حضور پرنور سید عالم ﷺ میں توہین ہیں یا نہیں! یہ بعونہ تعالیٰ دو منٹ میں اہل ایمان پر ظاہر ہو سکتا ہے، لہذا فقیر اس عظیم ذوالعرش کی قدرت ورحمت پر توکل کر کے یہی ۲۷ صفر روز جاں افروز دوشنبہ اس کے لیے مقرر کرتا ہے۔ آپ ذرا قبول کی تحریر اپنی مہر دستخطی روانہ کر دیں اور ۲۷ صفر کی صبح مراد آباد میں ہوں۔۔۔ اور آپ بالذات اس امر اہم واعظم کو طے کر لیں۔ اپنے دل کی آپ جیسی بتا سکیں گے وکیل کیا بتائے گا؟ عاقل بالغ مستطیع غیر مخذرہ کو توکیل کیوں منظور ہو؟ معہذا یہ معاملہ کفر و اسلام کا ہے۔ کفر و اسلام میں وکالت کیسی؟ اگر آپ خود کسی طرح سامنے نہیں آسکتے تو وکیل ہی کا سہارا ڈھونڈیئے؟ تو یہی لکھ دیجئے اتنا تو حسب

معاہدہ آپ کو لکھنا ہی ہوگا کہ وہ آپ کا وکیل مطلق ہے۔ اس کا تمام ساختہ وپرداختہ قبول، سکوت، نکول عدول سب آپ کا ہے اور اس قدر اور بھی ضرور لکھنا ہوگا کہ اگر بعون العزیز المقتدر عز جلالہ آپ کا وکیل مغلوب یا معترف یا ساکت یا فار رہوا۔ تو کفر سے توبہ علی الاعلان آپ کو کرنی اور چھاپنی ہوگی کہ توبہ میں وکالت ناممکن ہے اور اعلانیہ کی توبہ اعلانیہ لازم۔

میں عرض کرتا ہوں کہ آخر بار آپ ہی کے سر رہتا ہے کہ توبہ کرنی ہوئی تو آپ ہی پوچھے جائیں گے۔ پھر آپ خود ہی اس دفع اختلاف کی ہمت کیوں نہ کریں؟ کیا محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے کو آپ تھے اور بات بنانے دوسرا آئے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ آپ برسوں سے ساکت اور آپ کے حواری رفع خجالت کی سعی بے حاصل کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔ اخر تا کے؟

یہ اخیر دعوت ہے۔ اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمد اللہ میں فرض عدالت ادا کر چکا۔ آئندہ کسی کے غوغہ پر التفات نہ ہوگا۔ منوا دینا میرا کام نہیں اللہ عز وجل کی قدرت میں ہے:

"واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم۔ وصلی اللہ علی سیدنا ومولانا محمد والہٖ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العلمین"۔(۱)

۱۵ صفر المظفر روز چہار شنبہ ۱۳۲۹ء، فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۱۔ مجدد اسلام ص ۱۸۴ تا ۱۸۶ مطبوعہ انڈیا

جب تھانوی صاحب نے حفظ الایمان کی اشاعت کے دس سال بعد چودرتی بسط البنان گھر میں بیٹھ کر لکھی اور وہ منظر عام پر آئی تو شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی مدظلہ العالی نے وقعات السنان کے ذریعے طائفہ بھر کا وہ منہ بند کیا کہ ۱۳۳۰ھ سے ۱۳۶۲ھ تک نہ تھانوی صاحب سے ان کے ایک سو بتیس سوالوں کا جواب ہو سکا اور نہ آج تک ان کے کسی حمایتی سے۔ آپ نے مسئلہ علم غیب پر بسط البنانی زیرکی کو ادخال السنان کے ذریعے زندہ درگور کیا۔ وقعات السنان کے آخر میں حضرت مفتی اعظم ہند نے تھانوی صاحب سے یوں فرمایا تھا:

"اس ایمانی معاہدہ کی طرف آپ کو دعوت ہے، جن کی ابتداء ہم خود کریں ہم سچے دل سے اقرار کرتے ہیں کہ آپ نے ان سب سوالات کا جدا جدا معقول جواب لکھ دیا، جس میں نہ اڑان گھائی ہو نہ نمبر کترانا، نہ مکابرہ ڈھٹائی، نہ دھوکے دے کے عوام کو چندانا، تو ہم صاف اعلان کردیں گے کہ حفظ الایمان پر تکفیر غلط تھی اور اگر آپ ایمانا سمجھ لیں کہ الزام لاجواب ہے تو خدا کو مان کر انصافاً قبول دیں کہ واقعی حفظ الایمان میں آپ نے کفر لکھا ہے آپ مسلمان ہوتے ہیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس میں آپ کی کچھ بھی نہ ہوگی۔ بلکہ ہر عاقل کے نزدیک وقعت بڑھ جائے گی"۔(۱)

گکھڑوی صاحب! پوچھئے تو سہی اب مصنف صاحب سے کہ علمائے اہل سنت اور خصوصاً مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام محبت کرنے میں کیا کسر کوئی اٹھا رکھی تھی؟ اس کے برعکس کیا ان کفریہ عبارتوں کے مصنفین نے ایک قدم بھی ایمانی راستے کی طرف بڑھایا؟ جب کہ نہ عبارتیں تبدیل کیں، نہ ان سے توبہ کی، نہ کبھی میدان

۱۔ وقعات السنان

میں آکر انہیں اسلامی ثابت کرنے کی ایک مرتبہ بھی جرأت ہوئی۔ نہ مواخذوں کا جواب بقلم خود دیا، بلکہ علمائے اہلسنت کو گالیاں دینے، کٹ حجتی کرنے، مناظروں کا راگ الاپنے کے لیے چیلے چانٹے رکھ چھوڑے تھے اور بس۔

ان تمام حقائق کے باوجود اگر مصنف صاحب کی رٹ یہی ہے کہ تو بھی نہ مانوں، تو ہم اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہ' نے پانچ حضرات کی تکفیر کا شرعی فریضہ ادا کیا تھا۔ ان میں سے قادیانی دجال کے بارے میں موجودہ حکومت پاکستان نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فیصلے کی تائید و تصدیق کر دی ہے۔ اگر مصنف صاحب کسی خوش فہمی میں مبتلا ہیں تو اپنے چاروں اکابر کا معاملہ بھی حکومت کے سپرد کر دیں۔ فریقین کے دلائل کی روشنی میں نتیجہ سامنے آجائے گا۔

الصوارم الہندیہ کے نام سے یہ مقدس مجموعہ پہلی بار شیر بیشہء اہلسنت مولانا حشمت علیخان پیلی بھیتی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی جمیلہ سے منظر عام پر آیا تھا۔ خوش قسمت اور لائق تحسین ہیں مولانا ابو العطا نعمت چشتی صاحب جو اس ہوش ربا گرانی کے دور میں اسے دوبارہ منظر عام پر لا رہے ہیں۔

"اللھم ارنا الحق حقاً و الباطل باطلا والحقنی بالصالحین ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم۔ و تب علینا انك انت التواب الرحیم۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ وصحبہ اجمعین"۔

خاکپائے علماء
عبد الحکیم خاں اختر مجددی۔ مظہری، شاہجہانپوری
دار المصنفین لاہور

۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۵ء / ۲۱ مئی ۱۹۷۵ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خلاصہ استفتاء

سلام ہماری طرف سے مکہ معظمہ کے عالموں اور مدینہ طیبہ کے فاضلوں پر آپ کی جناب میں عرض یہ ہے کہ غلام احمد قادیانی نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر وحی کا ادّعا کیا پھر لکھ دیا کہ اللہ وہی ہے جس نے اپنا رسول قادیان میں بھیجا، پھر اپنے کو بہت انبیاء علیہم السلام سے افضل بتانا شروع کیا اور کہا ابن مریم کے ذکر چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ اور کہا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ معجزے مسمریزم سے دکھاتے تھے میں ایسی باتوں کو مکروہ نہ جانتا تو میں بھی کر دکھاتا اور لکھا پہلے چار سو انبیاء کی پیشگوئیاں جھوٹی ہو چکی ہیں اور سب سے زیادہ جس کی پیشن گوئیاں جھوٹی ہوئیں وہ عیسیٰ ہیں علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تصریح کر دی کہ یہودی جو عیسیٰ اور ان کی ماں پر طعن کرتے ہیں ان کا ہمارے پاس کچھ جواب نہیں نہ ہم ہرگز ان پر رد کر سکتے ہیں۔ اور تصریح کر دی کہ عیسیٰ کی نبوت پر کوئی دلیل نہیں بلکہ متعدد دلیلیں ان کے بطلان نبوت پر قائم ہیں۔ ہم انہیں صرف اس وجہ سے مانتے ہیں کہ قرآن مجید نے انہیں انبیاء میں شمار کر دیا ہے، ان کے سوا اس کے کفریات ملعونہ اور بہت ہیں۔

قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں لکھا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ (صفحہ ۱۴)

بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (صفحہ ۲۸)

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ (صفحہ ۳)

رشید احمد گنگوہی اپنے ایک فتوے میں لکھ گیا کہ جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانے اور تصریح کرے کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا اور یہ بڑا عیب بولا اور یہ بڑا عیب اس سے صادر ہو چکا تو اسے کفر بالائے طاق گمراہی درکنار فاسق بھی نہ کہو اس لئے کہ بہت سے امام ایسا ہی کہہ چکے ہیں۔ جیسا اس نے کہا اور بس زیادہ سے زیادہ یہ کہ اس نے تاویل میں خطا کی اور اسی گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں تصریح کی کہ ان کے پیر ابلیس کا علم نبی ﷺ کے علم سے زیادہ ہے۔ اس کا برا قول خود اس کے بدالفاظ میں یہ ہے۔ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ اور اس سے پہلے لکھا کہ شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

اشرف علی تھانوی نے چھوٹی سی رسلیہ (حفظ الایمان) میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ ﷺ کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔ اور اس کی ملعون عبارت یہ ہے، آپکی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ آیا یہ لوگ اپنی ان باتوں میں ضروریات دین کے منکر ہیں۔ اگر منکر ہیں اور مرتد کافر ہیں تو آیا مسلمان پر فرض ہے کہ انہیں کافر کہے، جیسا کہ تمام منکران ضروریات دین کا حکم ہے جن کے بارے میں علمائے معتمدین نے فرمایا جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے خود کافر ہے۔ جیسا کہ

شفاء السقام وبزازیہ ومجمع الانہر ودرمختار وغیرہا روشن کتابوں میں ہے۔اور جو ان میں شک کرے یا انہیں کافر کہنے میں تامل کرے یا ان کی تعظیم کرے یا ان کی تحقیر وتوہین سے منع کرے تو شرع میں ایسے شخص کا کیا حکم ہے۔ہمیں جواب افادہ کیجئے اور بادشاہ حقیقی اللہ تعالیٰ سے بہت ثواب لیجئے۔

خلاصہ فتاوائے مبارکہ حسام الحرمین شریف

مسمی بنام تاریخی

فوائد فتاویٰ کا خلاصہ:

۴۵ ھ ۱۳

ان اقوال کے قائلین بدعت کفریہ والے اشقیا سب کے سب مرتد ہیں باجماع امت اسلام سے خارج ہیں، بیدینی وبدمذہبی کے خبیث سردار ہر خبیث اور مفسد اور ہٹ دھرم سے بدتر، فاجر سب کافروں سے کمینہ تر کافروں میں ہیں۔ ملحد، کذاب، بددین، زیان کار، گمراہ سمگار، خارجی، دوزخ کے کتے، شیطان کے گروہ کافراں کے یہاں کے منادی ہیں۔ دین محمد ﷺ کو باطل کرنا چاہتے ہیں، جاہلوں کو دھوکہ دیتے ہیں، کافروں کے رازدار ہیں۔ دین کے دشمن ہیں ان باتوں سے ان کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں۔ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال، ان میں کوئی دین متین کو پھینکتا ہے، کوئی ضروریات دین کا انکار کرتا ہے، اسلام میں ان کا نام نشان کچھ نہ رہا، مفتری ظالم ہیں۔ وہابی ہیں، ان سے بڑھ کر ظالم کون، اللہ کی راہ سے بہکے ہوئے ہیں، اپنی خواہش کو خدا بنالیا، ان کی کہاوت کتے کی طرح ہے کہ تو اس پر حملہ کرے تو زبان نکال کر ہانپے اور چھوڑ دے تو زبان نکالے، حد سے گزرے ہوئے ہیں، توبہ سے محروم ہیں، اسلام کے نام کو پردہ بنائے ہیں۔ تمام علماء کے نزدیک دین سے نکل گئے جیسے بال آٹے سے جب تک اپنی بدمذہبی نہ چھوڑیں، ان کا نہ روزہ قبول، نہ نماز، نہ زکوۃ، نہ حج، نہ کوئی فرض، نہ نفل۔ رسول اللہ ﷺ ان سے بیزار ہیں، یہ اپنی سرکشی میں اندھے ہو رہے ہیں۔ اہل بطلان، اہل فساد، کافروں سے بھی بدتر، سخت رسوائی کے مستحق بطلان والے شیطان، عقلاء میں رسوا، ان کا مرتد ہونا پھر دن چڑھے کے آفتاب سا روشن ہے، وہ وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت

کی، انہیں بہرا کردیا، ان کی آنکھیں اندھی کردیں ان کو دنیا میں رسوائی اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ انہیں اللہ نے گمراہ کردیا، ان کے کانوں اور دلوں پر مہر لگادی، ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا، سو۱۰۰۰ کافروں سے دین میں ان کا نقصان زیادہ سخت ہے، کہ عالموں، فقیروں، نیکوں کی شکل بنتے ہیں اور دل ان خباثتوں سے بھرا ہوا عوام مسلمانوں پر ان سے سخت خطرے کا خوف ہے۔ قیامت تک ان پر وبال ہے۔ بد مذہب گھناؤنی گندگیوں میں لتھڑے، کفری نجاستوں میں بھرے، زندیق بیدین دہریے ہیں، الوہیت ورسالت کی شان گھٹاتے ہیں۔ ان پر وبال اور ذلت لازم ہو چکی ہے۔ وہ زمین میں فساد پھیلانے والے ہیں اوندھے جاتے ہیں انہوں نے شان الٰہی کو ہلکا جانا، حضور اکرم ﷺ کی رسالت کو خفیف ٹھہرایا، شامت پھیلانے والے زہر دیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے خود اللہ و رسول (جل جالہ، ﷺ) پر زیادتی کی۔ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھادیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا، پڑے برا مانیں کافر، شیطان نے ان کی نظروں میں ان کے کام اچھے کردکھائے تو انہیں راہ حق سے روک دیا کہ ہدایت نہیں پاتے، وہ اس آیت کریمہ کے سزاوار ہیں کہ اے نبی ان سے فرمادے کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد، شیطان نے اپنی خواہشوں کو ان کے سامنے آراستہ کیا، ان میں اپنی مراد کو پہنچ گیا، طرح طرح کے کفر اُن کے لئے گڑھے تو ان میں اندھے ہو رہے ہیں یہاں تک کہ خود رب کریم کی بارگاہ میں حملہ کر بیٹھے اور نہایت گندی راہ چلے اور ان پر جرأت کی جو سب رسولوں کے خاتم ہیں ﷺ جو ان اقوال کا معتقد ہو کافر ہے گمراہ ہے دوسروں کو گمراہ کرتا ہے۔

الٰہی ان پر اپنا سخت عذاب اتار اور انہیں اور جو ان کی باتوں کی تصدیق کرے سب کو ایسا کردے کہ کچھ بھاگے ہوئے ہو کچھ مردود الٰہی، ان سے شہروں کو خالی کر، انہیں تمام خلق میں نکالا کر، انہیں عاد وثمود کی طرح ہلاک کر، ان کے گھر کھنڈر کردے، خدا ان پر

لعنت کرے، ان کو رسوا کرے ان کا ٹھکانہ جہنم کرے ان پر ایسے کو مسلط کرے جو ان کی شوکت کی بنیاد کو کھود کر پھینک دے، اور ان کی جڑ کاٹ دے تو وہ یوں صبح کریں کہ ان کے مکانوں کے سوا کچھ نظر نہ آئے۔ اللہ ان کی ناک خاک پر رگڑے انہیں ہلاکی ہو، خدا ان کے اعمال برباد کرے ان پر ان کے مددگاروں پر اللہ کی لعنت ہو انہیں قتل کرے کہاں اوندھے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اس پر جس نے رسول اللہ ﷺ کو ایذا دی اور اللہ تعالیٰ کی لعنت اس پر جس نے کسی نبی کو ایذا دی، بے شک بزازیہ اور درر و غرر اور فتاوے خیریہ اور مجمع الانہر اور در مختار وغیرہ معتمد کتابوں میں ایسے کافروں کے حق میں فرمایا کہ جو شخص ان کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد ان کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔ شفا شریف میں فرمایا ہم اسے کافر کہتے ہیں جو ایسے کو کافر نہ کہے۔ یا ان کے بارے میں توقف کرے یا شک لائے۔ ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھے ان کے جنازے کی نماز پڑھنے، ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنے، ان کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا کھانے، ان کے پاس بیٹھنے ان سے بات چیت کرنے اور تمام معاملات میں ان کا حکم بعینہ وہی ہے جو مرتد کا ہے یعنی یہ تمام باتیں سخت حرام اشد گناہ ہیں، جیسا کہ ہدایہ غرر، ملتقی، در مختار، مجمع الانہر، برجندی، فتاوے ظہیریہ اور طریقۂ محمدیہ حدیقۂ ندیہ، فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں تصریح ہے۔ ہاں ہاں احتیاط احتیاط کہ بیشک کافر کی توقیر نہ کی جائے گی اور بیشک گمراہی سے بچنا سب سے زیادہ اہم ہے۔ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ لوگوں کو ان سے ڈرائے اور نفرت دلائے ان کے فاسد راستوں باطل عقیدوں کی برائی بیان کرے ہر مجلس میں ان کی تحقیر و توہین واجب ان کے عیب سب پر ظاہر کرنا درست ہے، اللہ رحم فرمائے اس مرد پر جو کافروں اور گمراہوں سے دور ہو اور ان کے پھندوں میں پڑنے سے اللہ کی پناہ چاہے۔ وہ لوگ تمام علماء کے نزدیک سزاوار تذلیل ہیں۔ کافروں سے ان کا نقصان زیادہ سخت ہے۔ اس لئے کہ کھلے کافروں سے عوام بچتے ہیں اور یہ تو عالموں کی شکل میں ظاہر ہوتے

ہیں تو عوام ان کا ظاہر ہی دیکھتے ہیں جس کو انہوں نے خوب بنایا اور ان کا باطن جو ان خباثتوں سے بھرا ہے وہ اسے نہیں جانتے تو دھوکا کھاتے اور جو کفران سے سنتے ہیں اسے قبول کرلیتے ہیں۔عوام مسلمانوں پر ان سے سخت خطرہ کا خوف ہے۔خصوصا ان شہروں میں جہاں حاکم مسلمان نہیں۔ہر مسلمان پر ان سے دور رہنا فرض ہے جیسے آگ میں گرنے اور خونخوار درندوں سے دور رہتا ہے۔اور جس سے ہو سکے کہ ان کو ذلیل کرے ان کے فساد کی جڑا کھیڑے اس پر فرض ہے کہ اپنی حد قدرت تک اسے بجالائے جو ان کی ناپاکیوں کے سبب انہیں چھوڑے اس پر اللہ کی رحمت و برکت۔ہر عقل والے پر واجب ہے کہ ان کی تعظیم نہ کرے، مشہور علماء جن کی زبان کو اللہ نے وسعت دی ہے ان پر فرض ہے کہ ان لوگوں کی بدمذہبیاں مٹانے کی کوشش کریں اور شہر اور ذہن ان کی تکلیفوں سے راحت پائیں اور فرض ہے ہر مسلمان پر جو اللہ تعالیٰ اور اس کے عذاب سے ڈرے اور اس کی رحمت و ثواب کا امیدوار ہو کہ ان لوگوں سے پرہیز کرے اور ان سے ایسا بھاگے جیسا شیر اور جذامی سے بھاگتا ہے۔کہ اس کے پاس پھٹکنا سرایت کر جانے والا مرض ہے اور چلتی ہوئی بلا اور نحوست ہے واجب ہے کہ منبروں پر اور رسالوں اور مجلسوں اور محفلوں میں مسلمانوں کو ان سے ڈرایا جائے ان سے نفرت دلائی جائے تا کہ ان کے شر کا مادہ جل جائے اور ان کے کفر کی جڑ کٹ جائے کہیں ان کی گمراہی کی روح اسلامی دنیا کی طرف سرایت نہ کرے۔اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ تمام مسلمانون کو ان کافروں گمراہ گروں کی سرایت عقائد سے بچائے آمین۔

اسمائے مبارکہ: مفتیان حرمین طیبین جن کی تصدیقین حسام الحرمین پر ہیں:

۱۔ شیخ العلمائے مکہ معظمہ مفتی شافعیہ مولانا شیخ محمد سعید بابصیل

۲۔ شیخ الخطباء والائمہ بمکہ معظمہ مولانا شیخ احمد ابوالخیر میرداد

۳۔ ناصر سنن فتنہ شکن سابق مفتی حنفیہ مولانا علامہ صالح کمال

۴۔ صاحب رفعت وافضال مولانا شیخ علی بن صدیق کمال

۵۔ بقیۃ الاکابر عمدۃ الاواخر جلوہ گاہ نور مطلق مولانا شیخ محمد عبدالحق مہاجر الٰہ آبادی

۶۔ محافظ کتب خانہ حرم حضرت علامہ مولانا سید اسمٰعیل خلیل

۷۔ صاحب علم محکم مولانا علامہ سید ابوحسین مرزوقی

۸۔ سرشکن اہل مکروکید مولانا شیخ عمر بن ابی بکر باجنید

۹۔ سابق مفتی مالکیہ مولانا شیخ عابد بن حسین مالکی

۱۰۔ فاضل، ماہر، کامل مولانا شیخ علی بن حسین مالکی

۱۱۔ ذوالجلال والزین مولانا شیخ جمال بن محمد بن حسین

۱۲۔ نادر روزگار مولانا شیخ اسعد بن احمد دہان مدرس حرم شریف

۱۳۔ نکوئی روزگار مولانا شیخ عبدالرحمٰن دہان

۱۴۔ مدرس مدرسہ صولتیہ مولانا محمد یوسف افغانی

۱۵۔ اجل خلفائے حاجی امداداللہ صاحب مولانا شیخ احمد مکی امدادی مدرس مدرسہ احمدیہ

۱۶۔ عالم عامل فاضل کامل مولانا محمد یوسف خیاط

۱۷۔ والا منزلت بلند رفعت حضرت مولانا محمد صالح بن محمد بافضل

۱۸۔ صاحب فیض یزدانی مولانا حضرت عبدالکریم ناجی داغستانی

۱۹۔ فاضل کامل مولانا شیخ محمد سعید بن محمد یمانی

۲۰۔ فاضل کامل حضرت مولانا حامد احمد محمد جداوی

۲۱۔ مفتی حنفیہ حضرت سیدنا و مولانا تاج الدین الیاس مفتی مدینہ طیبہ

۲۲۔ عمدۃ العلماء افضل الافاضل سابق مفتی مدینہ طیبہ عثمان بن عبدالسلام داغستانی

۲۳۔ فاضل کامل شیخ مالکیہ سید شریف مولانا سید احمد جزائری

۲۴۔ صاحب فیض ملکوتی حضرت مولانا خلیل بن ابراہیم خربوتی

۲۵۔ صاحب خوبی ونکوئی شیخ الدلائل مولانا سید محمد سعید

۲۶۔ عالم جلیل فاضل عقیل مولانا محمد بن احمد عمری

۲۷۔ ماہر علامہ صاحب عزوشرف حضرت مولانا سید عباس بن جلیل محمد رضوان شیخ الدلائل

۲۸۔ فاضل کامل العقل مولانا عمر بن حمدان محرسی

۲۹۔ فاضل کامل عالم عامل مولانا سید محمد بن محمد مدنی دیداوی

۳۰۔ مدرس حرم مدینہ طیبہ مولانا شیخ محمد بن محمد سوسی خیاری

۳۱۔ مفتی شافعیہ مولانا سید شریف احمد برزنجی شافعی

۳۲۔ فاضل نامور حضرت مولانا محمد عزیز وزیر مالکی مغربی اندلسی مدنی تونسی

۳۳۔ شیخ فاضل مولانا عبدالقادر توفیق شلبی

فتاوائے علمائے اہلسنت و جماعت ہند در تصدیق حسام الحرمین شریف

الاستفتاء

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت مفتیان دین وملت کثرھم اللہ تعالیٰ وایدھم اس مسئلہ میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعوے کیا اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سخت سخت توہینیں اور گستاخیاں کیں، رشید احمد گنگوہی نے عزوجل کو جھوٹا کہا اور اسی گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی نے رسول اللہ ﷺ کے علم کو شیطان کے علم سے کم بتایا۔ اور اشرف علی تھانوی نے حضور اقدس سید عالم ﷺ کے علم اقدس کو بچوں پاگلوں جانوروں چار پاؤں کے علم کی طرح لکھا اور قاسم نانوتوی نے حضور آخر الانبیاء ﷺ کے بعد نئے نبی آنے کو جائز اور ختم نبوت میں غیر مخل ٹھہرایا، ان لوگوں کے متعلق حرمین شریفین کے علمائے کرام و مفتیان عظام سے استفتاء کیا گیا۔ ان حضرات کرام نے بالاتفاق فتویٰ دیا کہ یہ لوگ اپنے ان اقوال ملعونہ کے سبب کافر و مرتد ہیں اور جو شخص ان کے ان کفریات پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کو مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے یا انہیں کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر و مرتد ہے ان فتاوائے مقدسہ کا مجموعہ مدت ہوئی حسام الحرمین کے نام سے چھپ کر شائع ہو گیا ہے۔ یہ فتاویٰ حق ہیں یا نہیں اور تمام مسلمانوں پر ان کا ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا لازم و ضروری ہے یا نہیں۔ اظہار حق فرمائیے اور اللہ عزوجل سے اجر پائیے۔ بینوا و توجروا۔

المستفتی عرب حسن بن احمد مصری عفی عنه

از گونڈل کاٹھیاوار۔ رسالدار پنشنر ریاست جونا گڑھ۔

فتوائے سرکار مارہرہ مطہرہ

الجواب اللّٰھم ھدایة الحق والصواب بیشک فتاویٰ مبارکہ ''حسام الحرمین علی منحرا الکفر والمین'' حق وصحیح ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی اور قاسم نانوتوی اپنے ان کفریات واضحہ صریحہ نا قابل توجیہ وتاویل کی بنا پر جن کا حوالہ اس استفتاء اور مجموعہ فتاویٰ مبارکہ حسام الحرمین میں ہے ضرور کفار مرتدین ملعونین ہیں ایسے کہ جو ان کے ان کفریات پر مطلع ہوکر بھی ان کے کفر میں شک کرے اور انہیں کافر نہ جانے وہ خود کافر۔ مسلمان پر احکام حسام الحرمین کا ماننا فرض قطعی ضروری اور ان کے مطابق عمل کرنا حکم شرعی لازم حتمی۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

الجواب صحیح

فقیر اسماعیل حسن عفی عنہ قادری

احمدی برکاتی







جامعہ رضویہ دارالعلوم منظر اسلام اہل سنت و جماعت بریلی شریف کا فتوے

کتاب لاجواب حسام الحرمین الشریفین کے سب احکام بیشک وارتیاب حق و صواب ہیں۔ بے شبہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے کثیر کفریات واضحہ شنیعہ قبیحہ کے سبب کافر ہے اور یقیناً ایسا کہ اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں ادنٰے شک ذرا تامل کچھ تردد تھوڑا سا شبہ کرنے والا بھی اسی کی طرح کافر کہ جس طرح ایمان کو ایمان جاننا لازم ہے۔ یوں ہی کفر کو کفر ماننا۔ کفر ضد ایمان ہے اور "الاشیاء تعرف باضدادھا" جو کفر کو کفر نہ جانے گا وہ ایمان کی قدر کیا جانے گا۔ اندھے کو روشنی کا حال کیا کھلے گا۔ تو جو کفر کو کفر نہیں جانتا یقیناً وہ اندھے کی طرح ہے۔ روشنی ایمان سے اس کا قلب محروم ہے۔ ہر مسلمان کو بحکم قرآن کفر و ایمان دونوں کی پہچان ضروری ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فمن یکفر بالطاغوت ویؤ من باللہ فقد استمسك بالعروۃ الوثقیٰ"۔

جس نے کفر کیا طواغیت سے اور ایمان لایا اللہ پر تو اس نے بے شک مضبوط گرہ تھامی۔ تو جو بات اللہ عزوجل کے ساتھ کفر ہے اسے ہر مسلمان ضرور کفر جانتا ہے۔ اور جو اسے کفر نہ جانے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔ قادیانی اس لئے کافر ہے کہ اس نے ختم نبوت کا انکار کیا اور انکار ختم نبوت قرآن کا انکار ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ آدمی کچھ کافر ہو کچھ مسلمان۔ اگر سارے قرآن پر دعوے ایمان رکھتا ہو اور کلمہ کی قرآنیت سے منکر ہو، وہ سب کا منکر اور کھلا کافر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض"۔ قادیانی اپنی نبوت کا مدعی ہے جو جھوٹا نبی ہے وہ مفتری علی اللہ کافر باللہ ہے۔ قادیانی حضرت روح اللہ وکلمۃ اللہ و نبی اللہ عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرتا ہے۔ یوں ہی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بلکہ بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کی۔ اور جو کسی ایک نبی کی توہین کرے وہ

اجماعاً قطعاً یقیناً کافر ہے۔"ولا حول ولا قوۃ الا باللہ" اس کے کفریات اس قدر ہیں جن کا شمار دشوار ہے۔اور گنتی کیا درکار ہے کہ جو ایک ہی وجہ سے کافر ہو، انہیں کفار کی طرح جتلائے قہر قہار، مستوجب غضب جبار، مستحق سخت عذاب نار، لعنت حضرت کردگار ہے۔"ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الغفار" یوں ہی قاسم نانوتوی جس نے قرآن عظیم پر بے ربطی کی لم لگائی، جس نے حضور پھر صحابہ کرام ائمہ عظام وعلمائے اعلام اور سب مسلمانوں خواص وعوام کو نافہم وخطا کار ٹھہرایا جس نے وضاحت سے ختم نبوت کا انکار کیا وغیر ذلك من الھذلیات۔یوں ہی رشید احمد گنگوہی وخلیل احمد انبیٹھوی جنہوں نے شیطان کے علم کو نبی کے علم عظیم سے زائد بتایا۔جنہوں نے نبی کے لئے علم غیب ماننے کو شرک جانا اور خود شیطان کے لئے علم محیط ارض مانا اور یوں ابلیس کو خدا کا شریک جانا۔جنہوں نے مجلس میلاد مبارک کو کنھیا کے جنم سے بدتر کہا۔گنگوہی صاحب نے تصریح کی کہ میلاد مبارک جس طرح بھی ہو ہر طرح ناجائز وبدعت ہے جس نے صاف منہ بھر کہا کہ وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے یعنی معاذ اللہ خدا کے کذب کا امکان تو امکان وقوع ہو لیا۔یوں ہی اشرف علی تھانوی جس نے حضور کی شان رفیع میں وہ سخت گندی ناپاک گالی بکی۔ضرور یہ سب کے سب بے شبہ ایسے ہی کافر مرتدین ہیں جن کے کفر میں ذرا شک کرنے والا بھی کافر ہے۔مجمع الانہر ودر مختار وغیر ہما معتمدات اسفار میں ہے۔من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

مسلمانوں پر حسام الحرمین شریف کے احکام ماننا اور ان کیمطابق عمل فرض ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم قالہ بفمہ و امر برقمہ الفقیر مصطفیٰ رضا القادری نوری عفی عنہ

هذاهو الحق والحق بالاتباع احق

حررہ الفقیر الی رحمۃ ربہ ونعمہ

مصطفیٰ رضا خاں قادری
آل الرحمٰن محمد عرف
ابوالبرکات محی الدین جیلا

(۴) المدعوبحامد رضا القادری النوری الرضوی البریلوی حماہ

ربـــــہ مـــن کـــل شـــرضـــروی

وســقـــاہ مـــن نـــمیـــرمـــنـــهـــل

کـــرمــــــہ الـــمـــــروی آمیـــن

(۵) لقد اصاب من اجاب رحم الٰہی غفرلہٗ (صدر المرسلین دارالعلوم اهلسنت وجماعت)

(۶) الجواب صحیح الفقیر القادری محمد عبدالعزیز عفی عنہ (مدرس دوم دارلعلوم منظر الاسلام)

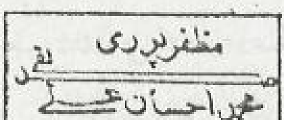
(۷) ذلك كذلك خویدم الطلبه محمد حسنین رضا القادری البریلوی

(۸) للّٰہ درالمجیب محمد ابراهیم رضا رضوی عفی عنه (مهتمم دارلعلوم منظر اسلام)

(۹) الجواب صحیح سردار علی البریلوی عفی عنه

(۱۰) لقد اجادالمجیب وافادہ محمد تقدس علی قادری رضوی غفرلہٗ (نائب مهتمم دارالعلوم)

(۱۱) ذلك هو الحق و بالقبول احق فقیر احسان علی عفی عنہ مظفر پوری (مدرس چهارم منظر اسلام)



(۱۲) الجواب صحیح محمد نور الهدای حیات پوری

(۱۳) الجواب صحیح عبدالرؤف عفی عنه فیض آبادی

(۱۴) انه بجواب صحیح لایاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه واللّٰه تعالیٰ اعلم

راقم سب سنیوں کا خادم فقیر سید غلام محی الدین بن السید مولانا مولوی رحمۃ اللہ علیہ قادری عفی عنہ

(۱۵) ھذا ھو تحقیق الحق الحقیق والحق
بالاتباع یلیق العبد المسکین غلام معین الدین اللکھنوی

(۱۶) الجواب صحیح فقیر صدیق اللہ بنارسی

(۱۷) الجواب نور والمجیب منصور محمد نور عفا اللہ عنہ آروی

(۱۸) صح الجواب واللہ اعلم بالصواب مختار احمد عفی عنہ بہاری

(۱۹) ذلک کذلک انا مصدق لذلک واللہ خیر مالک فقیر غلام جیلانی اعظمی قادری برکاتی غفرلہ' ماتقدم من ذنبہ وماسیأتی مدرس دارالعلوم منظر اسلام بریلی

(۲۰) الجواب صحیح ابوالانوار سید محمد شرف الدین اشرفی جیلانی جائسی غفرلہ'

(۲۱) ھذا الجواب صحیح فقیر حسین الدین قادری رضوی فرید پوری

(۲۲) الجواب صحیح والمجیب نجیح فقیر عبدالعزیز القادری الرضوی المصطفوی المظفر پوری ثم الور کھہوری غفرلہ ذنبہ المعنوی والصوری

(۲۳) الجواب صحیح محمد شاھد الحق عفی عنہ قادری

(۲۴) صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم فقیر ابو المعانی محمد ابرار حسن صدیقی مہری عفا اللہ تعالیٰ عن ذنبہ الجلی و الخفی (مفتی دارالافتائے جامعہ رضویہ دارالعلوم منظر اسلام بریلی)

(۲۵) حسام الحرمین حسام وھوا حق بالاتباع واللہ ولی الانعام و ھواعلم نمقہ عبدہ العاصی سلطان احمد البریلوی عفی عنہ

(۲۶) حسام الحرمین شمشیر براں ہے جس کی دھار مخالفین بیدین کے گرانے سے کرنہیں

سکی۔فقیر ہیچ میدان وزیر احمد خاں محمدی سنی حنفی قادری بوالحسینی رضوی غفرلہ'

(۲۷) اصاب المجیب نمقه الفقیر ابوالفرح عبید الحامد محمد علی السنی القادری الحامدی الانولوی غفرلہ' ذنبه الجلی والخفی مولاہ العلی القوی امین

(۲۸) الجواب صواب والمجیب مثاب و علی من خالفه اشد العذاب وسوء العقاب فقیر ابو الظفر محب الرضا محمد محبوب علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہ ربّه القوی

(۲۹) بیشک حسام الحرمین حق ہے اور اس میں جن اشخاص کی بابت فتوائے کفر ہے وہ صحیح ہے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اسے مانیں اور اس پر عمل کریں۔واللہ تعالیٰ اعلم و علمه جل مجده اتم واحکم۔

الفقیر حشمت علی السنی الحنفی القادری البریلوی غفرلہ' الولی

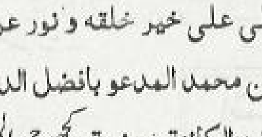
مہر پڑھی نہیں گئی

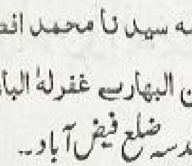
فتویٰ آستانہ کچھوچھہ مقدسہ

(۳۰) الجواب بعون اللہ الوھاب اقول و باللہ التوفیق بیشک مرزا غلام احمد قادیانی دعوائے نبوت کر کے کافر ہوا۔ بلا شبہ رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھوی و اشرف علی تھانوی و قاسم نانوتوی نے سرکار الوہیت و دربار رسالت میں گستاخی اور منہ زوری کی جس کی بنا پر مردود بارگاہ ہوئے اور ذریت ابلیس میں پناہ پایا علمائے حرمین طیبین نے جو فتویٰ ان کے حق میں صادر فرمایا ہے جس کا لفظ لفظ صحیح اور نقطہ نقطہ حق و درست ہے۔ جس کا انکار نہ کرے گا مگر جاہل یا منافق اسی بنا پر ہم ان لوگوں کو کافر و مرتد جانتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں اور ہر وہ شخص جو اپنے مسلمان ہونے کا مدعی ہو اس پر فرض ہے کہ ان گستاخان بارگاہ محبوب ذی الجلال و الجاہ کو کافر جانے اور دل میں ایسا ہی اعتقاد رکھے کہ من شك فی كفره و عذابه فقد كفر فقہائے کرام کا قانون ہے۔ هذا ما عندی والعلم عند الله سبحٰنه وتعالیٰ وعلمه اتم و احكم وصلی الله تعالی علی خیر خلقه و نور عرشه سیدنا محمد افضل العالمین۔ كتبه العبد المسكین محمد المدعو بافضل الدین البهاری غفرلهٗ الباری۔ امین الافتاء فی الجامعة الاشرفیه الكائنة بحضرة کچھوچھہ المقدسہ ضلع فیض آباد۔

(۳۱) نعم الجواب وحبذ التحقیق و بالقبول والاتباع حری حقیق والله تعالیٰ اعلم وانا العبد الفقیر السید احمد اشرف القادری الشتی الاشرفی الجیلانی كان له الفضل الربانی۔

(۳۲) لاریب ان فتاوی علماء الحرمین المحترمین فی تكفیر هؤلاء المذكورین صحیحة وانا الفقیر ابو المحامد السید محمد الاشرفی الجیلانی عفا عنه الله الصمد





(۳۳) انا مؤید لما اجاب ارتدوا بعد ایمانهم کافرین وما افتی به علماءَ نا من الحرمین المنوّرین صلّی اللّٰه تعالیٰ علی مُنوّر هما واله و صحبه وبارك وسلم فهو حق صحیح لا نشك فیه اصلا ولا ینبغی ان یریب فیه احد بعد ان شهد ان لا اله الا اللّٰه وان محمد رسول اللّٰه کیف لا وانهم کذبوا اللّٰه و رسوله فهم الذین امنوا با فواههم ولم تؤمن قلوبهم وماقدروا اللّٰه حق قدره فختم اللّٰه علی سمعهم و علی ابصارهم غشاوة ولهم عذاب عظیم۔ قاله بفمه و حرره بیده الفقیر معین الدین احمد غفرله الاحد صدر المدرسین فی الجامعه الاشرفیه۔

(۳۴) لله در المجیب المصیب فی ما اظهر الحق وبین ان اولئك المذکورین قد کفروا باللّٰه العظیم فلااعتذار لهم بعد ان کفروا بعد ایمانهم وهذا اعتقادنا انهم اتبعوا الشیطان فامتثلوا ما امرهم واتخذُوه ولیّا ومن یتخذ الشیطان ولیا فسَاء ولیہ قاله بفمه وحرره بید العبد المسکین ابوالمعین السید محی الدین الاشرفی الجیلانی المتوطن فی الکچھوچھة المقدسة۔

اشرفی جیلانی
ابوالمعین محی الدین

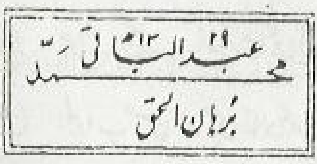
(۳۵) الجواب صحیح سید حبیب اشرف

(۳۶) الجواب صحیح فقیر محمد سلیمان اگرپوری

فتوائے حضرات جبلپور

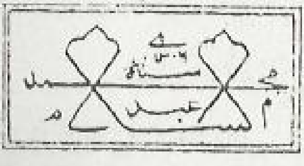
(۳۷) فتاوی مبارکہ حسام الحرمین بے شبہ حق وصواب مطابق سنت وکتاب ہے۔ اس کا ماننا اس کے ارشادات جلیلہ کو عین مطلوب شرع مطہر اور اصول ومقاصد مذہب حق سے جاننا اس کے مطابق عقیدہ رکھنا عمل رکھنا مسلمانوں پر فرض اور ان کے کامل الایمان صحیح الاعتقاد سچے پکے سنی مسلمان ہونے کی دلیل اور فرمان الٰہی جل وعلا "فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللّٰہ والرّسول ان کنتم تؤمنون باللّٰہ والیوم الاخر ذلک خیر واحسن تاویلا"۔ کی عین تعمیل ہے اور اسکا انکار اس سے انحراف مذہب حق وہدایت اور عقائد اہل سنت واجماع ائمہ ملت سے انحراف اور حدیث شریف "اتبعوا السواد الاعظم" کے صریح خلاف اور تہدید نبوی "من شذ شذ فی النار" اور وعید شدید قرآنی "و من یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولی و نصلہ جھنم وساءت مصیرا" کے تحت حکم اپنے داخل ہونے کا اعتراف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ عزمجدہ' اتم و احکم

کتبہ الفقیر عبدالباقی محمد برہان الحق
القادری الرضوی الجبلفوری غفرلہ



(۳۸) الجواب صحیح

محمد عبدالسلام ضیاء صدیقی
حنفی قادری برکاتی رضوی مجددی جبلپوری غفرلہ



فتوائے دربار علی پور شریف

(۳۹) حسام الحرمین کے فتاوے حق ہیں اور اہل اسلام کو ان کو ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔ جو شخص ان کو تسلیم نہیں کرتا وہ راہ راست سے دور ہے۔ حضرت رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان مبارک میں جو شخص عمداً وسہواً بھی گستاخی کرے اور آپ کی ادنیٰ توہین وتنقیص کا تقریراً یا تحریراً مرتکب ہو وہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے۔ جو شخص اس کافر اور بے ایمان کو مسلمان سمجھتا ہو وہ بھی اسی کا حکم رکھتا ہے۔ ''اھانۃ الانبیاء کفر'' عقائد کا صریح مسئلہ ہے اور رضا بالکفر بھی کفر ہے۔ جیسا کہ کتب اسلامیہ میں باتفاق جمہور علمائے متقدمین ومتاخرین مرقوم ہے اس لیے ان اشخاص سے جو کہ حضرت رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام یا دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی اہانت کریں نفرت وبیزاری ضروری ولازمی امر ہے۔

الراقم جماعت علی عفا اللہ عنہ بقلم خود از علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ پنجاب۔

(۴۰) الجواب صحیح محمد حسین عفاء اللہ عنہ مہتمم مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں

(۴۱) جواب صحیح ہے۔ محمد کرم الٰہی بی۔اے سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیداں

(۴۲) الجواب حسن العاصی خان محمد بقلم خود مدرس اوّل مدرسہ اسلامی ٹولہ ضلع اٹک۔

(۴۳) الجواب صحیح محمد کامران بقلم خود

فتوایٔ سرکار اعظم اجمیر مقدس

(۴۴) یہ لوگ ان اقوال خبیثہ کی وجہ سے کافر و مرتد خارج از اسلام ہیں۔ایسوں کے بارے میں ارشاد ہوا کہ "من شك فی كفره عذابه فقد كفر" جو ان کے اقوال پر مطلع ہو کر ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔فتاوائے علمائے حرمین کریمین بلا شبہ حق ہیں۔اور اتباع ان کا اہم الفرائض اور ان کا ماننا بہت ضروری۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر ابو العلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ

محمد امجد علی اعظمی رضوی ۱۳۲۹ھ

(۴۵) بیشک دعوائے نبوت کفر اور گستاخیاں شان اطہر ﷺ میں کفر اور ارتداد اور خدائے عزوجل صادق وسبحان کو کذب کا عیب لگانا کفر صریح علی ہذا علم اقدس نبوی ﷺ کو شیطان ملعون کے علم سے کم بتانا موجب لعنت وکفر نیز حضور اقدس وانور ﷺ کو ملعون کے علم اعلیٰ کو مذکورہ اشیاء کے علم سے تشبیہ دینا توہین علوم نبوی اور موجب ارتداد وکفر۔اور ان کفریات کا قائل اور یہ اشخاص جن کی کتب مطبوعہ سے اس قسم کے عقائد ثابت ہیں۔حسب فتاوائے علمائے حرمین شریفین نہ محض بے ادب اور گستاخ بلکہ خدا اور رسول کے دشمن اور بقاعدہ شرعیہ کافر و مرتد ہوئے۔واللہ تعالیٰ اعلم

امتیاز احمد انصاری مفتی دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف۔

(۴۶) بے شک ان اقوال کا قائل ومعتقد کافر ہے اور فتاوائے حرمین حق ہے۔

محمد عبد المجید عفی عنہ مدرس دار العلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف۔

(۴۷) ان كان ذلك فذلك عبد الحی عفی عنہ مدرس دار العلوم عثمانیہ اجمیر شریف۔

(۴۸) الجواب صحیح فقیر غلام علی عفی عنہ

(۴۹) لاریب فیما صرح فی کتاب حسام الحرمین المکرمین الشریفین فالعمل بہ واجب فقیر محمد حامد علی عفی عنہ

(۵۰) جواب صحیح ہے۔غلام محی الدین احمد عفی عنہ بلیاوی

(۵۱) جواب صحیح ہے۔فقط احمد حسین رامپوری عفی عنہ

(۵۲) الجواب صحیح قاضی محمد احسان الحق نعیمی مفتی بہرائچ شریف

(۵۳) ما اجاب بہ المجیب اللبیب فھذا ھو الحق الصریح

احمد مختار الصدیقی صدر جمیعت علمائے صوبہ بمبئی۔

(۵۴) الجواب صحیح ابو الھدے محمد عظیم اللہ علمی عفی عنہ

(۵۵) اصاب من اجاب ابو الحسنات سید محمد احمد رضوی قادری الوری۔

(۵۶) اصاب من اجاب خادم الفقراء ظہور حسام غفرلہ

(۵۷) ختم نبوت کے بعد دعوائے نبوت کفر،توہین سرکار رسالت کفر بلکہ اعظم الکفریات والعیاذ باللہ حررہٗ الفقیر محمد عبد القدیر قادری (بدایونی فرزند حضرت تاج الفحول رحمۃ اللہ علیہ)

(۵۸) اشخاص مذکورہ کافر و مرتد اور فتوائے حسام الحرمین واجب العمل

فقیر سید غلام زین العابدین سہسوانی

(۵۹) حسام الحرمین الشریفین بلاشک صحیح اور اس پر عمل لازم۔

فقیر محمد فخر الدین بہاری پورنوی غفرلہ

(۶۰) جواب صحیح ہے۔فقیر اسد الحق مرادآبادی عفی عنہ

(۶۱) حسام الحرمین میں جو کچھ لکھا ہے سب برحق ہے۔فقیر محمد محسن عفی عنہ

(۶۲) فتاوی حسام الحرمین الشریفین بلاشبہ حق ست وبران عمل کردن از ضروریات دین ست۔ فقیر غلام معین الدین بہاری عفا عنہ الباری

(۶۳) من اعتقد او تفوہ بقول من الاقوال المذکورۃ فھو کافر بلا شبھۃ ومن شک فی کفرہ فقد کفر حسام الحرمین صحیح حق و العمل بہ واجب واللہ اعلم

الفقیر الحافظ عبدالعزیز المرادآبادی غفرلہ اللہ ذوالایادی

(۶۴) فتاوے حسام الحرمین بلاشبہ حق ہے اور اس پر عمل واعتقاد اہم الفرائض۔

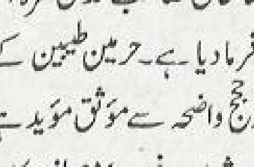
غلام سید الاولیاء محی الدین الجیلانی۔ المتعوّذ باللطف الرحمانی علی گڑھی

فتوای دارالافتائے مراد آباد

(۶۵) حسام الحرمین ہندوستان کے فخر وعزت حضرت عظیم البرکت خاتم الفقہاء شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا الحاج المولوی الشاہ محمد احمد رضا خان صاحب قدس سرہ العزیز کا محققانہ فتوی ہے۔ جس میں بیدینان ہند کے کفر کا حکم فرمادیا ہے۔ حرمین طیبین کے نامدار فاضل نے اس کی تصدیقیں فرمائی ہیں۔ براہین ساطعہ وحجج واضحہ سے موثق مؤید ہے۔ اہل حق کو اس کے حق ہونے میں شبہ نہیں کہ وہ حکم صاف ہے۔ شریعت غرائے مصطفویہ کا علی صاحبہا الف الف صلاۃ و سلام و تحیۃ واللہ سبحانہ اعلم کتبہ العبد المعتصم بحبلہ المتین محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین۔

(۶۶) ما اجاب بہ سیدی فھو حق صراح عمر النعیمی

(۶۷) الجواب صحیح محمد عبدالرشید غفرلہ المجید



فتوائے مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

(۶۸) حسام الحرمین جو فتوی علمائے حرمین شریفین ہے۔ وہ سرتا پا حق و بجا ہے اور جن اقوال پر فتوئ دیا گیا ہے فریقین میں منصف کو ان کی کتابوں سے ان اقوال کو مطابق کر کے دیکھنا کافی ہے اور معاند کو تمام قرآن بھی پڑھ لے نفع نہیں بخشتا۔ اللہ جل شانہ مسلمانوں کو توفیق انصاف دے اور ان بیدینوں سے اپنی امان میں رکھے۔ فقط

ابو محمد دیدار علی عفا اللہ عنہ

ابو محمد سید محمد دیدار علی رضوی مجددی قادری
سابق مفتی مسجد جامع شاہی اکبرآباد۔ الحال خطیب
و مدرس مسجد وزیر خان واقع دار الخلافہ لاہور
سنہ ۱۳۲۱ ہجری

(۶۹) نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم۔ لاریب حسام الحرمین مجموعہ فتاوے علمائے حرمین طیبین زادالله لهما تعظیما و شرفا حق و بجا ہے۔ اور جملہ مسلمانان عالم کا فرض اولین ہے کہ اسکو مانیں اور حق جانیں۔ قالہٗ بفمہ و نمقہ بقلمہ العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی ابوالبرکات سید احمد سنی حنفی قادری رضوی الوری مدرس دار العلوم حنفیہ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

نقوی سید احمد
سراج اہل

(۷۰) الجواب صحیح سید فضل حسین نقشبندی مجددی قادری گجراتی۔

(۷۱) الجواب صحیح سید عبدالرزاق نقشبندی مجددی حیدرآبادی۔

(۷۲) ذلک کذالک انا مصدق لذلک نور محمد قادری دولوی شیخوپوری

(۷۳) ھذا الجواب صحیح مفتی محمد شاہ پونچھوی۔

(۷۴) الجواب المذکور صحیح عبدالغنی ہزاروی کارکری

(۷۵) الجواب صحیح محمد مقصود علی عفی عنہ

(۷۶) الجواب صحیح خاکسار حاجی احمد نقشبندی عفی عنہ

(۷۷) ھذا الجواب صحیح محمد عبدالغنی لاہور

فتوائے مدرسہ فیض الغرباء آرہ

(۷۸) بلاشبہ ایسے عقائد والے کافر و مرتد ہیں۔ اس لئے کہ ان میں توہین و تنقیص شان اللہ ورسول ہے یہ لوگ اس آیت کریمہ کے سزاوار ہیں قُلْ اَبِاللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ وَرَسُوْلِہٖ کُنْتُمْ تَسْتَھْزِءُوْنَ۔ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ یعنی کہہ دیجئے اے نبی ان سے کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد عالمگیری میں یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بمالا یلیق بہ او نسبہ الی الجھل او العجز او النقص الخ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اسے جہل یا عجز یا کسی ناقص بات کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے اسی طرح جو اسے اچھا سمجھے یا اس پر راضی ہو وہ بھی کافر ہے۔ ''اعلام'' میں ہمارے علمائے اعلام سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول ہے۔ من تلفظ بلفظ الکفر یکفر (الی قولہ) و کذا کل من ضحك علیہ او استحسنہ او رضی بہ یکفر جو کفر کا لفظ بولے کافر ہوا، اسی طرح جو اس پر ہنسے یا اسے اچھے سمجھے یا اس پر راضی ہو کافر ہو جائے گا، میں نے حسام الحرمین کو شروع سے آخر تک دیکھا ہے۔ جو کچھ اس میں ہے صحیح ہے۔ مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا واجب ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد ابراہیم عفی عنہ آروی حنفی قادری رضوی مدرس مدرسہ فیض الغرباء آرہ۔

(۷۹) بیشک ایسے عقائد کفریہ کے کا قائل کافر ہیں، میں نے حسام الحرمین کو دیکھا ہے صحیح ہے۔اس پر مسلمانوں کو عمل کرنا چاہیے۔

فقط محمد عبد الغفور عفی عنہ مدرس اول مدرسہ فیض الغرباء آرہ

(۸۰) صح الجواب محمد اسمٰعیل عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض الغرباء آرہ ضلع شاہ آباد۔

(۸۱) صح الجواب محمد نور القمر عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض الغرباء آرہ

(۸۲) الجواب صحیح فقیر محمد حنیف حنفی آروی عفی عنہ

(۸۳) الجواب صحیح سلطان احمد آروی عفی عنہ

(۸۴) الجواب صحیح محمد نعیم الدین عفی عنہ

(۸۵) اصاب من اجاب عبد الحکیم آروی عفا اللہ عنہ

(۸۶) الجواب صحیح فقیر محمد عبد المجید غفرلہ الحمید رضوی آروی

(۸۷) الجواب صحیح عبد الرحمٰن دربھنگوی

(۸۸) اصاب من اجاب محمد حنیف مدرس مدرسہ فیض الغرباء آرہ،

(۸۹) اصاب من اجاب محمد نصیر الدین آروی عفی عنہ

(۹۰) الجواب صحیح محمد غریب اللہ عفی عنہ مدرس مدرسہ فیض الغرباء آرہ۔

فتوائے بانکی پور پٹنہ

(۹۱) فتاوے حرمین طیبین ضرور حق ہیں۔جن کی حقیقت میں اصلاً شبہ نہیں اس کی حقیقت پر آفتاب سے بھی روشن تر دلیل یہ ہے کہ ان اقوال کے قائلوں نے اس کے مقابل نہ صرف سکوت ہی کیا بلکہ حکم میں اتفاق کیا جس کا مجموعہ ایک مستقل رسالہ میں بنام الختم علی لسان الخصم دیو بند میں چھپ چکا ہے۔جس میں انہوں نے تصریح کی کہ بے شک ایسے اعتقاد وخیال واقوال والے کافر ہیں۔رہی یہ بات کہ ایسے اقوال کن لوگوں کے ہیں جن پر باتفاق علمائے بریلی وہابی دیو بند کفر کا فتوے ہے۔ان مطبوعہ کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے جن کا حوالہ ''حسام الحرمین'' میں ہے۔جسے چھپے ہوئے بیس سال ہو گئے۔کیا قادیانیوں کے ارتداد اور حضور اقدس ﷺ کی توہین کرنے والے کے کفر جیسے اتفاقی مسئلہ میں بھی استفسار وسوال کی ضرورت ہے۔

واللہ اعلم

محمد ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ

محمد ظفر الدین قادری رضوی
ملک العلما فاضل بہاری

فتوائے سیتا پور

(۹۲) صورت مسئولہ میں جن لوگوں کے نام لکھے گئے ہیں وہ ہر ایک شخص اپنے اقوال کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج اور جو شخص ان کے اقوال پر واقفیت تامہ رکھتے ہوئے ان کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں جانتا یا کچھ شک رکھتا ہے وہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔کتاب مستطاب حسام الحرمین الشریفین حق ہے اور علمائے حرمین شریفین نے جو فتوے دیا ہے۔وہ قطعاً یقیناً حق ہے۔اس حسام الحرمین کو غلط نہ جانے گا مگر وہ شخص اپنے پیارے جان سے زیادہ عزیز ایمان سے ہاتھ دھوئے گا۔اس فتاویٰ مبارکہ کے حق ہونے میں اور اس کے

مسائل کے حق ہونے میں شک کرنا سراسر ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔ اللہ عزوجل اپنے پیارے حبیب ومحبوب طالب ومطلوب دانائے کل غیوب کے صدقہ اور طفیل میں ہر ایک مسلمان کو اس مبارک فتوے پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور عامہ مسلمین کو ان عقائد باطلہ سے اپنے حفظ وایمان میں رکھے۔ اوران دشمنان دین کی ظاہری تقویٰ وطہارت پر والہ وشیدا ہونے سے بچائے۔ یہ اشخاص مذکورہ بالا اسلام سے کوسوں دور ہیں ان کی نماز وروزہ سب نامقبول اور عند اللہ تعالےٰ یہ مشرکین ونصارے سے بدتر۔

واللہ الموفق للحق والصواب وما علینا الا البلاغ۔

فقیر سید ارتضا حسین قادری برکاتی خادم سجادہ برکاتیہ مارہرہ ضلع ایٹہ

وارد حال ضلع سیتاپور۔ اودھ

فتوائے ریاست جلال آباد

(۹۳) مجموعہ حسام الحرمین یقیناً حق ودرست ہے۔ اور اس کی تصدیقات میں علمائے آفاق کا اتفاق اس کی حقانیت پر آفتاب سے زیادہ روشن برہان ہے۔ صرف چند نجدی خیالات والے توہم پرست اگر انکار کریں تو حضور سید المرسلین ﷺ کے خادمان والا کو کچھ ضرر نہیں دے سکتا مولیٰ تعالےٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ مجموعہ حسام الحرمین پر عمل کر کے سچے پکے مسلمان اور صاحب ایمان رہیں۔ واللہ تعالےٰ اعلم

محمد اسمٰعیل محمود آبادی مفتی ریاست جلال آباد ضلع فیروز پور پنجاب

فتوائے اپوکھریا ضلع مظفر پور

(۹۴) رب زدنی علما حسام الحرمین ایک معتبر اور مستند واجب العمل فتویٰ ہے۔اس کی مفتی علام وحید العصر فرید الدہر مفتی اسلام مرجع عام امام انام بیخکن نجدیاں صف شکن بدمذہبان ہیں اور اس کے مصدقین عالیمقام و مقرظین اعلام علمائے بلد اللہ الحرام اور ساکنان بلدۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ جزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء عنا وعن سائر المسلمین ان خبثائے مذکورین فی السوال کے اقوال ملعونہ ان کی خباثت باطنی کا نمونہ ہیں۔اے اللہ مجھے اور میرے سب سنی بھائیوں کو ان کے کید سے بچا۔بجاہ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم امین یارب العلمین حسام الحرمین سنی مسلمانوں کا دستور العمل ہے۔ہر سنی اس کو اپنا دستور العمل بنائے اور جس سے بچنے اور دور رہنے کو یہ رسالہ کہتا ہے اس کو اپنے سے دور کردے گو اپنا ہی کیوں نہ ہو۔ھذا بیان للناس وھدی و موعظۃ و بشری للمومنین واللہ تعالیٰ اعلم وعندہ ام الکتاب۔

خادم مفتی الاسلام ابوالولی محمد عبدالرحمٰن مجی ناظم نورالاسلام پور

کھریا محلہ نورالحلیم شاہ۔شریف آباد ڈاکخانہ رائپور ضلع مظفر پور۔

(۹۵) الجواب صحیح و المجیب نجیح فقیر رشید احمد عرف صاحبجان مکیاوی در بھنگوی کان اللہ ورسولہ

(۹۶) زہے کتاب مبارک حسام الحرمین ست کہ مزین بتصدیقات علمائے حرمین طیبین ست۔دران لغو و دروغ بنظر نمی آید مگر کسے را کہ قائل کذب خدائے قدوس باشد وصف حقانیت او از من میرسید بر حقیقت او گواہ عادل کلام اہل حرم را بہ ہند۔

محمد عطاء الرحمٰن المتخلص بعطا عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ نورالہدے پوکھریا۔

(۹۷) حسام الحرمین کتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین قہر رب العالمین علی

المرتدین من الوھابیین والنجدیین والقادیین خذلھم اللہ انی یوفکون

محمد ولی الرحمٰن غفرلہ المنان قادری رشیدی علیمی حلیمی مدرس اول مدرسہ نور الہدے اپوکھریا۔

(۹۸) صدق المجیب محمد شفاء الرحمٰن قادری رضوی کان اللہ لہ مدرس سوم مدرسہ نور الہدے پوکھریا

(۹۹) الجواب حق والمجیب محق شرف الدین مدرس اول مدرسہ نور العلوم واقع کومان۔

(۱۰۰) کتاب حسام الحرمین کے ہر مسئلہ پر مسلمان کو عمل کرنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب محمد رحیم بخش قادری رضوی عفی عنہ

(۱۰۱) فتاوی حرمین شریفین زادھما اللہ شرفا تعظیما کا ہر فتوی محقق وواجب العمل ہے رہے مخالفین تو لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم ہیں۔

محمد حبیب الرحمٰن مدرس چہارم مدرسہ نور الہدے اپوکھریا

(۱۰۲) مجیب محقق کا جواب لاجواب ہے فقیر عبد الکریم بلیاوی

(۱۰۳) حسام الحرمین صارم ہندی بر گردن بدمذہبی ہے۔ فقیر عبد الحفیظ در بھنگوی غفرلہ

(۱۰۴) الجواب لا ریب فیہ فقیر ابو الحسن مظفر پوری عفی عنہ

فتوائے ریاست بہاولپور

(۱۰۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم سیدنا ومولانا محمد معدن الجود والکرم والہ وصحبہ اجمعین الیٰ یوم الدین۔ اما بعد اشخاص مذکورین فی السوال اعنی مرزا غلام احمد قادیانی وقاسم نانوتوی ورشید احمد گنگوہی وخلیل احمد انبیٹھوی واشرف علی تھانوی بلا شک وشبہ اپنے اقوال ملعونہ خبیثہ مجموعہ کفر وضلال کے باعث یقیناً کافر ومرتد ہیں اور جو شخص ان کے اقوال کفریہ پر

مطلع ہونے کے بعد بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں توقف کرے وہ بھی
کافر و مرتد ہے کتاب مستطاب حسام الحرمین شریف میں علمائے کرام و مفتیان عظام حرمین
شریفین زادھما اللہ شرفا و تعظیما کے جو فتاوے مبارکہ مقدسہ ہیں وہ بالکل حق و صحیح ہیں
اور مسلمانوں کو ان کا ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔ذلك ما عندی
واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم والصلوٰۃ والسلام علی
حبیبہ الاکرم سیدنا و مولانا محمد معدن الجودو الکرم والہ و صحبہ اجمعین
الیٰ یوم الدین۔ کتبہ عبدہ المذنب الفقیر ابو محمد محمدن المدعو بغلام
رسول البہاولفوری عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ النبی الامی والہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وعلیہم وسلم۔

فقیر غلام رسول محمدی سنی عفی عنہ
حنفی قادری رضوی بہاولپوری

فتوائے گڑھی اختیار خان بہاولپور

(۱۰۶) حسام الحرمین استفتاء کا کافی جواب اور سراسر حق و صواب ہے۔اور میں نہ عالم
ہوں اور نہ مفتی ،صرف سرکار ابدقرار مظہر اتم لاسم اللہ الاعظم سمیع بصیر علیم
و خبیر ہر غائب وحاضر در ہر زمان و مکان حاضر و ناظر سید المرسلین محبوب رب
العلمین قاسم ارزاق اولین و آخرین المنزہ عن ادناس البشریۃ والماء و الطین صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین و بارك وسلم الیٰ یوم الدین کا نعت
خوان اور سگ آستان حضرت حسان ہوں۔الحمد للہ علی احسانہ۔توہین انبیاء و مرسلین
صلوات اللہ علیہم اجمعین متفق علیہ کفر ہے۔

حضرت مولانائے روم رحمہ القیوم کے ایک شعر پر جو مثل شیر زحملہ آور ہے ختم کرتا ہوں:

کیست کافر غافل از ایمان شیخ

کیست مردہ بیخبر از شان شیخ

ایک دو اور بھی سن لیجئے:

کافران دید ند احمد رابشر

چوں ندید ند ازوے انشق القمر

ہاں وہاں ترک حد کن مہاں

ورنہ ابلیسے شوی اندر جہاں

فقط عبد النبی المختار محمد یار فریدی محمدی معینی چشتی قادری۔

بقلم خود از گڑھی اختیار خاں ریاست بہاولپور۔

فتوائے کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ

(۱۰۷) الجواب و بالله التوفيق فتاوی حسام الحرمین میں نے خود دیکھا مفتیان اعظم نے جو کچھ لکھا ہے بالکل صحیح و درست۔ اہل اسلام کو ان فتاویٰ کا ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔ کتبہ ابو یوسف محمد شریف الحنفی الکوٹلوی عفا اللہ عنہ۔

(۱۰۸) حسام الحرمین میں جو فتوے مندرج ہیں وہ حق اور صواب ہیں جو ان کو نہ مانے خود کافر اور بیدین ہے۔ ابو الیاس امام الدین حنفی قادری رضوی عفی عنہ از کوٹلی لوھاراں ضلع سیالکوٹ۔

(۱۰۹) الجواب صحیح ابو صالح سید میر حسین امام مسجد کوٹلی لوہاراں۔

فتوائے کھڑوٹہ سیداں ضلع سیالکوٹ

حسام الحرمین نہایت صحیح فتاوٰے کا مجموعہ ہے علمائے حرمین کی اتباع ضروری ہے۔ جو نقائص سوال میں درج ہیں وہ واقعی کفریات ہیں خداوند قدوس پر جھوٹ کی تہمت لگانا صریح کفر ہے العیاذ باللہ علی ھذ القیاس حضور پر نور شفیع یوم النشور ﷺ کی توہین خواہ کسی طرح ہو کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہٗ اتم

الفقیر السید فتح علیشاہ القادری عفی عنہ من مقام کھڑوٹہ من مضافات سیالکوٹ

فتوائے چتوڑ۔ راجپوتانہ

(۱۱۱) بیشک فتاوٰے حسام الحرمین حق ہیں اور ان میں جن جن کو کافر کہا گیا وہ واقعی کافر ہیں ہر مسلمان کو ان کا ماننا ضروری ہے۔ بلکہ ان کا کفر ایسا کھلا ہوا ہے کہ بقول علمائے کرام ان کے اقوال سے واقف ہو کر بھی جو شخص ان کے کفر پہ شک کرے وہ بھی کافر ہے اور حسام الحرمین میں تو ان خبثاء کے اقوال کی عبارتیں ان کی اصل کتابوں سے صفحہ بصفحہ نقل کردی گئیں جن کو دیکھ کر ہر منصف حق و باطل میں تمیز کر سکتا ہے اور مسلمانوں کو ایسے خبثاء سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ ھذا ھو الحق الصریح وخلافہ باطل قبیح واللہ تعالیٰ اعلم

الفقیر عبدالکریم غفرلہ المولے الرحیم۔ چتوڑی

فتوائے مفتی لدھیانہ

(۱۱۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد: استفتاء میں جو کچھ درج ہے وہ سب صحیح ہے۔ تمام مسلمانان اہلسنت وجماعت کو کتاب مستطاب حسام الحرمین کے مندرجہ فتاوٰے کو مان کر ان پر عمل پیرا ہونا لازم ہے اس کے سوا

ایک دیگر کتاب ''تقدیس الو کیل عن توھین الرشید و الخلیل '' مصدقہ علماء مفاتی ائمہ اربعہ حرمین شریفین زاد ھما اللہ شرفا و تعظیماً میں بھی اسی طرح لکھا ہے جیسے کہ کتاب حسام الحرمین ، یہ بات طے شدہ ہے کہ عقائد واقوال مندرجہ استفتاء کلمات کفریہ ہیں۔پس تمام مسلمانان اہل سنت و جماعت کو حدیث شریف فایا کم وایا ھم اور آیات وَاِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ اور وَلَا تَرۡکَنُوۡۤا اِلَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ پر عمل کر کے ان مذکورہ بالا اشخاص اوران کے پیروؤں سے مقاطعہ کرنا ضروری ہے جب تک کہ وہ علی الاعلان تحریری توبہ نہ کریں۔واللہ اعلم بالصواب۔

فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لودھیانہ پنجاب۔

فتوائے دہلی

(۱۱۳) اس عاجز کا یہ کہاں زہرہ کہ حضرات علمائے کرام حرمین شریفین کے مخالف لب کشائی کر سکے ان حضرات نے جو کچھ فرمایا حق وواجب العمل ہے۔

فقط محمد مظہر اللہ غفرلہ امام مسجد فتحپوری دہلی۔

فتوائے مزنگ لاہور

(۱۱۴) باسمہ سبحنہ۔الجواب بعون الملک الوھاب فتاویٰ حسام الحرمین شریفین زادھما اللہ تشریفاً و تکریماً حق ہیں۔والحق احق واحری بالقبول اہل اسلام کو ان کا ماننا لازم بلکہ الزام ہے۔اوران پر عمل کرنا لابدی امر ہے۔مذکورۃ الصدر اشخاص ذِیابٌ فی ثِیابٍ ہیں۔ان سے اجتناب کلی ضروری ہے۔ھذا ما عندنا واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔وانا العبد المفتقر الی العزیز ابور رشید محمد عبدالعزیز عفا اللہ عنہ خطیب جامع مسجد مزنگ لاہور متصل چاہ چنڈالہ۔

(۱۱۵) فتاوے حرمین میں جو کچھ ہے چاہے کسی شخص یا کسی قول یا فعل کی بابت بیان اور حکم ہے، وہ سب مسلمانوں کو ماننا لازم اور واجب ہے۔ جیسا کہ مجیب مصیب نے تحریر فرمایا ہے۔

گل محمد امام مسجد مرزا احمد دین۔ محلہ چاہ بچھواڑہ۔ مزنگ لاہور

فتوائے سہاور ضلع ایٹہ

(۱۱۶) اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سب متبع ہیں اور اس بارے میں ان کی تصریحات وتحقیقات بلیغ کی طرف رجوع کرنا بہت کافی ووافی بہ نسبت اس کے کہ اب کسی سے جدید فتوے حاصل کئے جائیں۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

فقط رقیمہ ہیچمدان بلید محمد عبدالحمید عفی عنہ۔

فتوائے مدراس

(۱۱۷) حسام الحرمین کے فتاوے حق ہیں اور مسلمانوں پر ان کا ماننا لازم اور ضروری اور واجب العمل ہے۔ ان فتاویٰ کا انکار گمراہی ہے۔ واللہ اعلم

فقیر محمد خلیل الرحمٰن بہاری قادری حنفی رضوی مقیم مدراس۔

فتوائے بھیں ضلع جہلم

(۱۱۸) باسمہ سبحنہ حسام الحرمین میں جو کچھ لکھا ہے۔ عین حق ہے۔ دیوبندی جن کے سرگروہ خلیل احمد ورشید احمد ہیں۔ نجدی گروہ متبعین محمد بن عبدالوہاب نجدی سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ کیوں کہ نجدی تو پہلے ہی سے مسلمانان مقلدین سے الگ تھلگ ہو گئے۔ مسلمانوں کو ان کے عقائد خبیثہ سے آگاہی ہو گئی اور ان سے مجتنب ہو گئے۔ لیکن

دیوبندی حنفی وہابی نما حنفی مسلمانوں سے شکروشیر ہو کر گویا حلوے میں زہر ملا کر ان کو ہلاک کر رہے ہیں۔اعاذنا اللہ منھم اوراب تو ابن سعود نجدی کے مداح بن کر عملاً مسلمانوں سے انہوں نے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔بہرحال نجدیوں اور دیوبندیوں کے دلوں میں خدا و رسول خدا کی کچھ عظمت نہیں ہے۔امکان کذب باری کے قائل ہو کر انہوں نے توہین باری تعالےٰ کے جرم کا ارتکاب کیا۔حضور سرور عالم ﷺ کی تنقیص شان میں مشرکین سے بھی بڑھ گئے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم معاذ اللہ حیوانات اور مجانین کی طرح اور شیطان کے علم سے کم بتایا۔میلاد النبی کو کنھیا کے سوانگ سے تشبیہ دی اور میلاد کرنے والوں کو مشرک کہا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:''لا یؤمن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین''اور چوں کہ ان لوگوں کے دلوں میں حب رسول ﷺ کا ذرہ بھی موجود نہیں۔اس لئے یہ خارج از اسلام اور کافر ہیں۔جیسا کہ علمائے حرمین شریفین کا مدلل ومفصل فتویٰ ان کی نسبت صادر ہو چکا ہے۔

والسلام خاکسار ابوالفضل محمد کرم الدین عفا اللہ عنہ

ازبھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم

(۱۱۹) الجواب صحیح احمد دین واعظ الاسلام از باوستہائی ضلع جہلم۔

(۱۲۰) صح الجواب محمد فیض الحسن عفا عنہ (مولوی فاضل)

مدرس عربی گورنمنٹ ہائی اسکول چکوال ضلع جہلم

فتوائے سنبھل ضلع مرادآباد

(۱۲۱) مجموعہ حسام الحرمین میں نے از اول تا آخر دیکھا اس کے سب فتاویٰ حق اور اقوال معتبرہ ہیں۔اور کیوں نہ ہوں کہ اس میں ان علمائے کرام کی تحقیقات کے دریا اومنڈ رہے

ہیں جن کو علاوہ فضل وکمال کے فیض حضوری کا بھی شرف حاصل ہے۔واقعی غلام احمد قادیانی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی، اشرف علی تھانوی اپنے مذکورہ بالا اقوال کی بنا پر کافر ومرتد خارج از اسلام ہیں اور ان کے اقوال کی کفری مراد ایسی ظاہر ہے۔کہ ان میں کسی ایسی تاویل کی گنجائش نہیں جس سے ان کا اسلام ثابت ہو سکے۔لہٰذا جو شخص باوجود اقوال مذکورہ پر مطلع ہونے کے ان کو مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

کتبہ محمد اجمل القادری مدرس المدرسۃ الاسلامیۃ الحنفیۃ میں سنبھل۔

فتوائے دادوں ضلع علی گڑھ

(۲۲) الجواب وھوالموفق بالصدق والصواب کتاب حسام الحرمین بے شک درست اور بالکل صحیح اور بلاریب قابل عمل ہے۔جن جن اشخاص پر جو جو حکم بتایا گیا وہ میرے نزدیک یقیناً حتماً جزماً حق وصواب ہے۔اور وہ شخص بحکم شریعت غرائے محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ صاجہاو آلہٖ وبارک وسلم وکرم ایسے ہی ہیں اور جو شخص ان ملاعنہ کے اقوال خبیثہ پر یقینی اطلاع پاکر ان کو مسلمان جانے وہ کفر میں ان کا ساتھی ہے۔العیاذ باللہ العلی العظیم ان کی یہ بھیانک کالی بلا اس کو بھی لپٹ گئی۔واللہ سبحانہ وتعالےٰ بالصواب اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

وانا الفقیر القادری محمد المدعو بعماد الدین الجمالی غفرلہٗ

(۱۲۳) میں مجیب کی حرف بحرف تصدیق کرتا ہوں۔فقیر غلام محی الدین قادری جمالی غفرلہٗ

فتوائے شاہجہان پور

بے شک مرزا غلام احمد قادیانی مرتد و ملعون نے حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام کی شان اقدس میں سخت گستاخیاں اور دریدہ دہنیاں کی ہیں اور نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں نئے نبی آنے کو جائز اور ختم نبوت میں غیر محل ٹھہرایا اور رشید احمد گنگوہی نے امکان کذب باری کو تسلیم کیا بلکہ محمود حسن دیوبندی نے جسے وہابیہ شیخ الہند کا خطاب دیتے ہیں ہر عیب کا ذات باری میں امکان مانا اور خلیل احمد انبیٹھوی نے کتاب براہین قاطعہ مصدقہ رشید احمد گنگوہی میں علم اقدس کو شیطان کے علم سے کم بتایا اور اشرف علی تھانوی نے کتاب حفظ الایمان میں علم اقدس کو بچوں پاگلوں وغیرہ کے علم سے تشبیہ دی اور بہت کچھ خرافات بکے۔ جس کی بناء پر علمائے حرمین طیبین زادہما اللہ شرفا نے کفر کے فتوے دیئے جو حسام الحرمین میں سب موجود ہیں۔ حسام الحرمین کے فتاوے کے موافق ہر مسلمان کو عمل کرنا چاہیے بلا ریب یہ سب فتوے درست اور صحیح ہیں اور ان کے حق ہونے میں ذرہ برابر شک و شبہ نہیں۔

خادم الاطباء فقیر سلامت اللہ قادری رضوی عفی عنہ۔ از رنگین چوپال شاہجہان پور

فتوائے انکودر ضلع جالندھر

(۱۲۵) کتاب براہین قاطعہ مؤلفہ مولوی خلیل احمد و مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی صفحہ ۲ میں لکھا ہے۔ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے اور اس پر طعن کرنا مشائخ پر طعن کرنا ہے۔ اور اس پر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے۔ مذکورہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں امکان کذب کے قائل ہیں۔ اسی کتاب کے صفحہ ۵۱ میں ہے: شیطان و ملک الموت کی یہ وسعت علم نص سے ثابت ہے فخر عالم کی

وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ صفحہ ۵۲ میں ہے: ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ شیطان اور ملک الموت کا علم حضرت محمد ﷺ سے زیادہ ہے۔ اور یہ قرآن سے ثابت ہے۔ حضرت کی وسعت علم قرآن سے ثابت نہیں۔ دوسری عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم ملک الموت کے برابر بھی نہیں زیادہ ہونا تو علیحدہ ہے مولوی اشرف علی تھانوی حفظ الایمان صفحہ ۷ میں لکھتے ہیں اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ یہ اقوال باطلہ ہیں اور گمراہی پیدا کرنے والے ہیں۔ ہر مومن مسلمان کو ایسے بدعقیدے سے توبہ کرنی چاہیے۔ ان اقوال کا قائل اور ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص گمراہ ہے۔ حسام الحرمین کے فتاوے صحیح ہیں اور علمائے حق کے لکھے ہوئے ہیں۔ براہین قاطعہ کے دیگر مقاموں پر فاتحہ علی الطعام و میلاد شریف کو بھی ناجائز لکھا ہے یہ بھی غلط ہے۔ ایسی بیہودہ کتاب کا پڑھنا بھی درست نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق تو فتاوے مطبوعہ کثرت سے ہیں۔ جن میں ان کو قطعی کافر لکھا گیا ہے اور دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

فقیر سید محمد حنیف چشتی مفتی نکودر ضلع جالندھر

فتوائے مئو ضلع اعظم گڑھ

(۱۲۶) فتاوے مقدسہ حسام الحرمین بہت درست اور حق ہیں۔ صحیح العقائد مسلمانوں کو اس کا ماننا ضروری ہے۔ بدباطنوں کا ذکر نہیں۔

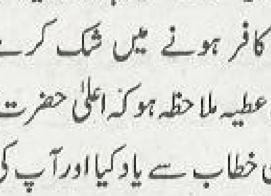
ابو المحامد احمد علی از مئو ناتھ بھجن ضلع اعظم گڑھ

ملخص از فتوائے معکر بنگلور

(۱۲۷) اہل ایمان کے لئے رسالہ قاہرہ حسام الحرمین حجت قوی ہے۔ اہل سنت اس رسالہ متبرکہ کے مطیع وفرمانبردار ہیں اس رسالہ بارقہ کا منکر وہابی دیوبندی قادیانی ہے۔ اس کے مصنف مجدد مائۃ حاضرہ صاحب حجت قاہرہ امام الحنفیہ شیخ الاسلام بحر العلوم علامہ زخار مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب قادری حنفی سنی بریلوی قدس سرہ ہیں۔ اس رسالہ پر ہم اہلسنت کو عمل کرنا واجب ہے۔ کیونکہ وہ ہم اہلسنت کے امام تھے۔ پس اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ پر اور آپ کی تصانیف پر اعتراض کرنے والا وہابی خبیث ہے اور وہابیہ کے لئے علمائے عرب بالخصوص مفتیان حرمین طیبین کا یہ فتوے ہے۔ ''من لم یکفر النجدیة الوهابیة فهو کافر'' جو شخص نجدیوں اور وہابیوں کو کافر نہ کہے تو وہ کافر ہے اور کفر بھی ایسا سخت کہ ''من شك فی کفرہ و عذابہ فقد کفر'' یعنی جو شخص وہابیوں دیوبندیوں کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کے کافر ہونے میں شک کرے تو وہ خود کافر ہے۔ فتاوی الحرمین اور فتوائے حرمین کا تازہ عطیہ ملاحظہ ہو کہ اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ کو علمائے عرب ومفتیان حرمین طیبین نے کن خطاب سے یاد کیا اور آپ کی ذات با برکات کی مغتنمات سے جانا اور آپ کے وجود پر افتخار فرمایا۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

حررہ الراجی لطف ربہ القوی



عبدالنبی الامی السید
حیدر شاہ القادری الحنفی
بھروالہ المقیم فی معکر بنگلور۔

فتوائے امروہہ ضلع مرادآباد

(۱۲۸) ان اقوال کے کفریہ ہونے میں جو حکم فتاوی حسام الحرمین میں دیا گیا ہے حق ہے۔ مسلمانوں کے لئے واجب الاعتقاد واجب العمل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد خلیل عفی عنہ مدرس مدرسہ اہلسنت وجماعت مسماۃ بمدرسہ محمدیہ حنفیہ امروہہ

(۱۲۹) علمائے حرمین شریفین کی رائے سے میں متفق ہوں۔ سید محمد عبدالعزیز

(۱۳۰) الجواب صحیح سید سعید احمد عفی عنہ مدرس سوم مدرسہ محمدیہ حنفیہ امروہہ

(۱۳۱) الجواب صحیح والمجیب مصیب عبدالحمید بقلم خود عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ محمدیہ حنفیہ امروہہ

ملخص از فتوائے کھنوڑہ ضلع ہوشیار پور

(۱۳۲) جو کچھ حسام الحرمین میں لکھا ہے بالکل صحیح و درست ہے۔ اس پر عمل کرنا مسلمان کو لازم بلکہ الزم ہے۔ مسلم مع نووی جلد اصفحہ ۱۰ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "یکون فی اٰخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباؤکم ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم" آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے بڑے دھوکے باز بڑے جھوٹے تمہارے پاس وہ باتیں لائیں گے جو نہ تم نے سنیں نہ تمہارے باپ دادا نے ان سے دور بھاگو انہیں اپنے پاس سے دور کرو، وہ تم کو گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تم کو فتنہ میں نہ ڈالدیں۔

حررہ الراجی لطف ربہ القوی امجد علی غفرلہ الولی۔

مقام کھنوڑہ ضلع ہوشیار پور پنجاب۔

فتوائے دیگر از لاہور

(۱۳۳) حامدًا ومصلیا جو شخص گنگوہی وتھانوی ودیوبندی مذکورین کا معتقد ہو وہ ضرور وہابی کافر ومرتد ہے۔اس کی کلمہ گوئی وقبلہ روئی وغیرہ کا کوئی اعتبار نہیں وہ "قولہ تعالےٰ ومن الناس من یقول آمنا باللہ و بالیوم الآخر وما ھم بمؤمنین" کا مصداق ہو کر اہل اسلام سے خارج ہو گیا۔گو بظاہر مسلمان کہلائے۔حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے آیات منافقین میں تمام گمراہ گر بدمذہب شامل فرمائے ہیں۔مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نباید داد دست

دیوبندی علماء آدم نما ابلیس ہیں۔مسلمانوں کو بولی بول کر کافر بناتے ہیں۔جیسے مثنوی میں فرماتے ہیں:

زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر

تا فریبد مرغ را آں مرغ گیر

ان لوگوں کا کفر والحادان کی تصنیفات مردودہ سے اظہر من الشمس ہے۔مسلمانوں پر حجت قائم ہوگئی۔اہل اسلام ایسے ڈاکوؤں سے ایمان بچائیں اوران کی چرب لسانی ووساوس شیطانی اور دھوکوں سے بچیں۔کتاب حسام الحرمین شریف ایسے ڈاکوؤں سے بچنے کے لئے نہایت عمدہ کتاب ہے بلکہ سپر ایمان ہے۔مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا فرض ہے۔اور جو شخص اس کو برا کہے اسے مردود وہابی دیوبندی سمجھیں۔اور مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوائے رسالت کھلم کھلا کیا۔اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سخت توہین کی،اس کے کفریات لا تعد ولا تحصی ہیں جو شخص ایسے ملحدوں کو کافر نہ جانے وہ خود کافر ہوتا ہے۔

فقیر صانہ القدیر محمد نبی بخش حلوائی لاہوری کان اللہ لہٗ

(۱۳۴) واقعی کتاب حسام الحرمین شریف پر عمل کرنا اہلسنت و جماعت کے لئے ایمان کی پر ہے جو اسے بُرا کہے وہ کاذب اور گمراہ گر ہے۔

سید مختار علی شاہ حال لاہوری

(۱۳۵) حسام الحرمین واقعی صحیح کتاب ہے۔ فی زماننا درستی ایمان کے لئے اس پر عمل کرنا ضروری ہے اور اس کا خلاف ضلالت در ضلالت ہے۔

محمد فضل الرحمٰن عفی عنہ

فتوائے وزیر آباد

(۱۳۶) واقعی ایسے عقائد والے شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہیں لہذا ایسے شخصوں کے ساتھ اہل اسلام کو مؤانست و مؤاکلت و مشاربت و مجالست کرنا شرعاً حرام ہے۔ دیو بندی ہو چاہے قادیانی ہو۔ "واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم ومن یضللہ فلا ھادی لہ" اور کتاب حسام الحرمین کو بندہ نے غور سے پڑھا ہے اور مطالعہ کیا ہے جوابات صحیح اور درست ہیں۔ اللہ تعالٰے مؤلف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

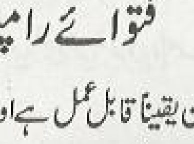
ابو المنظور خادم شریعت محمد نظام الدین ملتانی حنفی قادری سروری عفی عنہ

حال وارد وزیر آباد دروازہ موجدین۔

فتوائے رامپور

(۱۳۷) فتاوٰے حسام الحرمین یقیناً قابل عمل ہے اور صحیح ہے۔

محمد ریحان حسین العمری الجددی مدرس مدرسہ ارشاد العلوم



فتوائے کان پور

(۱۳۸) فتاوے حسام الحرمین واقعی علمائے حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً کے دستخط کردہ شدہ اور مصدقہ اور تحریر کردہ ہیں۔ان علماء میں سے اکثر کو میں جانتا ہوں۔ اس زمانہ میں جبکہ ابن سعود نا مسعود کے جور و تشدد کا زمانہ آیا تو ہندوستان کے غیر مقلدین وہابین کی بن آئی، انہوں نے اپنی ریشہ دوانی سے ان علماء سے جو بچ رہ گئے تھے ان کو اپنے دستگیر ابن سعود کے ذریعے سے انواع و اقسام کی تکالیف دلوائیں یہاں تک کہ بہت سے اہل مکہ و علمائے مکہ و طائف میں شہید کر دیئے گئے اور بہتوں نے حجاز کو چھوڑ دیا کوئی افریقہ میں اور کوئی یمن میں اور کوئی ملک جاوا میں جا کر امن پزیر ہوا۔ان فتاوے پر ہر مسلمان اہل سنت و جماعت کو عمل کرنا ضروری ہے۔اور جو مسلمان بعد اطلاع کے عمل نہ کرے گا۔یا شک کرے گا؟ انہیں وہابیوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔وما علینا الا البلاغ

ہر سنی مسلمان کا فرض ہے کہ ان فتاوے کے مطابق عمل کرے۔

واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم واللہ تعالےٰ اعلم

حررہ محمد مشتاق احمد عفاء عنہ الصمد سابق مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں

حالا نزیل کان پور مسجد رنگیاں مدرسہ دار العلوم۔

(۱۳۹) الجواب صحیح والمجیب مصیب العبد فقیر محمد غفرلہٗ الصمد مدرس مدرسہ احسن المدارس کانپور

(۱۴۰) جواب صحیح ہے اور مجیب نجیح ہے۔واقعی ان فتووں پر عمل کرنا ضروری ہے اور امور بالا کے معتقد کافر اور مرتد ہیں۔کتبہ محمد سلیمان عفا عنہ ذنوبہ خادم آستانہ احمدیہ کانپور

(۱۴۱) الجواب حق لا شك فیہ خادم العلماء ابو المکرم

محمد وسیم خان عفا عنہ المنان دار العلوم مدرسہ

فتوائے انولہ ضلع بریلی

(۱۴۲) نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلی اٰلہ و اصحابہ اجمعین کتاب مستطاب حسام الحرمین مصنفہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ رضی اللہ عنہ حق اور بلا ریب حق اور عین حق ہے۔اس کتاب کی جلالت اس کے صفحات پر ضیا سے ظاہر اس کی رفعت مکان اس کے اوراق پر فضا سے باہر جن علمائے اعلام و مقتدایان انام کے زریں دستخطوں سے مزین ہے وہ ہستیاں ہمارے لئے مایہء ناز ہیں اور ان کے مواہیر ہی اس کی تصدیق کے لئے مہر ہیں جو کچھ اس کتاب میں مسطور ہے وہ بالکل واقع کے مطابق مسائل شرعیہ کے موافق ہے۔مرزا غلام احمد قادیانی نے بیشک دعوائے نبوت کیا اس سے وہ مرتد ہوا۔خلیل احمد انبیٹھوی نے یہ اپنی کتاب براہین قاطعہ میں جس کی تصدیق رشید احمد گنگوہی نے کی۔رب ذوالجلال کو کذب پر قادر ہونا لکھا سید عالم ﷺ کے علم کو شیطان و ملک الموت کی وسعت علم سے کم بتایا۔اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں حضور کے علم کو زید و عمرو اور صبی و مجنون وحیوانات و بہائم کے علم کے برابر لکھا۔ہر مسلمان جس کے دل میں ایک ذرہ ایمان ہوگا۔وہ صاف اپنے ایمان سے فیصلہ کرلے گا۔آیا یہ کلمات شان اقدس میں توہین ہیں یا نہیں۔انہیں توہین آمیز کلمات کے قائلین پر علمائے حرمین طیبین نے کفر وارتداد کے فتوے دیئے تاکہ مسلمان ان کی ظاہری صورت کو دیکھ کر ان کے مکر وکید سے محفوظ رہیں۔

حررہ الفقیر القادری محمد عبدالحفیظ الحنفی السنی عفی عنہ ابن الحضرۃ عظیم البرکۃ مولنا المولوی الحافظ الحکیم الحاج محمد عبدالمجید القادری الانولوی البریلوی ادام اللہ علینا ظلالہ۔

(۱۴۳) الحمد للہ الذی نور قلوبنا بنور الایمان ووقانا من شر الفرقۃ الضالۃ المضلۃ الوھابیۃ و جمیع المرتدین واھل الطغیان و افضل الصلاۃ و اکمل

السلام علی النبی العالم مایکون وما کان المنزہ من کل عیب و نقصان و علی آلہ وصحبہ رفیع المکان واولیاء امتہ و علماء ملتہ ذوی الفضل والاحسان آمین بیشک کتاب لاجواب حسام الحرمین حق وصواب اور اہل سنت و جماعت کی جان کا ایمان اور ایمان کی جان دلوں کا سرور آنکھوں کا نور اور اللہ واحد قہار اور اس کے حبیب سید ابرار جل وعلا صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دشمنوں کے سروں پر غیظ وغضب کا پہاڑ ان کی آنکھوں میں غصہ وغم کا جلتا کھٹکتا انگار اور خار اور دلوں میں رنج والم کا خنجر آبدار ہے۔لاریب اس میں علمائے کرام ومفتیان عظام حرمین شریفین زادھما اللہ شرفا و تعظیما نے ان سرگروہ وھابیہ ملاعنہ مذکورین فی السوال اور غلام احمد مرزا قادیانی خذلھم اللہ تعالٰی فی الدنیا والآخرۃ پر ان کے عقائد خبیثہ فاسدہ واقوال کفریہ باطلہ کے سبب فتوائے کفر وارتداد دیا اور صاف صاف بالاتفاق فرمادیا اور حکم شرع سنادیا کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جوان خبثائے ملاعنہ کے اقوال کفریہ پر مطلع ہوکر ان کے کفر وعذاب میں شک کرے۔وہ بھی انہیں جیسا کافر ومرتد ہے۔اس لیے کہ اس نے اللہ عزوجل کی جلالت و عزت محمد رسول ﷺ کی عزت وحرمت کو ہلکا جانا اور ان کے بدگویوں کو کافر نہ جانا۔ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہ الحقیر الفقیر الی جناب القدیر محمد عبدالطیف القادری الحنفی السُنّی الانولوی البریلوی عفی عنہ وعن والدیہ بمحمد النبی الرؤف الرحیم علیہ وعلی آلہ و اصحابہ افضل الصلاۃ والتسلیم اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین آمین ثم آمین۔

فتوائے ہلدوانی ضلع نینی تال

(۱۴۴) حسام الحرمین شریف کے فتاوی سراسر حق وہدایت ہیں ان کا ماننا اوران پر عمل کرنا مسلمانوں کے لئے لازم وضروری ہے ان کا خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ بددین بندہ شیاطین واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

حررہ ابو الفیاض عبدالحی علیمی غفرلہٗ خادم مدرسہ معین الاسلام ہلدوانی۔

(۱۴۵) ھذا الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم۔ کتبہ محمد اسمٰعیل

فتوائے مان بھوم

(۱۴۶) علمائے حرمین شریفین نے ان کے اقوال پر مطلع ہوکر فتویٰ دیا اوران کو حق تھا کہ ایسے اقوال ملعونہ کہنے والے کے لئے اللہ اوراس کے رسول جل وعلا ﷺ کا حکم صاف صاف بیان فرمادیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کو بہتر جزادے آمین۔ حسام الحرمین شریفین کے فتاویٰ بیشک حق ہیں ان میں شک کرنے والا وہی ہیں جو اللہ ورسول جل وعلا وصلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں۔ کل مسلمانوں کوان کا ماننا اوران پر عمل کرنا ضروری ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فقیر ابوالکشف محمد یحییٰ العلیمی غفرلہٗ ذنوبہ مدرس مدرسہ اسلامیہ کنواڈمہ ضلع مان بھوم

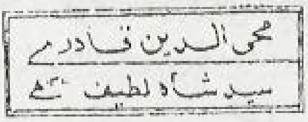
فتوائے حیدرآباد دکن

(۱۴۷) ان سب (قادیانی، گنگوہی، نانوتوی، انبیٹھوی، تھانوی) کی ہرزہ سرائی اور یاوہ گوئی اور گستاخی وبے ادبی کا دنداں شکن جواب حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت مدلل طریقہ سے دیا ہے۔ فتاوے حسام الحرمین میں بھی ان

کی اچھی خبر لی گئی ہے۔ہدایت پر آنیوالوں کے لئے یہ بہترین کتاب ہے۔البتہ جن کے قلب پر قساوت کی مہر لگادی گئی ان کے لئے نہ تو قرآن شریف ہی ہدایت کا ذریعہ بن سکتا ہے اور نہ رسولوں کی تبلیغ "ومن یضلل اللہ فلا ھادی لہ" علاوہ ان خبیث عقائد کے سب سے بڑا فتنہ جو ان کی کتابوں سے برپا ہوتا ہے۔وہ یہ کہ جس کسی مسلمان کو انہوں نے اپنے عقائد سے چاہے جزئیات ہی میں کیوں نہ ہوں مختلف پایا ساتھ ہی اس کو کافر ٹھہرایا ان کی اس کوتاہ نظری اور کافرگری کے باعث ان کے ہم خیال معدودے چند حواریوں کے سوا باقی روئے زمین کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر ٹھہراتے ہیں۔العیاذ باللہ جس گروہ کا صبح سے شام تک یہ کام ہو کہ مسلمانوں کو کافر بنایا کرے ان کے متعلق جو کچھ بھی کہا جائے کم ہے۔اور ان کی اس کافرگری کے سبب علمائے حرمین نے اپنی کتاب حسام الحرمین میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ سراسر حق ہے اس کتاب کے طبع ہونے کے بعد سے حق واضح اور باطل سرنگوں ہو چکا خود اس کتاب کا اسم گرامی اپنی حقانیت کا آپ ضامن ہے اللہ تعالی سے دعا ہے کہ پروردگار عالم ہر عاشق رسول ﷺ کو ان کافروں کے شرور و آفات سے مامون و مصون رکھے۔



المجیب الفقیر الی اللہ الغنی السید محمد
بادشاہ الحسینی واعظ مکہ مسجد۔حیدرآباد دکن۔



(۱۴۸) الجواب صحیح احمد حسین

(۱۴۹) المجیب الحبیب لبیب مصیب

(۱۵۰) نعم الجواب لاریب فیہ (محی الدین قادری، سید شاہ لطیف ۱۳۱۱ھ)

(۱۵۱) المجیب مصیب جو شخص ان حضرات وہابی اعتقاد و حنفی فروعا کی کتابیں دیکھتا ہے تو پاتا ہے کہ ہر قدم پر اہل حق کی تکفیر اور حبیب خدا محمد مصطفی ﷺ کی اپنی دانست میں تحقیر

کرتے ہیں اور رات دن اسی فکر میں اپنی عمر گذارتے ہیں اور روز ایک نیا مسئلہ اسی مقصد کا نکالتے ہیں۔ حقیقت میں یہ لوگ فوارہ تکفیر ہیں کہ ازوی خیز دو بردمی ریزد یہ لوگ غیر مقلدین سے بدتر ہیں کہ ان کو ائمہ سے اختلاف ہے اور ان حضرات کو حبیب خدا سے عناد ہے۔ ''یریدون لیطفؤ انور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون''۔



الفقیر عبدالقادر قادری حیدرآبادی سینئر

پروفیسر شعبہ دینیات کلیہ جامعہ عثمانیہ (حیدرآباد دکن)

فتوائے سورت

(۱۵۲) کتاب مستطاب حسام الحرمین شریفین بیشک حسام اہل اسلام ہے اس کتاب فیض نصاب میں حرمین طیبین زادھما اللہ شرفاً وتکریماً کے اکابر علمائے کرام ومفتیان عظام نے قادیانی، نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھی، تھانوی پر نام بنام فتوے دیا ہے۔ کہ یہ لوگ اپنے اپنے عقائد خبیثہ وکفریات ملعونہ کے سبب اسلام سے خارج کافر ومرتد بددین گمراہ گمراہ گر ہیں جو شخص ان کے عقائد کفریہ سے واقف ہو کر باوجود علم اور سمجھنے کے ان کو مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے پر شک کرے وہ بھی کافر ومرتد گمراہ ہے۔ یہ سب صحیح اور قابل عمل ہیں۔ مسلمانوں کو اسی کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

کتبہٗ المسکین سید غیاث الدین بن مولانا حافظ سید غلام محی الدین سنی حنفی قادری نقشبندی غفرلہٗ ولوالدیہ فی الحال مقیم سورت۔

(۱۵۳) الجواب صحیح غلام محی الدین قادری غفرلہٗ اللہ ذنبہ

(۱۵۴) الجواب صحیح سید احمد علی عفی عنہ

(۱۵۵) الجواب صحیح غلام محمد

(۱۵۶) الجواب بے شک حسام الحرمین شریف قطعا یقینا حرفاً حرفاً صحیح و درست اور بجا و حق ہے اور جن لوگوں کا سوال میں تذکرہ ہے وہ یقیناً کافر و مرتد ہیں اور جو ان کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کے کافر و مرتد ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر مرتد ہے۔تمام مسلمانوں پر حسام الحرمین شریف کے احکام کا ماننا اور ان کے مطابق عمل کرنا شرعاً فرض ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر محمد نظام الدین قادری برکاتی نوری ہدایت رسولی غفرلہٗ از مقام سورت

فتوائے بھروچ

(۱۵۷) کتاب حسام الحرمین میرے پاس ہے اور میں نے تمام پڑھی ہے۔اسی کتاب میں قاسم نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی، قادیانی اور ان کے ہم خیال شخصوں پر مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ سے کفر کے فتوے ہیں۔اور یہ کہ جو شخص ان کے اقوال پر مطلع ہو کر کے بعد بھی ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔جب سے کتاب حسام الحرمین شائع ہوئی ہے تب سے تو آج تک شاید کوئی ان کے عقیدہ والا ہی ان کو مسلمان جانتا ہوگا۔ان کا کفر روشن اور سب کو معلوم ہو گیا ہے۔ان لوگوں کی کتابوں سے بھی ان کے کفریات کو پورا روشن ثبوت ہے۔

فقط الفقیر بندہ عباس میاں ولد مولوی علی میاں صاحب صدیقی از بھروچ لال بازار

حاجی مولوی محمد عباس میاں

فتوائے بمبئی و بدایون و دھلی

(۱۵۸) الجواب واللہ الملھم للصواب۔اللھم صل وسلم و بارك علی من اوتی علوم الاولین والأخرین وعلی اله وصحبه اجمعین بے شک دعوائے نبوت یا کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد کسی کو جدید نبی کا وجود جائز بتا کر ختم نبوت کا بحال رہنا تسلیم کرنا یا خدائے قدوس جل جلالہ کو بالفعل یا بالقوہ کاذب جاننا یا حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطلق علم غیب سے انکار یا حضور اکرم ﷺ کے علوم مقدسہ غیبیہ کو بچوں پاگلوں جانوروں کی طرح جاننا یا تشبیہ دینا معاذ اللہ حضور پرنور ﷺ کو علم میں شیطان سے کم کہنا یہ جملہ امور بوجہ تنقیص شان اقدس سرکار رسالت ﷺ کفر صریح ہیں۔پس علمائے کرام ومفتیان عظام حرمین محترمین متعنا اللہ تعالیٰ بعلومھم کا ان امور اوران کے قائلین ومعتقدین کے متعلق کفر کا فتویٰ دینا حق و بجا اور کتاب حسام الحرمین جوان فتاویٰ کا مجموعہ مع مزید توضیحات ہے صحیح وزیبا ہے۔ہر مسلم پر واجب ہے کہ مذکورہ بالا لغویات سے مجتنب اور مفتیان عظام حرمین محترمین وعلمائے کرام اہل سنت وجماعت کے ارشادات عالیہ کا معتقد وملتزم رہے سرکار رسالت ﷺ کی شان اقدس میں غایت ادب کو اصل توحید اور اسی کو اہل حق کا مسلک سدید اور موہبت رب مجید و مثمر فضل مزید تصور کرے۔(ونعم ماقیل وللہ درقائله) ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں: اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے۔واللہ الموفق للخیر والمسؤل حسن الختام۔

حررہ الوری میرزا احمد القادری کان اللہ لہ، ناظم سنی کانفرنس صوبہ بمبئی۔

(۱۵۹) جواب صحیح ہے مولےٰ تعالیٰ مجیب لبیب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

شیخ نورالحق نذیر احمد خجندی مدیر غالب بمبئی۔

(۱۶۰) بے شک جن لوگوں کا ذکر استفتا میں کیا گیا ہے ان لوگوں کے اقوال سے اہل

اسلام میں تفرقہ پڑ گیا۔ لہذا علمائے حرمین شریفین نے اور حضرت مجیب نے فتوے ہذا میں جو لکھا ہے بجا ہے ایسے لوگوں سے ملنا جلنا ہرگز جائز نہیں جب تک وہ علی الاعلان توبہ نہ کریں۔

ابو المسعود محمد سعد اللہ مکی۔ خادم مسجد زکریا بمبئی

(۱۶۱) الجواب صحیح محمد ابرار الحق غفرلہٗ

(۱۶۲) اصاب من اجاب حافظ عبد المجید دہلوی عفی عنہ

(۱۶۳) ذلك كذالك انی مصدق لذلك محمد جمیل احمد القادری البدایونی امام مسجد اہلسنت خوجہ محلہ بمبئی

(۱۶۴) لاشك فی ان الجواب صحیح والمجیب قابل مصیب واعتقادہ لازم علی کل المسلمین خادم العلماء محمد معراج الحق صدیقی عفی عنہ

(۱۶۵) اللہ اکبر۔ ما افتی بہ العلماء الکرام جزاھم اللہ خیر الجزاء فی حسام الحرمین فھو موافق و مطابق للاصول وحری بالقبول واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

احقر الطلبہ محمد ابراہیم الحنفی القادری البدایوانی غفرلہٗ

(۱۶۶) مجیب کا جواب نہایت صحیح ہے اللہ پاک مجیب کو اجر عظیم عنایت فرمائے۔

غلام محمد لکھنوی عفی عنہ

(۱۶۷) بسم اللہ باذن رسول ﷺ۔ اشاعت عقائد فاسدہ اور تبلیغ کفریات کی کثرت دیکھنے کے بعد ناممکن تھا کہ ارباب حق اظہار حق وصدق سے گریز کرتے سیف برّاں حسام الحرمین باطل پرستوں کے فاسد عقیدوں کو بیخ وبُن سے اکھاڑنے والی وہ مدلل بہترین اور زبردست کتاب ہے جس کو ترتیب دینے کے بعد مؤلف مبرور نے نہ صرف حق اسلام ادا کیا

بلکہ وارفتگان اسلام پر وہ احسان کیا کہ زندگی بھر اس کا حقیقی شکریہ ادا نہیں ہو سکتا۔ مجیب لبیب نے سوال بالا کا جواب ارقام فرمایا ہے وہ عین مشرب اہل سنت و جماعت ہے۔ مالک عالم جل جلالہ ان کو جزا عطا فرمائے اور پڑھنے والوں کو توفیق یقین و عمل نصیب کرے۔ حررہ الفقیر محمد عبد الاحد عرف عبد العلیم الصدیقی متوطن میرٹھ

(۱۶۸) الجواب صحیح احقر العباد کمترین خاکپائے انام محمد فضل کریم دہلوی، امام مسجد رنگاری محلہ۔

(۱۶۹) ذلک کذلک عبد الحلیم النوری الشاہجہان پوری

(۱۷۰) بے شک حسام الحرمین عقائد باطلہ کے بطلان کے واسطے شمشیر بران ہے۔ اور اہل سنت و جماعت کے لئے بہترین کتاب ہے۔ خداوند عالم مجیب کو اظہار حق پر جزائے خیر دے۔ محمد شمس الاسلام خلف مولوی عبد الرشید مرحوم مہتمم مدرسہ نعمانیہ دہلی۔

(۱۷۱) حضرت مجیب صاحب دام فیضہ کا جواب صحیح ہے۔ بیشک مرزا غلام احمد قادیانی، و رشید احمد گنگوہی و اشرفعلی تھانوی و خلیل احمد کے اقوال جو ان کی تصانیف میں موجود ہیں قطعاً یقیناً وہ اقوال کفریہ ہیں بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والے کے کفر میں جو شک کرے وہ بھی کافر ہے "من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر اللہ تعالیٰ" اہل اسلام کو بدمذہبوں کے عقائد سے بچائے۔ آمین ثم آمین

حررہ محمد عبد الحلیم امام مسجد دھوبی تالاب

(۱۷۲) اصاب من اجاب حافظ عبد الحق عفی عنہ امام مسجد قبرستان خورد بمبئی

(۱۷۳) الجواب صحیح والمجیب نجیح حررہ العبد الآثم محمد عبد اللہ عفی عنہ

(۱۷۴) صحیح الجواب محمد عبد الخالق عفا عنہ الرازق پیش امام مسجد حجرہ محلہ

(۱۷۵) بیشک حسام الحرمین بیماران عقیدہ کے لئے ایک معجون ہے۔

خادم الطلباء محمد احمد خان دہلوی

(۱۷۶) الحمد للہ مجھ خاکسار کا بھی یہی عقیدہ اور اسی پر اتفاق ہے۔الجواب صحیح
عبدالرحیم بن محمد علی دھلوی عفی عنہ۔

(۱۷۷) کتاب حسام الحرمین میں علمائے حرمین شریفین نے علمائے وہابیہ دیوبندیہ پر جو فتویٰ دیا ہے۔فقیر کواسی سے اتفاق ہے۔ فقیر سید احمد علی برہان پوری عفی عنہ

(۱۷۸) فتاویٰ حسام الحرمین حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی جمیلہ کا حق ایک اور صحیح فیصلہ مذہبی ہے کہ حضرت مرحوم نے علمائے حرمین شریفین کے روبرو رکھ کر مسلمانان اہل سنت کے لیے مستند و معتبر فتاوے شرعی مرتب کر دیا ہے۔اور یہ امر ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی اہانت خواہ وہ کنایۃ ہی ہو کفر ہے۔لہذا فتاوے مذکور موافق کتب شرعیہ اور مطابق مسلک حنفیہ ہے۔اس سے انکار کفر وضلالت ہے۔

فقط عبدالغفار حنفی حوض قاضی دہلی۔

فتوائے بھیمڑی ضلع تھانہ

(۱۷۹) فتاویٰ حسام الحرمین نہایت صحیح وحق و مدلل ہیں ان پر عمل کرنا ہر مسلمان کو لازم ہے۔ہر مسلمان پر فرض ہے کہ غیر مقلدین و وہابیہ ونجدیہ خذلھم اللہ الیٰ یوم التناد سے اجتناب کرے۔اوران کے اقوال وعقائد پر لاحول بھیجے۔وما علینا الا البلاغ المبین

کتبہ الحقیر الفقیر الی اللہ المتمن المدعو بمحمد امین القادری الشتی الاشرفی عفی عنہ بھیمڑی ضلع تھانہ

(۱۸۰) بلا ریب جمیع اہل سنت و جماعت کو ان عقائد باطلہ سے اجتناب ضروری ہے اور قائلین ان کے بلاشبہ کافر اور مرتد ہیں۔جسکا مفصل حال وکیفیت حسام الحرمین میں مندرج ہے،جو بالکل صحیح ہے۔

راقم الحروف حقیر فقیر محمد جسیم امام مسجد مرغی محلہ کرافورڈ مارکیٹ بمبئی ساکن بھیمڑی۔

(۱۸۱) الجواب صحیح محمد یوسف صدیق اللہ شاہ چشتی قادری اشرفی عفی عنہ (شافعی) خطیب جامع مسجد بھیمڑی۔

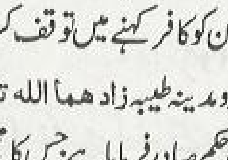
(۱۸۲) اصاب من اجاب محمد لیلین مدرس مدرسہ نجم الاسلام بھیمڑی۔

(۱۸۳) صحیح الجواب فقیر خادم العلماء والفقراء محمد نور الحق قادری برکاتی نوری غفرلہٗ ذنبہ المعنوی والصوری۔

فتوائے جام جودھپور کاٹھیاوار

(۱۸۴) الجواب ومنہ ھدایۃ الحق والصواب بیشک مرزا غلام احمد قادیانی وقاسم نانوتوی وخلیل احمد انبیٹھوی واشرف علی تھانوی ورشید احمد گنگوہی اپنے اقوال کفریہ وعقائد مردودہ کے سبب کافر ومرتد ہیں اور جو شخص ان کے اقوال ملعونہ پر اطلاع پا کر اس کے بعد بھی ان کو مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے یا ان کو کافر کہنے میں توقف کرے بلاریب وہ بھی کافر ومرتد ہے۔ ان لوگوں کے متعلق مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ زادھما اللہ تعالیٰ شرفًا وتکریمًا کے مفتیان کرام وفضلائے عظام نے جو حکم صادر فرمایا ہے جس کا مجموعہ حسام الحرمین کے نام طبع ہو کر شائع ہو گیا ہے۔ حق ہے اور تمام امت مصطفویہ علٰے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر اس کا ماننا اور اس پر عمل کرنا فرض قطعی ہے: وما ذابعد الحق الاالضلال ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

کتبہ العبد المفتقر الی مولاہ محمود جان السنی الحنفی القادری القشادری ثم الجام جو دھفوری الکاتھیاواری۔



(۱۸۵) مذکورین فی السوال قادیانی، دیو بندی، گنگوہی، انبیٹھوی، نانوتوی، تھانوی نہ صرف مسائل فرعیہ اجماعیہ اہلسنت میں مخالف ہیں بلکہ اللہ ورسول جل وعلا و ﷺ کے دشمن اولیائے کرام سے بدظن حتیٰ کہ مسائل تنزیہہ وتقدیس باری وتکریم رسالت پناہی میں جو اعلیٰ واہم واقدم مسائل ضروریہ دینیہ سے ہیں۔ابن عبدالوہاب نجدی قرن الشیطان ومن تبعہ کے ہم عقیدہ ہیں جس نے تمام امت کو کافر ومشرک کہا اور روضہ پاک سرور انبیاء صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صنم اکبر کا خطاب دیا۔ قبحھُمُ اللہ تعالیٰ وَخذلھم پس ان کا حکم وہی ہے جو حضرت مفتی صاحب اور حضرات مفتیان حرمین شریفین نے دیا۔واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

کتبہ العبد العاصی غلام مصطفےٰ السنی الحنفی القادری عفی عنہ

فتوائے دھوراجی کاٹھیاوار

(۱۸۶) مذکورین گروہ کے عقائد باطل اور مردود ہیں اور عقیدہ اہلسنت وجماعت سے مطرود ان لوگوں کے کفر میں شک کچھ نہیں مطلق کافر ہیں الحق علمائے محققین ومفتیان فاضلین حرمین شریفین نے ان لوگوں پر کفر کا فتوے دیا اظہار حق کا فرض ادا کیا اور حضرت مولانا بالعزو الفخر اولنا حامی ملت ودین سیف الحق علی اعناق المنکرین مقبول بارگاہ یزداں مولوی احمد رضا خاں صاحب کا فتویٰ مقدسہ حسام الحرمین ہر ایک مسلمان کے لئے تحفہ دارین ہے۔ہر شخص مومن کو ماننا اور اس پر عمل کرنا ضرور اور فرض ہے۔اگر اصلاح اسلام و دین اور قوت ایمان ویقین چاہتا ہو تو اس کتاب پر عمل کرے اس کو اپنا وظیفہ کرلے جس کا ہر ایک کلمہ وسطر مجلی نظر و مسیح اثر ہے۔واللہ یھدی الی سواء السبیل واللہ اعلم

الساطر الخاطی خادم العلماء عبدالحکیم بن المولوی حامد صاحب المرحوم متوطن دھوراجی

(۱۸۷) کتاب مستطاب حسام الحرمین وہ کتاب ہے جس پر کامل اعتقاد رکھنا اور پورا عمل کرنا ہر ایک مسلمان کولازم ہے، یہ کتاب لاجواب باصواب برحق ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

راقم آثم عبدالحلیم بن حاجی مولوی عبدالکریم ساکن دھوراجی کاٹھیاوار۔

(۱۸۸) جواب برحق ست۔ طالب العلماء خادم الفقراء

احقر حاجی نورمحمد بن ایوب صاحب۔

(۱۸۹) الجواب صواب خادم العلماء صالح بن احمد میاں مرحوم بقلم خود

(۱۹۰) المجیب مصیب فی جوابہ سعیدالدین مدرس مدرسہ جامع مسجد دھوراجی کاٹھیاوار

(۱۹۱) جو جناب مولانا عبدالکریم صاحب نے استفتاء کا جواب باصواب تحریر فرمایا ہے۔ اس پر تمام اہل سنت و جماعت کو عقیدت مند ہونا چاہیے اگر ذرا لغزش ہوئی شیطان کی طرح مارا گیا۔

بندہ حقیر فقیر حکیم محمد عبدالرشید خاں بدایوانی وارد حال دھوراجی کاٹھیاوار

(۱۹۲) حسام الحرمین شریف جو فتاوے ہیں وہ موافق کتب صحیحہ معتبرہ مذہب اہلسنت کے درست بلکہ بہت ہی اصح ہیں۔ لہذا اس کا خلاف مذہب اہلسنت کا خلاف ہے۔

فقیر حقیر خاکسار بے مقدار محمد علی بن ابراہیم علی حال مقیم یتیم خانہ اسلامیہ دھوراجی

(۱۹۳) کتاب مستند حسام الحرمین میں بیدین مرتد وہابیہ کے بارے میں قرآن شریف و حدیث نبوی ﷺ کے مطابق کفر کا حکم فرمایا ہے بیشک وہ حق اور سچ ہے جو شخص بیدینوں کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔

راقم آثم خادم العلماء محمد میاں بن حاجی صالح میاں ساکن دھوراجی

تصدیقات فتوائے مارہرہ مطہرہ

(۱۹۴) حضرت مجیب مدظلہم الاقدس نے جواب سوال میں جو کچھ افادہ فرمایا وہ حق و صواب بلا ارتیاب ہے۔سوال میں جن اکابر وہابیہ کے نام درج ہیں ان کے متعلق حسام الحرمین میں جواحکام تحریر فرمائے ہیں ان پر اعتقاد جازم لازم واجب العمل ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم فقیر ضیاء الدین المکنی بابی المساکین عفا عنہ رب العالمین۔

(۱۹۵) جواب سوال میں جو کچھ حضرت مجیب زیدت فیوضھم و دامت برکاتھم نے تحریر فرمایا ہے وہ عین حق ہے۔بیشک یہ سب اشخاص مندرجہ سوال موافق فتاوائے حسام الحرمین کافر ہیں ان کے کفر میں شک وشبہ کرنے والا خود کافر ہے۔واللہ سبحانہ وتعالےٰ اعلم

عبدالحیٔ قادری رضوی پیلی بھیتی بقلم خود

(۱۹۶) کتاب حسام الحرمین میں جن کی تکفیر کی گئی وہ حق ہے۔وما ذا بعد الحق الاالضلال و الحق احق ان یقبل۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد شمس الدین قادری رضوی ناگپوری غفرلہٗ

(۱۹۷) حسام الحرمین جسمیں ان ملعونین مذکورین فی السوال کی تکفیر علمائے کرام وسادات العظام نے فرمائی ہے۔حق اور صواب ہے بلکہ ان کے اقوال پر مطلع ہوکر تکفیر نہ کرنیوالا بھی قطعاً انہیں میں سے ہے۔کتب فقہ اس مسئلے سے مملو ہیں۔کہ ”من شك فی کفرہ فقد کفر واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب“۔

فقیر ابوالضیا محمد حفیظ اللہ اعظمی قادری رضوی غفرلہٗ

(۱۹۸) حضرت سیدی شاہزادہ خاندان برکات مولوی سید محمد اولادرسول محمد میاں صاحب مدظلہم العالی نے جواب باصواب تحریر فرمایا وہ بلاشبہ حق ہے۔قادیانی ،گنگوہی، تھانوی،

انبیٹھوی، نانوتوی مذکورۃ السوال یقیناً مرتد ہیں۔

فتوائے مبارکہ حسام الحرمین قطعاً حق ہے۔

العبد ابوالمرتضٰی مطیع الرضا امیر حسن عفی عنہ مراد آبادی

(۱۹۹) قبلہ عالم حضرت شاہ محمد میاں صاحب کے ہر لفظ سے اتفاق ہے فقط

خاکسار ابوالارشاد سید سجاد حسین متوطن قصبہ شیش گڑھ ضلع بریلی

(۲۰۰) الجواب صحیح خادم العلماء غلام احمد فریدی رضوی بقلم خود

(۲۰۱) الجواب صحیح فضل احمد عفی عنہ

(۲۰۲) الجواب حق مدلل بالاصول والحق احق بالقبول وان انکرہ الجاھد الضلول وانا العبد الغریب السھد محمد حسن عرب المدنی المغربی السنوسی القادری النقشبندی الفضل الرحمانی عفی عنہ

(۲۰۳) الجواب صحیح والمنکر فضیح بشیر حسن دھلوی قادری رضوی عفی عنہ

فتوائے بھیت

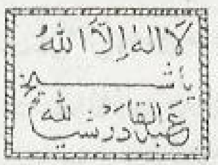
(۲۰۴) الجواب واللہ الملھم للصدق والصواب علمائے حرمین طیبین نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ وہ بالکل حق و بجا ہے۔ واجب القبول ولائق عمل ہے۔ حسام الحرمین میں جو شائع ہو چکا ہے یہ فتاوی اہل حق اور نائبان مختار کل حضرت حق جل وعلا ﷺ سراسر حق وصواب ہیں اہل اسلام کو ان فتاوئی پر اعتقاد رکھنا عمل کرنا فرض ہے اور جو جان بوجھ کران کو نہ مانے وہ مومن نہیں اس کی تصریح وتشریح وتفصیل وتوضیح کتب مصنفہ امام العلماء سید الاولیاء وارث سید الرسل نائب خاتم الانبیاء علیہم السلام اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ روح الملۃ والشریعۃ والسنۃ والطریقۃ محی الاسلام والدین مجدد مائۃ حاضرہ عالم دین وسنت امام

اہل سنت مولنا مولوی حاجی حافظ قاری مفتی شاہ احمد رضا خان قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ ونفعنا الله تعالیٰ والمسلمین ببرکاته فی الدین والدنیا والاٰخرۃ میں خوب روشن وواضح طور پر موجود ہے۔ اس فقیر ناکارہ وطالب علم ناسزا کا بھی بحمد اللہ تعالیٰ وہی مذہب ومسلک ودین وایمان ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اسی پر رکھے اسی پر مارے اسی پر اٹھائے جو اس کے خلاف چلے اور مخالف بتائے وہ پکا بد مذہب و بے دین گمراہ وگمراہ گر ہے۔ جو اس کو صحیح نہ مانے وہ بھی جہنمی ہے۔ اہل اسلام کو اگر اپنا دین وایمان درست رکھنا منظور ہو تو ان کی کتابوں کا مطالعہ کر کے ان پر عمل کریں۔ افسوس کہ اب اہل اسلام کی یہ حالت ہوگئی اور نوبت بایں جارسید کہ ان کی تحریروں اور فتوؤں کے متعلق سوال کرنے لگے یہ کمزوری ایمان ہے۔ تمام دنیا کو آنکھیں بند کر کے ان پر عمل کرنا چاہیے۔ میرے نزدیک ہندوستان بھر میں کوئی ایسا نہیں ہے جو ان سے افضل واعلیٰ ہو جس سے ان کی بابت سوال کیا جائے، یہ تو ایسی بات ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل وسید الکل ہیں تو کیوں صاحب یہ بات صحیح وقابل عمل ہے۔ ''استغفر الله اللهم احفظنا ولاحول ولا قوة الا بالله العلیٰ العظیم۔ وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه ونور عرشه سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آله واصحابه وعلماء امته واولیاء ملته وعلینا معهم اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین الیٰ یوم الدین آمین''۔

فقیر قادری ابوالفضل محمد عبدالاحد حنفی رضوی غفرلہٗ ابن حضرت ولی باخدا مولانا شاہ وصی احمد صاحب قبلہ محدث سورتی قدس سرہ العالی ناظم مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت مشہور بسلطان الواعظین صانه الله تعالیٰ عن شر کل حاسد اذا حسد و شر کل ماردو عفریت۔

فتوائے آگرہ

(۲۰۵) الجواب وھوالموفق للصواب اقوال مذکورہ فی السوال میرے والد بھی نعوذ باللہ کہتے تو بھی ان پر توہین کی وجہ سے کفر عائد ہوتا۔قرآن میں ہے۔واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مؤمنین یعنی اللہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کو راضی رکھنے کے لئے کوشش چاہیے اور وہی اس کے مستحق ہیں کہ راضی کیے جائیں ان کے مقابلہ میں کسی کی کیا ہستی ہے۔جو فتویٰ موسوم بہ حسام الحرمین ہے۔مدلل بدلائل شرعیہ ہے اس کو جاہل بے علم گمراہ بدمذہب نما تو نہ مانے،سنی مسلمان تو مجبور ہے ماننے کے لئے،واللہ اعلم وعلمہ اتم





نثار احمد عفا اللہ عنہ
مفتی جامع مسجد آگرہ

فتوائے پبی ضلع پشاور

(۲۰۶) الجواب من وجہ الکتاب۔قال صاحب الھدایہ فی باب التراویح عادۃ اھل الحرمین الشریفین وتوارثھم دلیل شرعی فاجماعھما دلیل شرعی بالطریق الاولیٰ فالعمل بحسام الحرمین المکرمین واجب قطعاً وایضا اذا طبع فارسل الی امام اھل السنۃ والجماعۃ المرحوم البریلوی فطالعتہ فوجدتہ صحیحاً مطابق اللاصول الشرعیۃ فیعمل بہ من لہ العقائد الاسلامیۃ اگر نام مبارک حسام الحرمین نبودے من از کتب معتبرہ کفر اشخاصیکہ عقیدہ ہائے مزبور داشتہ باشند و نیز عدم قبول توبہ ایشاں بلا قتل تحریر کردے۔لکن بخیال ادب حسام الحرمین چیزے نہ نوشتم عقیدہ ہمہ اہل السنۃ والجماعۃ بلکہ عقیدہ ہمہ مومنان مسلمانان ہمیں است کہ در حسام الحرمین مذکور است

العبد خادم الشریعة المحمدیة والطریقة القادریة المحمودیة الی اللہ عزشانہ شیخ الاسلام ابوالنصر کمال الدین الحاج الخلیفة المولوی حمد اللہ القادری المحمودی۔

خلیفہ خاص بغداد اشرف البلاد
مہتمم مدرسہ قادریہ محمودیہ عالیہ
ساکن پبی ضلع پشاور

ابوالنصر
کمال الدین حمد اللہ
القادری المحمودی

فتوائے مدرسہ شمس العلوم بدایوں

(۲۰۷) بے شک اللہ پاک کی کسی صفت میں نقص کا اعتقاد موجب کفر ہے اور یقیناً اہانت انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور نیز ختم نبوت سے انکار اور جناب سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کو خاتم الانبیاء نہ ماننا اور ان کے بعد دعوائے نبوت یا رسالت موجب کفر ہے جس شخص کے عقائد اس قسم کے ہوں اس کے کفر کا فتویٰ واجب الاشاعۃ ہے۔

عبد السلام عفی عنہ مدرس اول مدرسہ شمس العلوم واقع بدایوں

فتوائے مفتی فرنگی محل لکھنؤ

(۲۰۸) صورت مسئولہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرنا اور سرکار رسالت ﷺ کی شان میں بے ادبی کرنا حد کفر کو پہنچاتا ہے۔ واللہ اعلم

محمد عبد القادر عفا اللہ عنہ مدرسہ عالیہ نظامیہ فرنگی محل لکھنؤ

فتوائے سراج گنج بنگال

(۲۰۹) فتاویٰ علمائے کرام ومفتیان عظام حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً جو مدت سے بنام حسام الحرمین مطبوع ہو کر ملک میں شائع ہو رہے ہیں وہ بے شک حق ہیں اور تمام مسلمانوں پر ان کے حکموں کو حق جاننا اور ان فتووں کے مطابق عملدرآمد کرنا نہایت ضروری بلکہ واجب ہے مذکورہ بالا فتاویٰ میں جن لوگوں پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے، فی الواقع وہ لوگ ان اقوال کفریہ اور عقائد باطلہ وفاسدہ کی وجہ سے ضرور بالضرور کافر ہو گئے اور جو لوگ ان کے ان اقوال پر مطلع ہونے کے بعد ان کے کافر ہونے میں شک کریں، وہ بھی کافر ہیں کیوں کہ ان لوگوں نے اللہ ورسول سے بے ادبی اور گستاخی کی ہے اور ان کی شان گھٹائی ہے اور اللہ ورسول سے بے ادبی کرنے وگستاخی والا البتہ کافر ہو جاتا ہے اور اس کی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب اعمال نیک ضائع اور بیکار ہو جاتے ہیں۔اس کی تفصیل قرآن پاک کی سورۃ حجرات کی ابتدائی آیات میں مذکور ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں:

"اَیُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ کَذَّبَہٗ اَوْعَابَہٗ اِوْتَنَقَّصَہٗ فَقَدْ کَفَرَ بِاللّٰہِ تَعَالٰی وَبَانَتْ مِنْہُ اِمْرَاَتُہٗ"۔

یعنی جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا کسی طرف کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ بیشک کافر ہو گیا اور اس کی جورو اس کے نکاح سے نکل گئی۔

درمختار میں ہے:

"اَلْکَافِرُ بِسَبِّ نَبِیٍّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ لَا تُقْبَلُ تَوْبَتُہٗ مُطْلَقًا وَمَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَکُفْرِہٖ فَقَدْ کَفَرَ"۔

یعنی جو شخص کسی نبی کی شان میں بے ادبی کرنے کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ بھی کسی طرح قبول نہیں اور جو شخص اس کے مستحق عذاب اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

پس تمام مسلمانوں پر لازم بلکہ الزم ہے کہ ایسے بدعقیدے والوں سے اپنے کو کوسوں دور رکھیں اور ان گندم نما جو فروش لوگوں کے دھوکے اور فریب سے اپنے عقائد اور دین وایمان کی حفاظت ونگہبانی کریں۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم والسلام علی من اتبع الھدی۔

راقم بندہ آثم ابوناظم محمد کاظم رحمتی چشتی۔ سراج گنج بنگال

فتوائے پارہ ضلع اعظم گڑھ

(۲۱۰) بیشک بیشک فتاوی حسام الحرمین شریف قطعاً یقیناً حق وصحیح ودرست وصواب ہے اور بلا ریب جن لوگوں پر اس میں کفر کا فتوی ہے ان میں سے ہر ایک کافر مرتد مستحق عذاب ہے ایسا کہ جو اس کے کفری قول بدتراز بول پر مطلع ہو کر اس کو کافر نہ کہے وہ بھی خارج از اسلام اور دو جہاں میں روسیاہ وخانہ خراب ہے۔ جس قدر احکام حسام الحرمین شریف میں ان مرتدوں پر فرمائے ان سب پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض بلا شبہ وارتیاب ہے۔ جو ان پر عمل کرے گا، اس کے لئے نور ونجات وثواب ہے اور جو ان پر عمل نہ کرے اس کے واسطے ظلمت وہلاک وعقاب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر نور محمد اعظمی قادری رضوی غفرلہٗ
ساکن موضع پارہ ڈاکخانہ سورہن ضلع اعظم گڑھ

فتوائے کرمبر ضلع بلیا

(۲۱۱) لاشك ان ماافتی به علماء الحرمین المحترمین فی الکتاب المستطاب المسمی بحسام الحرمین علی منحر الکفروالمین فهو حق و صواب و صحیح و کل واحد من الذین افتی العلماء بکفرهم من القادیانی و التانوتوی والنوهی والانبیتهی والتهانوی کافر مرتد فضیح ومن شك فی کفراحد من هولاء الخمسة بعد اطلاعه علی اقاویلهم الکفریة فهو خارج من الاسلام داخل فی الکفرالقبیح ومن عمل بالاحکام المصرح بهافی حسام الحرمین فهو ناج مثاب نجیح لان کلها حق صراح۔ والله تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجدهٗ اتم واحکم۔

فقیرابوالمسعودفرقان الحق محمد عبدالعظیم قادری رشیدی علیمی شاہدی عفی عنہ
ساکن موضع کرمبر ڈاکخانہ جگیر سنڈ ضلع بلیا۔

فتوائے فتحپور ہسوہ

(۲۱۲) بیشک حسام الحرمین شریف میں علمائے کرام ومفتیان عظام مکہ مکرمہ ومدینہ محترمہ نے جو کچھ فرمایا تحریر سب حق و درست اور سراسر نور ہے قادیانی گنگوہی نانوتوی انبیٹھوی تھانوی جن پر کتاب مذکور میں کفر کا فتوی دیا ان میں سے ہر ایک ضروریات دینیہ اسلامیہ کا منکر اور کافر مرتد اور اسلام سے نفور ہے۔ حسام الحرمین کے مطابق عمل کرنا ہر مسلمان پر ضرور ہے، حق سے اندھی باطل ہیں آنکھیں اگر اس کی حقانیت کا انکار کریں تو اس میں کتاب موصوف کا کیا قصور ہے۔ ''ختم الله علی قلوبهم وعلی سمعهم وعلی ابصارهم غشاوة'' فرمان رب جبار وغفور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد عبدالعزیز خاں قادری چشتی اشرفی عفی عنہ ساکن محلہ زیدوں فتحپور ہسوہ۔

(۲۱۳) الجواب صحیح و صواب ومن خالفه یستحق سوء العقاب واللّٰه اعلم ورسوله جل جلالہٗ و ﷺ۔

فقیر محمد یونس قادری چشتی اشرفی سنبھلی عفا اللّٰہ عن ذنبہ الخفی والجلی

(۲۱۴) الجواب هوالحق الحقیق بالقبول ولا ینکره الا المرتد الجهول۔

فقیر احمد یار خاں قادری بدایونی عفی عنہ

(۲۱۵) الجواب صحیح والمجیب نجیح وخلافه باطل۔

وانا العبد الفقیر ابو الاسرار

محمد عبد اللّٰہ المراد آبادی غفرلہٗ اللّٰہ ذوالایادی

فتوائے ریاست رام پور

استفتاء

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے کرام اہلسنت ومفتیان دین وملت کثرهم الله تعالیٰ و نصرهم ان مسائل میں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں سخت سخت گستاخیاں کیں اور دعوے نبوت کیا ایک مولوی نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳ پر لکھا عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں "ولکن رسول الله وخاتم النبیین" فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح

ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔اسی صفحہ پر آگے چل کر لکھا ہے بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضلیت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا۔صفحہ ۴ پر لکھا ہے سو اسی طور رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمایئے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے۔صفحہ ۱۴ پر لکھا اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیائے گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔صفحہ ۲۸ پر لکھا بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیہ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ایک دوسرے مولوی سے استفتا کیا گیا کہ وہ شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا کہ میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کذب باری کا قائل نہیں ہوں یہ قائل مسلمان یا کافر بدعتی ضال ہے یا اہلسنت باوجود قبول کرنے کے وقوع کذب باری کو اس دوسرے مولوی نے فتوی دیا اگرچہ شخص ثالث نے تاویل آیات میں خطا کی مگر تاہم اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیے کیوں کہ وقوع خلف وعید کو جماعت کثیرہ علمائے سلف کی قبول کرتی ہے خلف وعید خاص ہے۔اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلاف واقع کو سوء وہ گاہ وعید ہوتا ہے گاہ وعدہ گاہ خبر اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے لہذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو پس بناءً علیہ اس ثالث کو کوئی کلمہ سخت نہ کہنا چاہیے

کہ اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے۔ حنفی شافعی پر اور بعکس بوجہ قوت دلیل اپنی کے طعن و تضلیل نہیں کرسکتا اس ثالث کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیے۔ اسی دوسرے مولوی نے ایک تیسرے مولوی اپنے شاگرد کے نام سے ایک کتاب لکھی اور خود اپنے دستخط سے اس کے حرف بحرف کی تصدیق آخر کتاب میں چھاپی اس کے صفحہ ۵۱ پر لکھا الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ ایک چوتھے مولوی نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۸ پر لکھا آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیوں کہ ہر شخص کو کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا کرے کہ میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کا منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے۔ جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کیا ہوسکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں۔ اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے ان پانچوں اشخاص کے ان اقوال کے متعلق علمائے کرام مکہ معظمہ ومفتیان مدینہ طیبہ سے استفادہ کیا گیا ان حضرات کرام نے ان پانچوں آدمیوں پر نام بنام بالاتفاق فتوے دیا کہ یہ لوگ اپنے ان اقوال کی وجہ سے کافر ہیں اور جو شخص ان اقوال پر مطلع ہوکر انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور ان لوگوں پر

مرتدین کے تمام احکام ہیں۔ان فتاویٰ کا مجموعہ مدت ہوئی حسام الحرمین شریف کے نام سے چھپکر شائع ہوگیا ہے۔یہ فتاوی حق ہیں یا نہیں اور مسلمانوں پر ان کا ماننا اوران کے مطابق عمل کرنا لازم ہے یا نہیں۔امید ہے کہ حق ظاہر فرمائیں گے اور اللہ عزوجل سے اجر پائیں گے۔بینوا توجروا

راقم سلیمٰن رجب قادری برکاتی نوری غفرلہٗ محلہ بوہرواڑ

پادرہ ضلع بروودہ ملک گجرات

(۲۱۶) الجواب واللہ سبحنہ وتعالیٰ ھوالموفق للصواب

حسام الحرمین میں جن علمائے حرمین شریفین اہل السنۃ والجماعۃ کے فتوے ہیں وہ حق اور صواب ہیں۔فانھا مشیدۃ بدلائل جلیلۃ من الآیات الظاھرۃ القطعیۃ والاحادیث الصحیحۃ الصریحۃ الباھرۃ البھیۃ لھذا اہل اسلام پر عموماً علمائے حقانیین اور بالخصوص علمائے حرمین شریفین اہلسنت وجماعت کا اتباع ان کے اوامر ونواہی کو ماننا ان کے فتووں پر عمل کرنا ضروری فانھم اھل الحق الامر والدین وقد قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ فی الکتاب المبین اطیعو اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الآیۃ والمراد باولی الامر فی الآیۃ العلماء فی اصح الاقول اھ ردالمحتار عن شرح الکنز للعلامۃ البدر العینی وھم السواد الاعظم وحزب اللہ المکرم وھم اھل السنۃ والجماعۃ وھم ورثۃ الانبیاء فمن اقتفیٰ اثرھم واتبع امرھم فقد نجا واھتدی ومن حادعنھم فقد تاہ وغوی واللہ سبحانہ وتعالیٰ من کل اعلم علمہ احکم الراجی رحمۃ رب النشأتین العبد.

کتبہ

محمد نور الحسین الرامفوری

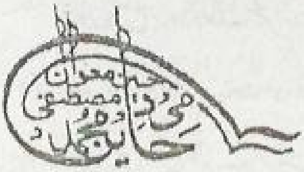
کان اللہ لہٗ

بن شمس العلماء مولٰنا محمد ظہور الحسین

محمد نور الحسین

المجددی النقشبندی الصابری

(۲۱۷) المجیب مصیب ان اقوال منقولہ کی نسبت علمائے اہلسنت کیطرف سے قاہر تصانیف بحمد اللہ تعالیٰ کثیر ہوچکی ہیں جو مؤید براھین شرعیہ ہیں مزید سوالات انہیں امور سے کرنا بیکار ہے حسام الحرمین نے جن لوگوں کے عقائد پر حکم کفر کیا ہے وہ حکم نقل کیا ہوا کتب فقہیہ حقہ حنفیہ کا ہے جس کا ماننا ایک مقلد مذہب حنفی کیلئے لازم ولابدی ہے پس حسام الحرمین کے احکام حسب نقول صحیحہ معتبرہ لازم الاتباع ہیں۔ واللہ درھم واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔



العبد محمد معوان حسین

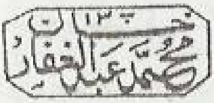
العمری المجددی الرامفوری

مدرسہ ارشاد العلوم

(۲۱۸) الجواب صحیح۔ محمد شجاعت علی عفی عنہ مدرس مدرسہ ارشاد العلوم

(۲۱۹) الجواب صحیح محمد سراج الحسین عفی عنہ

(۲۲۰) الجواب حق وصواب۔ العبد عبد اللہ البہاری عفا عنہ الباری مدرس مدرسہ ارشاد العلوم



(۲۲۱) یہ اقوال موجب کفر ہیں۔

العبد محمد عبد الغفار عفی عنہ

(۲۲۲) الجواب صحیح سید یار محمد دہلوی بقلم خود

(۲۲۳) الجواب صحیح والمجیب نجیح ومن انکرہ فھو کافر مرتد فضیح

کتبہ الفقیر محمد عمر القادری الرضوی اللکھنوی غفرلہ

ابن حضرۃ اسد السنۃ سیف اللہ المسلول مولانا المولوی محمد

ھدایۃ الرسول علیہ الرحمۃ الرب و رضوان الرسول

فتوائے کان پور

(۲۲۴) ھوالموفق للحق کسی ایک عالم حقانی ناقد بصیر فقیہ کے فتوے پر عمل کرنا لازم وواجب ہے نہ کہ جم غفیر علمائے حرمین شریفین کے فتاوٰی پر جو حسام الحرمین میں مذکور اور مؤید بحجج ظاہرہ وبراہین باہرہ ہیں قال العلامۃ ابن نجیم فی الاشباہ فتوی العالم للجاھل بمنزلۃ اجتھاد المجتھد فی وجوب العمل واللّٰہ سبحانہ وتعالٰے اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم

عبدالغنی غفرلہ ربہ الولی
مدرس مدرسہ حنفیہ غوثیہ واقع مسجد بکر منڈی قلی بازار کان پور

(۲۲۵) صح الجواب واللہ اعلم بالصواب
الحقیر الفقیر ابوالقاسم محمد حبیب الرحمٰن کان اللہ لہٗ خادم خانقاہ کشفی کان پور

(۲۲۶) الجواب صحیح واللہ تعالٰے اعلم محمد عبدالکریم عفی عنہ

(۲۲۷) ما قال المجیب فھو حق و احق ان یتبع محمد آصف عفی عنہ

(۲۲۸) الجواب صحیح والمجیب نجیح وجاحدہ فضیح نمقہ العبد الفقیر عبدالغنی العباسی نسبا والحنفی مذھبا والقادری المعینی الاشرفی مشربا والھزاروی مولداً المدرس فی المدرسۃ دارالعلوم فی کانپور

(۲۲۹) ھذا الجواب صحیح نمقہ
محمد عبدالرزاق عفا عنہ محمد عبدالرزاق
المدرس بمدرسہ امدادالعلوم کان پور

محمد عبدالرزاق

مہر مدرسہ امدادالعلوم کان پور واقع بانسمنڈ

(۲۳۰) الجواب صحیح والمجیب نجیح نمقہ ابوالمظفر شاکر حسین غفرلہٗ فی الدارین

فتوائے جاورہ

(۲۳۱) مولوی قاسم نانوتوی و مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و مولوی اشرفعلی تھانوی کے جو اقوال استفتا میں نقل کیے گئے ہیں ان پر سابق ازیں بحث و تمحیص ہو کر علمائے اہلسنت نے کفر کا فتوے دیا ہے جو ان کو کافر نہ کہے اس پر بھی کفر عائد ہوتا ہے رسالہ، حسام الحرمین طلب کر کے عوام کو آگاہ کیا جائے تا کہ عام مسلمان ایسے گندے عقیدوں سے محفوظ رہیں۔ المجیب محمد مصاحب علی

فتوائے علمائے حاضرین عرس شریف اجمیر مقدس رجب المرجب ۱۳۴۷ھ

(۲۳۲) بیشک ان عبارات مذکورہ میں ضرور تکذیب خدائے قدوس جل جلالہٗ و توہین رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور انکار ضروریات دین ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ ایسے عقائد والوں سے اور ان کے معتقدوں سے اجتناب کریں۔ وباللہ التوفیق واللہ تعالیٰ اعلم

سید محمود زیدی حسینی الوری

(۲۳۳) ھذالجواب صحیح و مطابق المذھب اھل السنة والجماعة

کتبہٗ الفقیر الی اللہ السید محمد میراں الشافعی کان اللہ لہٗ۔

المدرس بمدرسہ نجم الاسلام الواقعہ فی بلدۃ بھیمڑی من مضافات تھانہ۔

(۲۳۴) الجواب صحیح فقیر نثار احمد ناگوری

(۲۳۵) ھذالجواب حق فقیر شمس الدین احمد جونپوری

(۲۳۶) الجواب صحیح فقیر محمد حامد علی فاروقی عفی عنہ مہتمم مدرسہ اصلاح المسلمین رائپوری۔ پی

(۲۳۷) الجواب صحیح حبیب الرحمٰن غفرلہٗ

(۲۳۸) الجواب حق وصواب سید رشید الدین احمد غفرلہٗ الصمد بریلوی الحال وارد دار الخیر اجمیر شریف۔

تصدیقات برہمیں فتوی حاصل کردہ از علمائے کرام

واردین بمبئی بماہ محرم الحرام ۱۳۴۸ ھجری

(۲۳۹) الجواب صحیح محمد عبداللطیف اجمیری

(۲۴۰) الجواب صحیح عبدالمجید القادری الآنولوی

(۲۴۱) من اجاب فقد اصاب محمد زاہد القادری (دریا گنج دہلی)

(۲۴۲) الجواب صحیح محمد احمد دہلوی

(۲۴۳) الجواب صحیح صوفی ظہور محمد سہارنپوری

(۲۴۴) الجواب صحیح والمجیب نجیح محمد عارف حسین قریشی علی گڑھی

(۲۴۵) حضرت والا مرتبت عالی منزلت گل گلزار جیلانی گلبن خیاباں سمنانی مولنا سید شاہ ابواحمد علی حسین صاحب چشتی اشرفی مسند نشین سرکار کچھوچھہ کے دو مقدس ارشاد واجب الانقیاد۔

فرزند عزیز سلمہ اللہ تعالی   فقیر سید ابواحمد المدعو محمد علی حسین الاشرفی الجیلانی

بعد دعائے درویشانہ سلام خوبکیشانہ مدعا نگار ہے تمہارا کارڈ جوابی آیا خوشی حاصل ہوئی۔ میں ادھر آنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر چند وجوہ سے نہ آسکا۔ انشاء اللہ تعالی بعد عرس شریف حضرت جداعلی قدس سرہٗ بشرط زندگی ماہ جمادی الثانی تک سورت میں آؤں گا۔ اب میرے آنے کو غنیمت سمجھنا میں بہت ضعیف ہوتا جاتا ہوں۔ اور فرقہ گاندھویہ کی رفاقت اور ان کا ساتھ دینا جائز نہیں ہے۔ اور مولانا احمد رضا خاں صاحب عالم اہلسنت کے فتوں پر عمل کرنا واجب ہے کافروں کا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں ہے اور ہمارے جملہ مریدان و محبان اور جمیع پرسان حال کو سلام و دعا کہنا۔ ۲۱ ماہ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

دوسرا مفاوضہ عالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فقیر سید ابو احمد المدعو علی حسین الاشرفی الجیلانی کی جانب سے جمیع مریدان اور محبان خاندان اشرفیہ کو واضح ہو کہ حاجی غلام حسین جو ہمارے خلیفہ برہمچاری قطب الدین سہیل ہند کے مرید ہیں۔ اگر ان سے اور آپ لوگوں سے کسی مسئلہ میں اختلاف ظاہری پیدا ہو تو لازم ہے کہ اس کو فقیر کے پاس لکھ کر باہمی تسکین کر لو۔ اس فقیر کو مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک خاص رابطہ خصوصیت ہے یعنی حضرت مولانا سید شاہ آل رسول احمدی رحمۃ اللہ علیہ مولانا کے پیر نے مجھ کو اپنی طرف سے خلافت عطا فرمائی ہے مولانا بریلوی اور اس فقیر کا مسلک ایک ہے۔ ان کے فتوے پر میں اور میرے مریدان عمل کرتے ہیں۔ بڑی نادانی کی بات ہے کہ ایک خاندان اور ایک سلسلہ کے لوگوں میں صورت نفاق پیدا ہو۔ اور میں عنقریب بمبئی سے صورت آؤں گا۔ جملہ مریدان ومحبان کو فقیر کی طرف سے سلام ودعا پہنچے۔

عبدہ الفقیر السید ابو احمد المدعو محمد علی حسین الاشرفی الجیلانی

فتوائے ننگل ضلع حصار

(۲۴۶) کتاب حسام الحرمین نہایت صحیح اور عمدہ کتاب ہے جو وہابیہ کے دام سے بچنے کے لئے ایک نایاب خزینہ ہے۔

فقیر ابو الفیض چشتی سلیمانی عفا اللہ عنہ ساکن ننگل ضلع حصار ڈاکخانہ رتیا

فتوائے گونڈل کاٹھیاوار

(۲۴۷) بیشک فتاویٰ حسام الحرمین الکریمین نہایت حق وصحیح وقابل قبول مسلمان ہے۔

خادم الطلباء قاسم میاں رضوی عفی عنہ ساکن گونڈل کاٹھیاوار

فتوائے جوناگڑھ کاٹھیاوار

(۲۴۸) کتاب حسام الحرمین کو اس فقیر نے بغور دیکھا۔ یہ کتاب جمیع اہلسنت وجماعت کے لئے واجب العمل بلکہ تمام اسلامی مدارس میں زیر تعلیم رکھی جانے کے قابل ہے خدا اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ اس کے مصنف کو جزائے خیر مرحمت فرمائے۔

احقر العباد خادم قوم محمد قاسم ہاشمی قادری عفی عنہ خطیب جوناگڑھ اسٹیٹ کاٹھیاوار

(۲۴۹) کتاب حسام الحرمین الشریفین نہایت صحیح ومعتبر ہے۔

احقر محمد عبدالشکور گیسودرازسنی حنفی قادری اویسی ساکن دھوراجی عفا اللہ عنہ نزیل جوناگڑھ کاٹھیاوار

فتوائے جلال پور جٹاں پنجاب

(۲۵۰) حقیقت امر یہ ہے کہ جماعت وہابیہ دیوبندیہ نے اسی کا بیڑا اٹھایا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو معاذ اللہ حضور کی توہین میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے۔ کسی نے چھوٹے بڑے چوہڑے چمار سب کو برابر کہا کسی نے حضور کا تصور گاؤ خر سے بدتر سمجھا کسی نے شیطان کے علم سے کمتر آپ کا علم بتایا، کسی نے صبی ومجنون وبہائم کا ہمسر ٹھہرایا لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ کتنے دشمنان خدا ورسول غارت وتباہ خسر الدنیا والآخرۃ ہوگئے اور جو ہیں ان کا حشر بھی وہی ہونا "اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ" اے لوگو آخر تمہیں مرنا ہے اور خدا اور رسول ﷺ

کو منہ دکھانا ہے خداوند عالم نے تم کو جو حکم فرمایا ہے کہ "وتعزروہ وتوقروہ" اس حکم کی تعمیل یوں ہی کی جاتی ہے کیا اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ حضور کی توہین کرو، کیا تم اس حکم سے مشتنے ہو کہ "ان تحبط اعمالکم" ہرگز نہیں۔ جبکہ ادنیٰ رفع صوت وہ بھی بقصد اہانت نہیں موجب حبط اعمال ہو تو جو شخص بالقصد حضور کی شان میں بے ادبی و دریدہ دہنی کرے وہ کیوں کر اس وعید سے بری ہوسکتا ہے جن اشیاء کو حضور کی ذات مقدس سے نسبت ہے ان کی توہین کفر موجب ہے۔ "لو قال محمد درویشك بودا و قال جامنه پیغمبر ریمناك بود او قال قد کان طویل الظفر اذ قال علی وجه الاهانة کفر" (ہدایہ۔ عالمگیری) جو شخص حضور سرور کائنات ﷺ پر حملہ کرے اور کلمات گستاخانہ بلکہ ملحدانہ بکے اور اسی کو اپنا دین و ایمان سمجھے وہ کب مومن رہ سکتا ہے کیا ایمان اسی کا نام ہے کہ حضور کی شان والا میں زبان درازی کرے دیکھو عاص بن وائل جس کی ذاتی گستاخی پر حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ کوثر نازل فرما کر اپنے محبوب پاک کی کس قدر دلداری فرمائی اور اس کا فربد نصیب کو کیا کچھ نہ کہا اسی خبیث نے حضور کی شان اقدس میں لفظ ابترا ستعمال کیا تھا اب کے ایمانداروں کی زبان سے جو کلمات سرزد ہو رہے ہیں کیا وہ عاص بن وائل کے قول سے کمتر ہیں نہیں اس سے بدر جہا بڑھ کر پھر باوجود ان کفریات کے یہ مومن ہی رہے استغفر اللہ یہ لوگ قہر الٰہی کے مستحق و سزاوار ہیں اگر جناب رحمۃ للعالمین کا واسطہ نہ ہوتا تو دنیا ہی میں عتاب الٰہی ہوتا یہ حضور ہی کا طفیل ہے کہ یہاں یہ مصون و محفوظ ہیں مگر آخرت میں "اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ" کے زمرے میں ہونگے۔ در مختار میں "هو الکافر بسبّ نبی من الانبیاء لاتقبل توبته' مطلقا ومن شك فی عذابه و کفره کفر" جو شخص کسی نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اس کی توبہ بھی قبول نہیں اور جو شخص اس کے عذاب و کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ جو صاحب دیوبندیوں کے کفر پر فتاویٰ مواہیر دیکھنا چاہیں تو علمائے حرمین طیبین سے بڑھ کر کہاں کی ہوگی جہاں سے دین کا آغاز ہوا۔ لہذا

اپنے عام بھائیوں کی زیادت اطمینان کے لئے اعلان ہے کہ کتاب "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" منگا کر دیکھیں۔ جس کے ہر صفحہ پر اصل کتاب کی عربی عبارت اور اس کے مقابل سلیس اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے کوئی شہر کوئی محلہ کوئی مکان اہلسنت و جماعت کا اس کتاب سے خالی نہ ہونا چاہیے۔ کیوں کہ ہر جگہ دیو بندیوں نے شور مچا رکھا ہے یہ مبارک کتاب بوقت ضرورت تیر حربہ کا کام دے گی۔

فقیر پر تقصیر حافظ حاجی پیر سید ظہور شاہ واعظ الاسلام قادری جلال پوری عفی عنہ

فتوائے عالیجناب مولنا مولوی محمد صدیق بڑودی صاحب

سند یافتہ مدرسہ دیوبند و سابق مفتی سورتی مسجد رنگون

(۲۵۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین مبین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان کے صفحہ ۸ پر لکھا آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ ملاحظہ ہو علم غیب کی دو قسمیں کیں۔ علم کل اور علم بعض۔ علم کل کا انکار کیا اور علم بعض کو جانوروں پاگلوں کے علم کی طرح بتایا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ اس عبارت میں رسول اللہ ﷺ کی توہین و بے ادبی ہے یا نہیں اور شریعت مطہرہ کی رو سے مولوی صاحب موصوف کافر ہیں یا مسلمان! بینوا و توجروا رسالہ الامداد صفر ۱۳۳۶ھ میں ایک واقعہ چھپا گیا کہ ایک شخص خواب میں لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ پڑھتا ہے جاگتا ہے تو بیداری میں ہوش کے ساتھ اللھم صلی علی سیدنا نبینا و مولانا اشرفعلی پڑھتا ہے اور بیکار عذر یہ کرتا ہے اور زبان میرے اختیار میں نہ تھی۔ اور دن بھر اس کا یہی حال رہتا ہے پھر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو اس کی

اطلاع دیتا ہے تو مولوی صاحب جواب دیتے ہیں کہ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالٰی متبع سنت ہے سوال یہ ہے کہ بیداری میں ہوش کے ساتھ دن بھر غیر نبی کو نبی چپنے والا اور ان کے اس فعل کو تسلی بخش بنانے والا شرع مطہرہ کے حکم سے کافر ہے یا نہیں؟ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی (و مولوی رشید احمد گنگوہی) نے براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ پر لکھا شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ تمام زمین کا علم محیط شیطان کے لئے نص سے ثابت ماننا اور حضور ﷺ کے لئے تمام روئے زمین کا علم محیط ماننے کو شرک کہنا حضور ﷺ کی توہین اور اس کا قائل کافر ہے یا نہیں؟

مولوی قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ملاحظہ ہو خاتم النبیین کا انکار کرنیوالا کافر ہے یا نہیں؟ جو شخص ان اقوال کے قائلین کو ان کے ان اقوال پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان جانے وہ بھی کافر ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا۔

المستفتی بوہرہ سلیمٰن رجب قادری برکاتی نوری غفرلہٗ

از مقام پادرہ ریاست بڑودہ

الجواب و ھوالموفق للصواب الحمد لو لیہ والصلاۃ والسلام علی نبیہ و رسولہ و حبیبہ اما بعد حضور سرور کائنات فخر موجودات علیہ افضل الصلوٰت واتم التسلیمات کا علم شریف وہ بحر ذخار اور دریائے ناپیدا کنار ہے جس کی کوئی حد و غایت نہیں آپکو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا۔ حدیث مقدس علمت علم الاولین و الآخرین (او کما قال) اس کے لئے دلیل ناطق و شاہد صادق ہے ہاں حق سبحانہ و تعالٰی کا علم اور آپ

علم مساوی اور برابر نہیں دونوں میں فرق بین ہے علم باری تعالیٰ محیط اور علم حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام محاط، وہ علم قدیم یہ حادث وہ ذاتی یہ عطائی اور پھر کمیت ومقدار کا فرق بھی موجود یعنی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف حق سبحانہ وتعالے کے علم کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا کہ سات دریاؤں میں سے ایک قطرہ لیکن مخلوقات میں کوئی آپ کے علم کے برابر نہیں، یہاں تک کہ انبیائے سابقین علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو جس قدر بھی علم عطا ہوا وہ آپ کے علم شریف کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا کہ سات دریاؤں میں سے ایک قطرہ چنانچہ روح المعانی میں قولہ تعالےٰ ولا یحیطون بشیء من علمه کے تحت مرقوم ہے۔علم الاولیاء من علم الانبیاء بمنزلة قطرة من سبعة البحرو علم الانبیاء من علم نبینا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بهذا المنزلة وعلم نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم من علم الحق سبحنه بهذه المنزلة قصیدہ بردہ میں ہے:

فان من جودك الدنیا و ضرتها

ومن علومك علم اللوح والقلم

غرض یہ کہ بہ نسبت مخلوقات کے آپ کے علم کی کوئی انتہا وغایت نہیں ہے:

لا یمکن الثناء کما کان حقه

بعداز خدا بزرگ توئی قصه مختصر

پس ایسے علم شریف ناپید اکنار کو جانوروں اور پاگلوں کے علم کی طرح تحریر کرنا اور اس کے ساتھ تشبیہ دینا صراحۃً کفر وجہالت اور کھلی حماقت ونادانی ہے۔نبی برگزیدہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہے اور آپکی شان اقدس میں ایک شمہ برابر گستاخی کرنیوالا قطعا مرتد ہے۔اللّٰهم احفظنا

(۲) حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی غیر پر استقلالاً صلوٰۃ بھیجنا ہرگز جائز نہیں خواہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں یا اولیائے عظام رحمہم اللہ ہاں طبعاً جائز ہے۔چنانچہ تفسیر احمدی میں

آیت کریمہ "ان الله وملائکتہ۔۔۔الآیۃ" کے تحت مرقوم ہے۔

ثم انھم ذکروا ان الصلوٰۃ علی غیرہ وآلہ بطریق التبعیۃ جائز بالاستقلال مکروہ تشبہ بالروافض پس نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد میں قصید واختیار کے ساتھ ہوش وحواس کے درست ہوتے ہوئے عمداً کسی غیر کا کلمہ پڑھنا اور اس پر درود پڑھنا جیسا کہ سائل تحریر کر رہا ہے اور پھر اس کے اس فعل کو تسلی بخش بتانا یقینی کفر وارتداد ہے۔

(۳) شیطان کے لئے تمام روئے زمین کا علم محیط نص سے ماننا اور حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم اس سے کمتر بتانا کما حررہ السائل یہ یقینی نبی کریم ﷺ کی سخت ترین توہین اور ایسا تحریر کرنے والا قطعاً مرتد ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے علم شریف کی تو وہ شان ہے کہ شیطان تو درکنار اولوالعزم انبیاء علیہم السلام بھی اس کے قریب نہیں پہنچے۔

کمافی القصیدۃ البردۃ ولله درہ حیث قال

فاق النبیین فی خلق و فی خلقٍ
ولم یدانوہ فی علم ولاکرم
وکلھم من رسول الله ملتمس
غرفا من البحر او رشفا من الدیم
وواقفون لدیہ عند حدھم
من نقطۃ العلم اومن شکلۃ الحکم

(۴) حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو خاتم النبیین نہ ماننا اور آپ کے بعد میں دوسرے نبی کے وجود کو ممکن اور جائز سمجھنا بلاشک نصوص قطعیہ صریحہ کا انکار ہے جو صراحۃ کفر وارتداد ہے۔ آیہء کریمہ "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین" اس کے لئے دلیل قاطع برہان ساطع ہے تفسیر احمدی میں ہے: "ھذہ الآیۃ تدل علی ختم النبوۃ علی نبینا ﷺ صریحا" دوسری جگہ ہے: "وخاتم

النبیین ای لم یبعث بعدہ نبی قط واذانزل عیسیٰ فقد یعمل بشریعتہ ویکون خلیفۃ لہ ولم یحکم بشطر من شریعۃ نفسہ وان کان نبیا قبلہ" ۔

(۵) سرورکائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں ذرہ برابر گستاخی کرنیوالا اورشمہ برابر توہین کرنے والا بلاریب کافرومرتد ہے۔اورجوشخص ایسے گستاخ شخص کواس کے اقوال کفریہ کاعلم ہونے کے باوجودکافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے کتب عقائد میں صاف وصریح مسطور ہے۔من شك فی کفرہ و عذابہ فقد کفر اللھم ارزقنا خیرالدین واسئلك اللھم حبك وحب حبیبك ﷺ اللھم ارزقنا زیادۃ حرمك و حرمہ ﷺ من قبل ان تُمِیتَنَا و توفّنا مسلمین والحقنا بالصالحین غیر خزایا ولانادمین ولا مفتونین امین یارب العلمین.

کتبہ العبد الفقیر الیٰ ربہ الغنی محمد صدیق البرودی غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولمشائخہ اجمعین

(۲۵۲) الجواب صواب والمجیب مصیب۔الراقم احمد سید خالد شامی عُفی عنہ

(۲۵۳) ھذا ھوالحق عندی احقر الزمان

محمد عبداللہ بزودی غفرلہٗ الرحمن القوی

فتوائے دیگراز بریلی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع مبین اس مسئلہ میں کہ کتاب حسام الحرمین شریف حق ہے یانہیں اور مسلمان کواس کے احکام کاماننااوران پرعمل کرناضروری ہے یانہیں؟بینوا توجروا۔

المستفتی بوہرہ سیٹھ سلیمٰن رجب قادری برکاتی نوری غفرلہٗ۔ازپادرہ ضلع بڑودہ الجواب

(۲۵۴) ''الجواب الحمد للہ رب المشرقین والمغربین۔ الذی سل حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین۔ وافضل الصلوٰۃ واکمل السلام فی النشأتین، علی حبیبہ المزین بکل زین۔ والمنزہ من کل عیب و شین، سید الکونین جد الحسنین، نبی القبلتین، وسلیتنا الی اللہ تعالیٰ فی الدارین۔ سیدنا مولانا محمد والہ وصحبہ و ابنہ و حزبہ اجمعین فی الملوین، أمین یا خالق الکونین۔ اما بعد کتاب برکت مآب کامل النصاب حسام الحرمین شریف ازاول تا آخر بالکل درست وصحیح بجا و حق واجب العمل واجب الاعتقاد واجب الاعتبار'' ہے۔ بلکہ حسام الحرمین کھرے کھوٹے سچے جھوٹے کو پرکھنے کے لیے سچی کسوٹی اور صحیح معیار ہے۔ اگر اس کے تمام احکام کو بکشادہ پیشانی حق مان کر اون کے حضور سر تسلیم کردے تو معلوم ہوجائے گا کہ سچا سنی مسلمان ایماندار ہے اور اگر جان بوجھ کر انکار کیا تو کھل جائیگا کہ گمراہ بدمذہب مکار ہے۔ حسام الحرمین ایمان وسنت کا ایک مہکتا گلشن لہکتا گلزار ہے۔ جس کے پھولوں میں باغ حرم کے پھولوں کی خوشبو جس کی بہار چمن طیبہ کی بہار ہے۔ حسام الحرمین جلوہ ''بَاطِنُہٗ فِیْہِ الرَّحْمَۃُ وَظَاھِرُہٗ مِنْ قِبَلِہِ الْعَذَابُ'' کا آئینہ دار ہے کہ اہلسنت کے لئے نمونہ ''جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ'' ہے۔ اور بدمذہبوں منافقوں کے لئے قہر پروردگار ہے دینداروں کے لیے نور بیدینوں کے لئے نار ہے مسلمانوں کے لئے مہکتے ہوئے پھول اور بے ایمانوں کی آنکھوں میں کھٹکتا خار ہے۔ حسام الحرمین دین وسنت کی سپر اور دشمنان دین کے سروں پر شمشیر برق بار ہے پاک خدا کے پاک گھر کعبہ معظمہ کی برہنہ تلوار ہے۔ پیارے نبی کی پیاری سرکار مدینہ طیبہ کی تیغ آبدار ہے، محمدی فوج ظفر موج مفتیان مدینہ منورہ کا نیزہ کا فر شکار ہے الٰہی لشکر ظفر پیکر یعنی علمائے مکہ معظمہ کا خنجر خونخوار ہے کہ خدا ورسول جل جلالہٗ و ﷺ کے دشمنوں بدگویوں کی گردنوں پر پڑتا وار پر وار ہے۔ بیدینوں کی چارہ جوئی کا کہاں وار ہے۔ حسام الحرمین کی وہ قاہر مار ہے

کہ خدا ورسول جلا جلالہٗ و ﷺ کے توہین وگستاخی کرنیوالوں کے سینوں میں غار ہے۔ جس کا ہر وار وار سے پار ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ اس کا مصنف محمدی کچھار کا شیر خونخوار ہے، حیدری اکھاڑے کا شہ زور پہلوان میدان حمایت اسلام کا یکہ تازہ شہسوار ہے، جو علمائے کرام کی آنکھوں کا تارا۔ مفتیان عظام کے سروں کا تاج امت مصطفیٰ کا پاسبان۔ حامیان ملت کا سردار ہے جس کی بلندی جلالت ورفعت وجاہت علمائے حرمین کے فرمان "شَھِدَ لَہٗ عُلَمَاءُ الْبَلَدِ الْحرامِ اَنَّہٗ السَّیِّدُ الْفَرْدُ الْاِمامُ" سے روشن وآشکار ہے جو دین پاک کا مجدد ملت طاہرہ کا مؤید علمائے اہلسنت کا امام اور پیشوائے نامدار ہے۔ سنت مصطفیٰ ﷺ کا زندہ کرنیوالا دشمنان مذہب اہلسنت کو خاک وخون میں لٹانے والا کفر وشرک کو مٹانیوالا۔ حمایت شریعت وطریقت کا علمبردار ہے اس مبارک فتاویٰ پر تصدیق کرنے والوں میں ہر ایک ساکن بلد اللہ الحرام یا مجاور آستانہ سرکار ابد قرار ہے۔ جو شخص جان بوجھ کر اسے نہ مانے وہ کافر ومرتد عذاب نار کا سزاوار ہے۔ مستحق غضب جبار ہے لائق لعنت کردگار ہے۔ مورد قہر قہار ہے اس پر خدا کی سخت لعنت اور پھٹکار ہے کیوں کہ اس نے اللہ ورسول جل جلالہٗ و ﷺ کی عزت وعظمت وجلالت ووجاہت کو اس قدر ہلکا جانا کہ ان کی توہین اور گستاخی کو کفر نہ مانا اور پُر ظاہر کہ جس طرح اللہ ورسول جل جلالہٗ و ﷺ کی توہین اور گستاخی کو کفر نہ جانے وہ بھی اسلام سے خارج اور مرتد خاسر ہے۔ بالجملہ بیشک فتاوٰے حسام الحرمین شریف حرف بحرف قطعاً حق وصحیح ہیں اور ان کو ماننے والے ان پر سچے دل سے عمل کرنے والے سچے پکے سنی مسلمان سعید ونجیب ہیں اور بے شک قادیانی، نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی اپنے ان کفریات واضحہ صریحہ خبیثہ ملعونہ کے سبب جو اصل فتاوٰے حسام الحرمین شریف میں بعبارتہا منقول ہیں جن میں کوئی ایسی تاویل وتوجیہ قطعاً ناممکن، جو قائلین کو قطعی یقینی کفر وارتداد سے بچا سکے قطعاً یقیناً کافر مرتد لائق تذلیل وتوہین وواجب التفضیح ہیں اور بے شک جو لوگ ان کے کفریات قطعیہ ملعونہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کو مسلمان

جانیں یا ان کے کافر ہونے میں شک رکھیں یا ان کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی خارج الاسلام داخل کفر قبیح ہیں اور بیشک ان فتاوٰی کا ماننا مسلمانوں پر فرض دینی اسلامی قطعی یقینی اوران پر عمل کرنا حکم شرعی لازم حتمی۔ هذا ما اقول و افوض امری الی الله ان الله بصیر بالعبادو بالله التوفیق و علیه الاعتماد الله تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم۔

الفقیر ابو الفتح عبید الرضا



کتبه محمد المدعو بحشمت علی القادری الرضوی اللکھنوی غفرلهٗ ولا بویه واخویه وجمیع اهلسنت والجماعة ربه المولیٰ العزیز القوی آمین

فتوائے علمائے سندھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

استفتاء

چہ می فرمایند علمائے اہلسنت ومفتیان دین وملت کثر اللہ تعالیٰ امدادہم وکسر اضدادہم دریں مسائل کہ مرزا غلام احمد قادیانی دعوی نبوت کردہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام راسخت ناپاک دشنامہا داد۔

ازمولوی رشید احمد گنگوہی استفتاء کردہ شدکہ دو شخص درکذب باری گفتگو میکروند برائے طرفداری یکے شخص ثالث گفت کہ من کے گفتہ ام کہ من قائل وقوع کذب باری باری نیستم ایں قائل مسلمان ست یا کافر بدعتی ضال است یا منجملہ اہلسنت باوجودیکہ قبول کردوقوع کذب باری رشید احمد گنگوہی فتویٰ داد کہ اگرچہ ثالث درتاویل آیات خطا کردمگروے را کافر یا بدعتی ضال نمی باید گفت زیراکہ وقوع خلف وعید راجماعت کثیرہ ازعلمائے سلف قبول میکند خلف وعید خاص است وکذب عام است زیراکہ قول خلاف واقع را کذب میگویند پس آن قول خلاف واقع گاہے وعیدے باشدگاہے وعدہ گاہے، خبروایں ہمہ انواع کذب است ووجود نوع وجود جنس را مستلزم ست لہذا معنی وقوع کذب (از باری تعالیٰ) درست شد اگرچہ بضمن فردے باشد پس بناء علیہ ایں ثالث راہیچ کلمہ سخت نباید گفت کہ درین تکفیر علمائے سلف لازم می آید۔ حنفی رابر شافعی وشافعی رابر حنفی بوجہ قوت دلیل خود طعن و تضلیل کردن نمی رسد۔ این ثالث را از تضلیل وتفسیق مامون باید کرد۔

مولوی قاسم نانوتوی درکتاب خود مسمی بہ تحذیر الناس برصفحہ سوم نوشت

درخیال عوام خاتمیت رسول اللہ ﷺ بایں معنی ہست کہ زمانہ آنحضرت بعد زمانہ انبیائے پیشین ست و آنحضرت آخر الانبیاء ہست مگر براہل فہم روشن باشد کہ در تقدم یا تاخر زمانی ہیچ فضیلت بالذات نیست پس در مقام مدح ولکن رسول اللہ خاتم النبیین فرمودن درین صورت چگونہ صحیح می تواند شد آرے اگر ایں وصف را اوصاف مدح نشمارند و این مقام را مقام مدح نگر دانند پس البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی درست می تواند بود مگر من میدانم کہ کسے راز اہل اسلام این سخن گوار نخواہد بود برہمیں صفحہ نوشت بلکہ بنائے خاتمیت برامر دیگر ست کہ ازان تاخر زمانی وسد باب مذکور خود بخود لازم می آید وفضیلت نبوی دو بالا میشود تفصیل ایں اجمال آنست کہ قصہ موصوف بالعرض بر موصوف بالذات ختم میگر د چنانکہ وصف بالعرض مکتسب از موصوف بالذات میشود وصف موصوف بالذات از دیگرے مکتسب و مستعار می شود و بر صفحہ چہارم نوشت ہمیں طور خاتمیت رسول اللہ ﷺ را تصور فرمائند یعنی آنحضرت موصوف بوصف فیض آنحضرت ست مگر نبوت آنحضرت فیض دیگر نیست (بہمیں معنی) بران حضرت سلسلہء نبوت مختتم میشود و بر صفحہ چہارم نوشت اگر اختتام نبوت بایں معنی تجویز کردہ شود کہ من گفتم پس خاتم آنحضرت فقط بہ نسبت انبیائے گذشتہ خاص نہ باشد بلکہ اگر بالفرض در زمانہ آنحضرت ہم نبی دیگر شود در آن حال ہم خاتمیت آنحضرت بحال خود باقی یماند بر صفحہ بست وہشتم نوشت بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ہم نبی دیگر پیدا شود دریں صورت ہم در خاتمیت محمدیہ ہیچ فرقے وخللے نخواہد افتاد و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کتاب بنام براہین قاطعہ نوشت واستاذش مولوی رشید احمد گنگوہی حرف حرف ایں کتاب را تصدیق نگاشت دریں کتاب بر صفحہ پنجاویکم مینویسد الحاصل غور می باید کرد کہ حال شیطان و ملک

الموت را دیدہ علم محیط زمین را برائے فخر عالم خلاف نصوص قطعیہ بلا دلیل
محض قیاس فاسدہ ثابت کرون اگر شرک نیست پس کدامی حصہ ایمان ست
برائے شیطان وملک الموت ایں وسعت علم بنص ثابت شد بر وسعت علم فخر
عالم کدام نص قطعی ہست کہ باآں ہمہ نصوص را رد کردہ یک شرک ثابت
میکند۔ مولوی اشرف علی تھانوی در کتاب خود مسمی بہ حفظ الایمان بر صفحہ ہشتم
نوشت برائے ذات مقدسہ آنحضرت علم غیب ثابت کروں اگر بقول زید
صحیح باشد پس امر دریافت طلب انیست کہ مراد ازیں غیب آیا بعض غیب
ست یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہستند پس دریں علم غیب تخصیص
حضور چیست مثل ایں غیب برائے زید وعمر بلکہ برائے ہر صبی ومجنون بلکہ
برائے جمیع حیوانات وبہائم نیز حاصل ست زیرا کہ ہر کسے را امرے
معلوم باشد کہ از دیگرے مخفی است پس باید ہمہ را عالم الغیب گفتہ شود پس
اگر زید التزام بکند کہ آرے من ہمہ را عالم الغیب خواہم گفت پس علم غیب را
منجملہ کمالات نبوۃ چرا شمردہ میشود وصفے کہ دراں خصوصیت مومن بلکہ
خصوصیت انسان ہم نہ باشد او از کمالات نبویہ چگونہ تواند شد۔ واگر التزام
کردہ نشود پس درمیان نبی وغیر نبی وجہ فرق بیان کردن ضرور است واگر
تمام علوم غیب مراد ہستند بایں طور کہ فردے از افراد علم غیب خارج از علم
نبوی نماند پس بطلان ایں، مر بدلیل نقلی وعقلی ثابت است۔ اکنون علمائے
ربانیین وفضلائے حقانیین براہ ہمدردی اسلام ومسلمین بلا خوف لومۃ لائم
اظہار حق فرمایند کہ آیا از مذکورین

مرزا غلام احمد قادیانی کافر ومرتد ست یا نے۔۔۔۔۔۔۔بینوا توجروا۔

(۲) مولوی رشید احمد گنگوہی کہ وقوع کذب باری را درست گفت مرتکب تکذیب
خدائے قدوس وسبوح جل جلالہٗ ہست یا نے ابینوا توجروا۔

(۳) مولوی قاسم نانوتوی کہ معنی ختم نبوت راتحریف کردہ خاتم النبیین بمعنی آخرالانبیاء را غلط وخیال عوام گفت ومعنی خاتم النبیین نبی بالذات ساخت وپیداشدن نبی جدید رابعدزمانہ نبوی ہم تجویز کرد آیا منکر مسئلہ ضروریہ دینیہ ختم نبوت ہست یانے؟ بینوا توجروا۔

(۴) مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کہ علم محیط زمین رابرائے شیطان وملک الموت ثابت بنصوص گفت وثبات ہمیں علم رابرائے حضور سید عالم ﷺ شرک گردانید آیا علم شیطان زائد از علم نبوی گفت یانے؟ وانبیٹھوی مذکور توہین وتنقیص کنندہ حضور سید عالمین ﷺ ہست یانے؟ بینوا توجروا۔

(۵) مولوی اشرف علی تھانوی کہ علم غیب نبی اکرم ﷺ رامثل علم غیب جانوراں وچارپایگان وبچگان ومجنونان گفت آیا اہانت واستخفاف کنندہ حضور سید المرسلین ﷺ ہست یانے بینوا توجروا۔

المستفتی۔ فقیر ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہ وابویہ ربہ القوی مدرس مدرسہ اہلسنت وجماعت۔ پادرہ ضلع برودہ ملک گجرات۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین والہ واصحابہ اجمعینط واب سوال اول: مرزا غلام احمد قادیانی کہ دعوی نبوت و رسالت خود کردہ است چنانکہ از کتب مصنفہ او ظاہرست ہیچکس را از اہل اسلام در الحاد و زندقہ او اختلاف نیست۔ مرزا غلام احمد قادیانی در صفحہ ۱۱ از کتاب خود دافع البلا اعلان میکند کہ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا ودر صفحہ دہم میگوید بہر حال جبتک کہ طاعون دنیا میں رہے گا قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیوں کہ یہ اس کے رسول کا تختگاہ ہے۔ اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔ ودر صفحہ ۲۱ گوید اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔

صفحہ ۲، ۳ کتاب تریاق القلوب میگوید کہ

منم مسیح ببانگ بلند مے گویم
منم خلیفہ شاھی کہ برسما باشد
منم مسیح زماں و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

کتاب تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۹ میگوید

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو　　　اس سے بہتر غلام احمد ہے

در حاشیہ مطلب این شعرے نویسد کہ اکثر نادان اس مصرعہ کو پڑھ کر نفسانی جوش ظاہر کرتے ہیں مگر اس مصرعہ کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ امت محمدیہ کا مسیح امت موسویہ کے مسیح سے افضل ہے۔ ازیں عبارت مرزا غلام احمد قادیانی صاف معلوم شد کہ مرزا غلام احمد خودرا نہ فقط نبی و رسول میگوید بلکہ از انبیاء علیہم السلام خودرا افضل و اعلیٰ می داند و توہین انبیاء علیہم السلام برملا کردہ ضروریات دین را صریح تکذیب می نماید و صاحب فصول عمادی نوشتہ است کہ اگر کسے گفت کہ من رسول خدا ہستم یا این لفظ گفت کہ من پیغمبر کافر مے شود اگر کسے از و معجزہ طلب کرد آن ہم کافر ست چرا کہ دعوی اورا محتمل صدق دانست و اگر بغرض عاجز کردن او میگوید پس کفر نیست ولفظہ ھکذا قال انا رسول اللہ اوقال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر ولوانہ حین قال ھذہ المقالۃ طلب غیرہ من المعجزۃ قیل یکفر والمتاخرون من المشائخ قالوا ان کان غرض الطالب تعجیزہ وافضاحہ قیل لایکفر انتھی واین مضمون در فتاوے ہندیہ و جامع الفصولین ہم مذکور ست و در اشباہ و نظائر در آخر باب ردہ می نویسد کہ اذالم یعرف ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات انتھیٰ۔ یعنی کسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را آخرین انبیاء نمی داند کافر ست چرا کہ این عقیدہ از ضروریات دین ست و در شفائے قاضی عیاض تصریح فرمودہ است

وکذلك تقطع بتکفیر غلاۃ الرافضة فی قولهم ان الائمة افضل من الانبیاء انتهی وعلامہ قسطلانی در جلد اول ارشاد الساری شرح صحیح بخاری در صفحہ ۱۷۵ می فرماید النبی افضل من الولی وهو امر مقطوع به والقائل بخلافه کافرلانه معلوم من الشرع بالضرورة انتهی هذا ما ظهرلی فی هذا الباب واللّٰہ اعلم بالصواب۔

جواب سوال دوم: مولوی رشید احمد گنگوہی سرگروہ علمائے دیو بند در فتوائے مذکور علی الاعلان گفت کہ معنی وقوع کذب باری تعالیٰ درست شد اگر چہ در ضمن فردے باشد پس بنابراین عقیدہ بر صدق قرآن شریف کہ اصل اصول اسلام و ایمان ست چہ طور اعتبار و اعتماد خواہد شد چرا کہ اگر در کدام یک سخنے کاذب بودن باری تعالیٰ ظاہر شد پس بر دیگر اقوالش چگونہ اعتماد و یقین خواہد شد تعالیٰ اللہ عما یقولون علوا کبیرا مطلب این است کہ از روی این عقیدہ فاسدہ نہ اسلام باقی می ماند نہ اصول و فروع آن نعوذ باللّٰہ من هذہ العقیدة الشنیعة چرا کہ بسبب وقوع کذب باری تعالیٰ از ہمہ ضروریات دین دست شستہ شد نہ بر خدائے تعالیٰ ایمان ماند نہ بر قرآن نہ بر رسالت رسل و نہ بر ملائکہ نہ بر قیامت وحشر و نشر و عذاب و ثواب بلکہ ہیچ چیز درست نماند قد رد اللّٰہ تعالیٰ علی هذہ العقیدة الفاسدة حیث قال جل شانه و عز برهانه وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل القول لدی وایضا قال عز من قائل ولن یخلف اللّٰہ وعده وعبادہ کما ذکره الشامی فی ردالمختار وایضا قال اللّٰہ تعالیٰ و من اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذبا اولئك یعرضون علی ربهم ویقول الاشهاد هٰؤلاء الذین کذبوا علی ربهم الالعنة اللّٰہِ علی الظالمین یعنی کیست ظالم تر از اں شخصے کہ تہمت کذب بر خدائے تعالیٰ بندد ایں کساں در حضور رب خویش حاضر کردہ خواہند شد و گواہان خواہند گفت کہ این آں کساں اند کہ بر رب خویش کذب بستند خبر دار شوید بر ظالمان لعنت خداست قال الرازی فی التفسیر الکبیر قال المحققون اذا ثبت ان من افتری علی اللّٰہ و کذب فی تحریم مباح

ستحق هذا الوعيد الشديد فمن افترى على الله الكذب فى مسائل التوحيد
ومعرفة الذات والصفات والنبوة والملئكة و مباحث المعاد كان وعيده اشد
واشق انتهى؎ وظاہر است کہ مولوی رشید احمد گنگوہی در فتوائے خود مذکورہ بالانصوص قطعیہ
را غیر صادق و بے اعتبار ساختہ تکذیب آنہا کردہ باب ضلالت والحاد در ابرائے اغوائے عوام
خلق اللہ کشادہ است چراکہ در جواب خود تصریح نمود کہ قائل وقوع کذب باری تعالیٰ را
کافر یا فاسق یا ضال نباید گفت حالانکہ از عقائد ضروریہ اہل اسلام انیست کہ حق تعالیٰ را از
شائبہ جمیع نقائص منزہ و برتر یقین کردہ باید کما صرح به فى العقائد العضدية حيث قال
وهو تعالىٰ منزه عن جميع النقائص كما سبق من اجماع العقلاء على ذلك انتهٰى
۔ وکسیکہ چنیں عقیدہ ندارد یعنی حق تعالیٰ را از عیوب ونقائص منزہ نگوید آنکس بلا اشتباہ
مبتدع وضال ست واز اہل سنت و جماعت خارج ست، چنانچہ در فتاوے عالمگیریہ مطبوعہ
مصر جلد دوم صفحہ ۲۵۸ تصریح کردہ است حيث قال يكفر اذا وصف الله تعالىٰ بما لا يليق
به اونسبه الى الجهل والعجز و النقص انتهٰى ۔ ودر جامع الفصولین مطبوع مصر جلد دوم
صفحہ ۲۹۸ وفتاوی بزازیہ جلد ۳ صفحہ ۳۲۳ مطبوعہ مصری نوسید کہ لو وصف الله تعالىٰ بما لا
يليق به كفر انتهى ودریں شک نیست کہ از جملہ عیوب ونقائص کذب ہم یک شنیع وقبیح
تر نقص ست کما صرح به فی تفسیر مدارک التنزیل تحت ایۃ من اصدق من الله حديثا اى
لا احد اصدق منه فى اخباره ووعده ووعيده لاستحالة الكذب عليه تعالىٰ لقبحه
لكونه اخبارا عن الشئى بخلاف ماهو عليه انتهى وہمچنیں علامہ قاضی بیضاوی در تفسیر
خود زیر آیت مذکورہ مے فرماید انکار لان یکون احد اکثر صدقا منه فانه لايتطرق
الكذب الى خبره بوجه لانه نقص وهو على الله تعالىٰ محال انتهى وايضا قال فى
تفسير خازن تحت الاية المذكورة يعنى لا احد اصدق من الله فانه لا يخلف
الميعاد لا يجوز عليه الكذب انتهى ازیں عبارات تفاسیر معتبرۂ اہل السنۃ والجماعۃ مبرہن

گشت کہ حق تعالیٰ از شائبہ نقص و کذب منزہ و برتر ست و کذب از حق تعالیٰ ممتنع و محال ست و کسیکہ نسبت کذب بہ او تعالیٰ مے دہد ملحد صریح و زندیق قبیح است۔ قبل ازین در بعض رسائل علمائے دیوبند ایں عقیدۂ امکان کذب باری تعالیٰ بمطالعہ رسیدہ بود مگر از تقیہ این قول فاسد اعنی وقوع کذب باری تعالیٰ را انکار مے کردند اکنوں معلوم شد کہ امام طائفہ علمائے دیوبند مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قائل وقوع کذب باری تعالیٰ را بزور در دائرہ اہلسنت داخل کردہ در تنقیص شان الوہیت سعی بیجا نمودہ و از عقیدۂ امکان کذب او تعالیٰ قدم افزودہ تائید وقوع کذب باری تعالیٰ ہم می نماید کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا چونکہ اہل ہوا در مسئلہ امکان کذب عوام را فریب دادہ بر ایمان خلق اللہ دست دراز میکنند لہذا ضروری شد کہ بطریق اختصار رد دلائل واہیۂ اہل توہب نمودہ فریب بازی این قوم ظاہر کردہ شود۔ باید دانست کہ وہابیاں ہمیشہ عقیدہ امکان کذب باری تعالیٰ پیش کردہ مردمان را این فریب مے دہند کہ در مسئلہ خلف الوعید علمائے اشاعرہ کہ اہلسنت اند ختلاف می دارند و خلف وعید یک شاخ امکان کذب ست چرا کہ وعید ہم یک خبر است پس خلاف آن کذب خواہد شد حالاں کہ این صریح فریب باری اہل مذاہب باطلہ است کہ خلاف حق را باحق آمیختہ

دام تزویدری نہند۔ اکابر اہلسنت در تصانیف خویش این حقیقت را مثل آفتاب روشن کردہ اند کہ کسانیکہ خلف الوعید را قائل اند آنہا میگویند کہ خلف وعید چیز دیگر ست و کذب چیز دیگر کہ بیگدیگر ہیچ تعلق ندارند چرا کہ وعید انشائے تخویف ست یعنی پیدا کردن خوف و ظاہر است کہ صدق و کذب بخبر تعلق میدارند نہ بانشاء لہذا خلف وعید در کذب داخل نخواہد شد باقی خلف وعد کذب است کہ بر خلاف واقع خبر دادن را میگویند و ازین سبب گفتہ اند کہ خلف الوعید از خدائے تعالیٰ فضل و کرم ست و خلف الوعدہ از حق تعالیٰ محال و نقص ست کما صرح بہ فی مسلم الثبوت و شرحہ فواتح الرحموت لمولانا بحر العلوم اللکھنوی ونص العبارۃ ھکذا الخلف فی الوعید جائز فان اھل العقول السلیمۃ

ـدونه فضلا لا نقصادون الوعد فان الخلف فيه نقص مستحيل عليه سبحٰنه
تعالیٰ وردبان ایعاد اللّٰه تعالیٰ خبر فهو صادق قطعا لاستحالة الكذب هناك
عتذربان كونه خبرا ممنوع بل هوانشاء للتخويف فلا باس في الخلف انتهى
زیں عبارت چوں روز روشن ظاہر شد کہ کسانیکہ قائل خلف الوعیدند اوشان ازیں خلف الوعید
عنی کذب وخلاف وعدہ ہرگز نے گیرند بلکہ کذب رانقص ومحال گفتہ حق تعالیٰ رامنزہ ومبرا
ز کذب یقین مکیند نہ مثل وہابیاں خذلھم اللہ تعالیٰ کہ ازخلف وعید خواہ مخواہ امکان کذب
اری تعالیٰ ثابت مکیند کہ صریح نقص وعیب ست، صاحب ردالمحتار در فصل تالیف الصلاۃ از
جلداول درخلف وعید اختلاف اشاعرہ بیان کردہ میفر ید مایدهل بجوز الخلف فی
الوعيد فظاهر مافي المواقف والمقاصد ان الاشاعرة قائلون بجوازه لانه لايعد
نقصابل جودا وكرما وصرح التفتازاني بان المحققين على عدم جوازه انتهى
ازیں عبارت معلوم شد کہ محققین اشاعرہ قائل خلف وعید عیستند وغیرہ محققین نیز آنرا کذاب
ونقص نمی گویند بل جودوکرم میگویند پس حاصل تمامی ایں تحقیق آنست کہ کسی از اہل اسلام
خلف وعیدرال بمعنی کذب نگرفتہ ووہابیان قاتلھم اللّٰہ تعالیٰ برائے فریب دادن عوام این
افتراء ایجاد نمودند کہ خلف وعید از افراد امکان کذب ست هذا ما تيسرلي في هذا الباب
والله اعلم بالحق والصواب۔

جواب سوال سوم: ازعبارت کتاب تحذیر الناس مصنفہ مولوی محمد
قاسم صاحب نانوتوی وبانی مدرسہ دیو بند تصریحا لائح گشت کہ خاتمیت رسول اللہ ﷺ
باین معنی نیست کہ آخر الانبیاء ست دور زمانہ از ہمہ انبیاء آخراست واز خاتمیت رسول اللہ
معنی آخر الانبیاء فہمیدن خیال عوام بے فہم ست الخ حالاں کہ از تمام مفسرین ومحدثین و
متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ تواتر این معنی یعنی خاتم النبیین بودن آنحضرت ﷺ بمعنی
آخر الانبیاء از صحابہ وتابعین وآئمہ مسلمین رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین مروی ومنقول ست واین

معنی گرفتن از ضروریات دین شدہ است چنانچہ دراشباہ ونظائر درآخر باب ردّہ تصریح کردہ
کہ اگر کسے سیدنا محمد مصطفی ﷺ را آخرالانبیاء نمی داند از اسلام خارج ست چرا کہ حضور انور
آخرالانبیاء دانستن از ضروریات دیں ست وعبارۃ الاشباہ ھکذا اذالم یعرف ان
محمدًا ﷺ آخرالانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات انتھی مزید عجیب از
مولوی صاحب نانوتوی ایست کہ میگوید معنی خاتمیت رسول اللہ ﷺ را بمعنی آخرالانبیاء
درفضیلت ومدح آنحضرت ہیچ وخلل نیست حالاں کہ علامہ قاضی عیاض درکتاب شفا وعلامہ
قسطلانی شارح بخاری ومواہب لدنیہ می آرد کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بایں چنیں الفاظ فضائل و
مناقب عالیہ فخر عالم ﷺ بعد وفات وے بصیغہ ندا بیان فرمودہ اند حیث قال بابی انت
وامی یا رسول اللہ لقد بلغ من فضیلتک عند اللہ ان بعثک آخرالانبیاء و ذکرک
فی اولھم فقال واذاخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح الایۃ و اللہ سبحٰنہ
وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

جواب سوال چھارم: ازعبارت کتاب براہین قاطعہ مؤلفہ مولوی
خلیل احمد انبیٹھوی ومصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی صاف صاف ہویدا میشود کہ علم شیطان و
ملک الموت علیہ السلام از فخر دو عالم علیہ السلام وسیع ترست واین وسعت از نصوص قطعیہ ثابت
است وبرائے فخر دو عالم ﷺ بقدر وسعت مذکورہ تسلیم کردن شرک وبے ایمانی ست الخ
ازیں عبارت چند وجوہ خرابی وفساد عقیدۂ اسلامیہ لازم مے آیند یکے توہین واستخفاف
حضرت سرور عالم ﷺ کہ درمقابلہ علم بے پایاں آنحضور علیہ السلام علم شیطان لعین را زائد گفتہ
شد دیگر آن وسعت علمی را کہ برائے سرور عالم ﷺ ثابت کردن شرک وبے ایمانی گفتہ
است برائے ملک الموت علیہ السلام وشیطان لعین نہ فقط تسلیم کردہ است بلکہ بموجب خیال
باطل خود مثبت بنصوص قطعیہ گفتہ است حالاں کہ این عقیدہ مسلمہ اہل اسلام است کہ چیزیکہ
مستلزم شرک ست آنرا برائے ہرکس از ماسوی اللہ تعالیٰ تسلیم کردن شرک وکفراست افسوس

کہ مصنف براہین قاطعہ دریں مسئلہ بدیہہ چہ قدر راز راہ حق دور افتادہ کہ اثبات وسعت علمی را در حق فخر دو عالم ﷺ بے ایمانی وشرک می داند برائے ملک الموت وشیطان لعین عین ایمان می پندارد یا للعجب مصنف صاحب در نماز وہابیت از کجا تا کجا رسیدہ است و بر خود الزام مشرک شدن و بے ایمانی ثابت کردہ است۔ وللہ در من قال

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اگرچہ مولوی خلیل احمد صاحب مصنف براہین قاطعہ بلکہ تمام وہابیان از وسعت علم سید الانبیاء ﷺ نہ فقط منکر بلکہ قائل را مشرک و بے ایمان میگویند مگر در حقیقت وسعت علمی سردار عالم ﷺ از آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ چوں روز روشن ظاہر و باہر ست ولکن الوہابیین لا یعلمون۔ واین عقیدہ متفقہء اہلسنت ست کہ علم آنحضرت ﷺ از علم ہمہ مخلوقات وسیع تر و بے پایان ست وعلم تمامی مخلوقات بنسبت معلومات خلاق عالم جل شانہٗ یک قطرہ از بحر ناپیدا کنارست و دریں جا بحث از علم مخلوق کہ بعطائے الٰہی شدہ است کردہ می شود وتصریح ایں الفاظ ازیں باعث ضروری افتاد کہ مفتریاں راموقعہ افترا بدست نیاید قال فی تفسیر المدارک تحت آیۃ و علمك مالم تکن تعلم من امور الدین والشرائع اومن خفیات الامور وضمائر القلوب و کان فضل اللّٰہ علیك عظیما علمك وانعم علیك انتھی وایضا قال فی الجلالین وعلمك مالم تکن تعلم من الاحکام والغیب و کان فضل اللّٰہ علیك عظیما بذلك وغیرہ انتھی وامام زاہدی در تفسیر خود زیر آیت فاوحی الیٰ عبدہ ما اوحی می نویسد ای تکلم ما تکلم یعنی بگفت با بندہ خود آنچہ گفت از ابتدا تا انتہا کہ ہمہ انبیاء ورسل وہمہ خلائق عاجز آیند از دانستن تفسیر این ما بجز خداوند عزوجل ورسول وے ﷺ انتہیٰ ودر تفسیر روح البیان جلد سادس مطبوعہ مصر صفحہ ۳۴ می نویسد و کذا صار علمہ ﷺ محیطا لجمیع المعلومات الغیبیۃ الملکوتیۃ کما جاء

فی حدیث اختصام الملئکۃ انہ قال فوضع کفہ علی کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت علم الاولین والاخرین وفی روایۃ علم ما کان وما یکون انتھی ودر تفسیر نیشاپوری زیر آیت شریفہ وجئنابک علی ھولاء شھیدًا فرمود کہ روح آنحضرت ﷺ جمیع ارواح وقلوب ونفوس رامی بیند ومشاہدہ می فرمایدلان روحہ ﷺ شاھد علی جمیع الارواح والقلوب والنفوس وحضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ در تفسیر عزیزی در جلداول زیر آیت شریفہ ویکون الرسول علیکم شھیدًا جگر اہل تو ہب را پارہ پارہ میکند ومیفر ماید کہ یعنی و باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع ست بہ نور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان اوچیست وحجابے کہ بدان از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس اومی شناسد گناہان شما و درجات ایمان شما واعمال نیک وبد شما را واخلاص ونفاق شما را لہذا شہادت او در دنیا وآخرت درحق امت مقبول و واجب العمل ست وآنچہ از فضائل ومناقب حاضران زمان خود مثل صحابہ وازواج واہل بیت یا غائبان از زمان خود مثل اویس ومہدی ومقتل دجال یا از معائب ونقائص حاضران وغائبان میفر ماید اعتقاد بران واجب ست انتہی ودر تفسیر حسینی زیر آیت شریفہ خلق الانسان علمہ البیان فرمودہ کہ بوجود آورد محمد را ﷺ وبیاموزید ندی را بیان آنچہ بود وہست و باشد چنانچہ مضمون فعلمت علم الاولین ولاخرین از یں معنی خبر میدہد انتہی لہذا علمائے اہلسنت تصریح فرمودہ اند کہ در بارہ رسول اللہ ﷺ چنیں گفتم کہ فلاں در علم از آنحضرت ﷺ زیادہ است وعلم حضور انور از اں کس ست ناجائز و ناروا وکفرست کہ باین گفتن او تنقیص شان رسالت پناہ ومعیوب گردانیدن آنحضرت معلوم می شود اگرچہ تصریحا سب نداد مگر سب دہندہ تنقیص کنندہ یک ست قال القاضی عیاض فی الشفاء والعلامۃ شھاب الدین الخفاجی فی شرحہ المسمی بنسیم الریاض ان جمیع من سب النبی ﷺ فقد عابہ ونقصہ وان لم یسبہ فھو ساب والحکم فیہ حکم الساب من غیر فرق بینھما لا

نستثنی منه فصلا ای صورة ولا نمتری فیه تصریحا کان او تلویحا وهذا کله باجماع من العلماء وائمة الفتوی من لدن الصحابة رضی اللہ عنہم الی زماننا هذا وهلم جرا انتهی مختصرا۔ دریں جا شعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ یاد می آید کہ در مدح نبی ﷺ گفتہ است حیث قال:

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ
وَاَحْسَنُ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ وَاَجْمَلُ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

سوم ازیں عبارت براہین ہویدا شد کہ کسیکہ علم آنحضرت ﷺ را از علم شیطان لعین و ملک الموت وسیع تر گوید چنانچہ عقیدہ جمیع اہل السنۃ ست، شرک و بے ایمانی ست واین نسبت شرک و بے ایمانی بہ امت مرحومہ دادن صریح ضلالت و خروج از دائرہ اسلام ست، حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ در کتاب شفا تصریح کردہ است کہ ماایاں قطعاً آنکس را کافر تسلیم میکنیم کہ در حق امت این چنیں لفظ گوید کہ دراں نسبت گمراہی بہ امت باشد حیث قال نقطع بتکفیر کل قائل قال قولا یتوصل به الی تضلیل الامة انتهی پس حاصل ایں ہمہ تحقیق آنست کہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کہ علم محیط زمین را برائے شیطان و ملک الموت ثابت بنصوص گفت و اثبات ہمیں برائے حضور ﷺ شرک گردانید بلاشک علم شیطان را زائد از علم نبوی گفتہ توہین و تنقیص شان رسالت نمودہ است و حکم توہین و تنقیص کنندہ حضور سید المرسلین ﷺ ز عبارت شفائے قاضی عیاض و شرح مسمی بہ نسیم الریاض ظاہر ست وقد علمت من عبارته المذکورة فیما سبق ان من قال فلان اعلم منه ﷺ فقد عابه و نقصه فما بال من قال ان الشیطان اعلم منه ﷺ و نعوذ باللّٰه تعالیٰ من امثال هذه کلمات الکفریة و لقد کان فی زوایا الکلام خبایا من تحقیق وسعة علم النبی ﷺ ترکنا ذکر تفاصیلها مخافة الاطناب واللّٰه اعلم الصواب والیه المرجع والمآب

جواب سوال پنجم: از عبارت کتاب حفظ الایمان مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی چوں روز روشن این امر ہویدا گشت کہ علم غیب را دو قسم ست یک محیط کلی کہ از وہیچ فرد خارج نشد وایں قسم را عقلاً ونقلاً باطل تسلیم کرد لہذا ایں قسم علم الغیب برائے سید الانسان ﷺ حاصل نہ شد۔ دوم علم غیب جزوی وبعض ایں قسم را برائے فخر دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر چہ مجبوراً تسلیم میکند مگر میگوید کہ دریں تخصیص حضور انور چیست اینچنیں علم برائے زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ برائے جمیع حیوانات وبہائم حاصل ست پس دراین علم درمیان نبی وغیر نبی چہ فرق ست ودریں الفاظ ناشایستہ آنقدر سخت استخفاف وگستاخی وتوہین سید المرسلین ﷺ نمودہ است کہ مثل آن از اہل اسلام متصور نیست علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ در جلد سوم از رد المحتار باب المرتد تصریح کردہ کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ در کتاب الخراج میفرماید کہ اگر کسے آنحضرت ﷺ را دشنام داد یا تکذیب کرد یا تعییب یا تنقیص شان حضور انور کافر گردد نص العبارۃ ھکذا ایما رجل مسلم سب رسول اللہ ﷺ او کذبہ او عابہ او نقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ و بانت منہ امرأتہ انتھی۔

ودر قرآن شریف صحابہ کرام را از لفظ راعنا گفتن کہ ایہام معنی توہین داشت سخت ممانعت شدہ اگر چہ غرض صحابہ کرام ازیں لفظ گفتن تنقیص شان آن سرور عالم ﷺ ہرگز نہ بود۔ پس از علمائے وہابیہ افسوس صد افسوس ست کہ دیدہ ودانستہ الفاظ توہین آمیز بر زبان می آرند بلکہ چھاپ کردہ مشتہرے می سازند اگر کسے فوٹوے ایں الفاظ گرفتہ درحق مولوی اشرف علی صاحب یا بزرگان واساتذہ کہ دریں قول ہمنوائش می باشند بگوید کہ مولوی اشرفعلی صاحب وعلمائے دیوبند علم محیط کلی ندارند کہ عقلاً ونقلاً غیر مسلم ست باقی ماندہ علم جزوی پس دریں تخصیص مولوی اشرف علی وعلمائے دیوبند چیست اینچنیں علم برائے ہر کناس وچمار بلکہ ہر خروسگ وخنزیر حاصل ست چرا کہ ہر یک گونہ علم مثلاً ایں چیز از خوردنی اوست حاصل ست اگر چنیں نیست پس درمیان علمائے دیوبند وبہائم خروسگ وغیرہ وجہ فرق بیان کردن ضروری

ست پس ظاہر آنست کہ ایں الفاظ موہنہ را مولوی اشرف علی صاحب در حق خود و اساتذہ خود ہرگز گوارا نکند و اگر گوارا فرماید اپس اورا مبارک۔

ست...... و برایں تقدیر اورا مے باید کہ چناں این الفاظ را در شان سید الانبیاء ﷺ نوشتہ بذریعہ رسالہ مطبوعہ مشتہر کردہ است ہمچناں برائے خویش و اساتذہ خویش و نیز این الفاظ رابصورت اشتہار چھاپ کنانیدہ خود را مشتہر فرماید۔ وقبل ازیں در جواب سوال چہارم وسعت علم حضرت سردار عالم ﷺ از جمیع مخلوقات بدلائل ساطعہ مبین و مبرہن کردہ شد کہ اعادہ آن تحصیل حاصل وتطویل لاطائل ست۔ علامہ ابن جریر در تفسیر خود مطبوع مصر جلد دہم صفحہ ۱۰۵ از حضرت مجاہد شاگرد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما شان نزول آیت۔ ولئن سألتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل اباللّٰه وايته و رسوله كنتم تستهزؤن۔ لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم (توبہ) بیان میفرمایند کہ ناقۂ شخصے گم شدہ بود پس آن حضرت ﷺ فرمود کہ ناقہ درفلاں وادی ست پس یکے از منافقین گفت کہ محمد ﷺ ازغیب چہ داند وعبارۃ التفسیر ھکذا ولئن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قَالَ رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلاں بوادی كذا و كذا وما يدريه بالغيب انتهیٰ ازعبارت این ظاہر شد کہ در حقِ رسول اللہ ﷺ گفتن کہ او از علم غیب چہ داند صریح استہزاء و تنقیص شانِ رسالت ست و تنقیص آنحضرت ﷺ کفرست كما ذكره فی شفاء القاضی عياض و شرحه نسيم الرياض هذا ماظهرلی فی هذا الباب واللّٰه اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب۔

حررہ الفقیر صاحبداد خاں السندھی السلطانکوئی غفرلہٗ رب العباد

(۲۵۵)

احقر العباد صاحبداد
مدیر رسالہ الہادی

یوم الاثنین ۱۱۔ ذی العقدۃ الحرام
۱۳۹۴ھ مطابق ۲۲ اپریل ۱۹۲۹ء

(۲۵٦) این تمام اجوبه حق صراح و صدق قراح ند فلله درالجیب الفاضل و المحقق الکامل حیث سعی فی الظهار مکائد الوهابیین والرد علی خیالات اهل الزیغ المبطلین جزاه الله عنی و عن سائر المسلمین خیرالجزاء و حفظه عن السهووالزلل والخطا وانا المصدق

الفقیر محمد حسن الکتباری عفا عنه ربه الباری زاوج تاج محمد حسن سرفرازست

زاوج تاج محمد حسن سرفرازست

(۲۵۷) الاجوبة کلها صحیحة خادم حسین عفاعنه رب المشرقین بلھیڈ نہ آبادی

خادم حسین

(۲۵۸) اصاب الفاضل التحریر فیما اجاب بالتحریر انا المؤید الراجی رحمةالغنی الله۔

محمد ابراہیم الیاسینی عفاعنہ اللہ العلی

ناظم جمیعۃ الاحناف صوبہ سندھ

(۲۵۹) المجیب مصیب وجوابه حق صریح و صدق صحیح۔ وانا المصحح الفقیر۔قمرالدین العطائی مدیر رساله"مهر"

(۲٦۰) لِله درالمحررالمحقق و الفاضل المدقق حیث اتی باجوبة کافیة و دلائل شافیة سطع الحق بها حق السطوع ووضع الصدق بها حق الوضوح وماذا بعد الحق الاالضلال والهادی هوالله المتعال۔ وانا المصدق الفقیر محمد قاسم المتوطن فی گڑھی یاسین ضلع سکھر سنده۔

محمد قاسم

(۲۶۱) الاجوبۃ کلہا صحیحۃ۔ فقیر عبدالستار صدر مدرس الہ آباد نزدیک صحبت پور ضلع سیبوی۔ بلوچستان۔

(۲۶۲) ہذا ھو الحق والحق احق ان یتبع۔ عبد الباقی

نمقه الفقیر عبدالباقی الھمایونی عفی عنه

(۲۶۳) بخدمت اقدس حضرت حامی شرح متین ماحی آثار راہزنان دین مولینا مولوی حشمت علی صاحب سلمہ فقیر محمد حسن تسلیمات عرض میرسانند

واستدعائے دعائے خیر از حضور احباب میکند از مدتے سوالہائے پنجگانہ برائے تصحیح علمائے سندھ بتوسط این گمنام بے بضاعت رسیدہ اند الحال واپس رسیدہ اند۔ بخصوص عرض داشتہ شدہ اندوایں فقیر بہ نسبت دشمنان حضور اقدس آنحضرت ﷺ کہ بموجب ولتعرفنهم فی لحن القول بخار عداوت آنہا از تحریرات وتقریرات خیشۂ آنہا دانستہ توقف را در شان آنہا جائز نمید اندوا قول انا لا اتوقف فی شانھم بل غضب اللّٰہ علیھم و علی اعوانھم باید دانست کہ ارتداد مرزا غلام احمد قادیانی بدو طریق از اصول مذہب اہل السنۃ والجماعۃ ثابت ست یکے دشنام دادن مرنبی اولوالعزم حضرت عیسیٰ ابن مریم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام ووالدہ طاہرہ ومطہرہ اورا۔ دوم صریح دعوائے نبوت ورسالت او بعد خاتم الانبیاء ﷺ وبرہمین دعوائے رسالت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب را مرتد وکافر دانستہ با او حکم جہاد جاری فرمود، مولوی رشید احمد گنگوہی ہمیں تحریر بیشک مرتکب تکذیب خدائے قدوس و سبوح ست مولوی قاسم کہ معنائے ختم نبوت را تحریف کرد وخاتم النبیین را بمعانیٔ آخر الانبیاء غلط وخیال عوام گفت و پیدا شدن نبی جدید بعد زمانہ نبوی ﷺ ہم تجویز کرد بیشک منکر مسئلہ ضروریہ دینیہ ختم نبوت ست مولوی خلیل احمد کہ علم محیط زمین را برائے شیطان وملک الموت ثابت بنصوص گفت واثبات ہمیں را برائے سید عالم ﷺ شرک گفت بیشک توہین وتنقیص کنندہ حضور اکرم ست ﷺ وہمچنیں حال ست مولوی اشرف علی را۔ خذلھم اللّٰہ تعالیٰ ما

اجرأهم على هذا الكلمات الخبيثة الضالة المضلة كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا والسلام على من اتبع الهدى جناب من رائے فقیر اینست کہ تحریر نمودو انا استغفر اللہ العظیم لی ولکم ونسأل اللہ لنا ولکم الثبات والاستقامة فی الدین والدنیا و الاخرة۔ ورحم اللہ عبدا قال امینا والسلام علیکم و علی من لدیکم۔

۱۶۔ ماہ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۵۷ء العبد الفقیر محمد حسن الفاروقی المجددی عفی عنہ ما کان منہ۔

۲۶۴۔ فتوائے ڈیرہ غازی خان پنجاب

الجواب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللھم صل وسلم و بارک علی نبیک محمد وآلہ بعد دمعلوماتک میں یقین سے کہتا ہوں اور حق جل شانہ، سے الحاج والتماس کرتا ہوں کہ میرے اس یقین کو قیامت کے لئے محفوظ و مامون رکھ کر اسے میری نجات اور فلاح کا موجب بنادے کہ رسول اللہ ﷺ بلا ریب نبی آخر الزمان ہیں۔ اور آپ کا تاخر تاخر زمانی کہنا ضروریات دین سے ہے۔ اگر آپ کی کمال مدح آپ کے بعد انبیاء علیہم السلام کے مستفیض ہو کر تشریف لانے میں ہوتی جیسا کہ نانوتوی صاحب بیان کرتا ہے۔ تو یا اللہ تعالیٰ کے سوا ان آلہہ کا تعدد جائز کہنا پڑے گا جو صاحب اطاعت اور جناب باری عزاسمہ سے صاحب استفاضہ ہوں یا حق جل شانہ کے حق میں اس طرح کی غایت ثنا و کمال مدحت ناجائز ہوگی۔ نانوتوی صاحب کا فقط نہیں بلکہ وہابیہ کے باپ اسمٰعیل دہلوی اور اس کے بعد سب کا عوام کو دھوکا دینے کیلئے یہ ایک عجیب ڈھکوسلہ ہے۔ جو نانوتوی صاحب بیان کرتا ہے۔ نہیں معلوم کہ وہ اسے کمال عظمت کیوں نہیں سمجھتا کہ آپ کے بعد ﷺ اس رتبہ عظمیٰ کا مستحق بھی کوئی نہ ہو اور کسی کے لئے آپ کے بعد ایسے منصب کی نہ ضرورت ہو۔ اور نہ وجہ

ضرورت اور گنگوہی خلف وعید کے مسئلہ پر بنا کرتے ہوئے بلاشک حق جل شانہ کے کذب ور وقوع کا مُجَوّز ہوا اور بلاشک حق جل شانہ کی گستاخی و توہین ناقابل معافی و ناقابل تلافی ہے۔ "واللہ العلیم عند اللہ العلی العظیم" اس نے اپنی رستگاری اور نجات کی کوئی مید باقی نہیں رکھی اور اسی طرح شیطان کے علم کو منصوص بنص ماننا اور آپ ﷺ کے علم کو مقابلے میں بیان کر کے یہ کہنا کہ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ الٰہی قیامت کے دن کونسی خزی اور کس خذلان کا موجب ہوگا۔ افسوس کہ ان اندھوں کو "وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما" میں لفظ باری جل شانہ (عظیم) پر اس قدر نظر بھی نہیں پڑی کہ عظمت کا اندازہ لافظ (باری جل شانہ) کے شان اعلیٰ کے مطابق مقصود ہے۔

اور تھانوی کی رسلیا کا فقرہ کہ (ایسا علم تو زید و عمرو بکر ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے) کتنی فاحشہ جہالت ہے۔ حق جل شانہ تو علم غیب پر خبردار کرنے کیلئے رسولوں کو پسند فرمائے کہ الا من ارتضی من رسول اور یہ مغرور کہے کہ زید و عمرو پاگل اور بہائم وغیرہ کو حاصل ہے۔ جزاھم اللہ تعالیٰ احسن ماجوزی بہ امثالھم

ناظرین بخدا کتاب "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" کو ضروری طور پر ہمیشہ اپنا ورد رکھو جس میں یہ سب مسائل و شرعی احکام مع جواب مفتیان حرمین شریفین موجود ہیں۔

زادھم اللہ شرفا و تعظیما واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

وانا العبد العاصی المدعو باحمد بخش عفی عنہ ساکن ڈیرہ غازی خان بلاک ۳

(۲۶۵) بلاشک یہ معنی خاتم النبیین کا جس کی لفظ مذکور سے ارادہ کرنے میں ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ صحت ارادہ میں کلام ہے ختم نبوت بمعنی لا نبی بعدی کے منافی ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس آیۃ کو معنی مذکور کی ادا میں نص بلا تاویل و تخصیص باجماع امت فرماتے ہیں اور

شرعاً وقوع کذب باری کا قائل بلا خلاف کافر ہے۔ اور وقوع کذب کو خلف فی الوعید میں داخل کرنا اور خلف فی الوعید کذب قرار دینا کمال ابلہ فریبی اور بیباکی ہے اور دلائل عقلیہ ونقلیہ قدر بارئہ احاطہ علم نبی اکمل الصلاۃ والسلام جمیع اشیاء ما کان وما یکون کے بکثرت موجود ہیں خداوند تعالیٰ گستاخوں کو گستاخی کا نتیجہ دیگا۔

الفقیر فضل الحق عفا عنہ مدرس اول مدرسہ نعمانیہ ڈیرہ غازیخان

(۲۶۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیشک بیشک بیشک کتاب مبارک حسام الحرمین شریف قطعاً یقیناً حق وصحیح ہے اور نانوتوی وگنگوہی وانبیٹھوی وتھانوی وقادیانی میں سے ہر ایک اپنے کفریات واضحہ شنیعہ ملعونہ کے سبب کافر مرتد فصیح ہے اور جو شخص ان میں سے کسی کے کفریات پر مطلع ہونے کے بعد اس کو مسلمان جانے یا اس کے کافر ہونے میں شک لائے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی اسلام سے خارج کافر واجب التفصیح ہے۔ ہم اس عقیدہ کو حق جانتے ہیں اور اس پر اپنے رب جل جلالہ سے اس کے حبیب ﷺ کے طفیل اجر عظیم ونعیم مقیم کی امید رکھتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الفقیر ابو الضمانتہ محمد امانۃ الرسول القادری البرکاتی النوری اللکنوی غفرلہ' ابن حضرۃ اسد السنۃ سیف اللہ المسلول محمد ہدایۃ الرسول علیہ غفران الرب ورحمۃ الرسول (واعظ الاسلام منجانب سلطنت عالیہ آصفیہ حیدرآباد دکن)

فتوائے ماتر ضلع کھیڑہ

(۲۶۸) بیشک کتاب حسام الحرمین شریف مسلمانوں کے لیے نور اور بے دینوں کے لیے
ہے۔اہل ایمان کے لیے باغ سنت کا مہکتا پھول اور بدمذہبوں کی آنکھوں میں کھٹکتا خار
ے۔اہلسنت کے لیے بردًا وّسَلَامًا کا نمونہ اور بے ایمانوں کے لیے غصہ وغیظ وغضب والم
بھڑکتا انگار ہے۔دین وسنت کی سپر اور کفر وبدعت پر تیر ہے۔اللہ تعالیٰ اس کے مولف
سور پرنور امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی حاجی شاہ
المصطفیٰ محمد احمد رضا خان صاحب قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ پر اپنی اور اپنے حبیب ﷺ
بیشمار رحمتیں فرمائے جنہوں نے یہ مبارک فتاوے شائع فرما کر مسلمانان ہند پر وہ عظیم
سان فرمایا ہے کہ ہندوستان کا کوئی سنی مسلمان آپ کے بار کرم سے سبکدوش نہیں ہوسکتا۔
علمائے کرام حرمین محترمین کی اس پر تصدیقات ہیں ان پر اللہ ورسول جل جلالہ و ﷺ
رحمت ورضوان نازل ہو۔افسوس اور ہزار افسوس کہ وثوق سے معلوم ہوا ہے کہ حسام
رمین شریف کے مقرظین ومصدقین میں سے جو باقی تھے یا ان کی اولاد میں سے باقی بچے
گئے تھے ان کو اس بڑھتی عمر میں خلیل احمد انبیٹھوی علیہ ما یستحقہ نے جا کر اپنے آقائے
ت ابن سعود مردود سے کہہ کر شہید کرادیا۔''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ وَاشد مقت
ہ علی کل کافر ملعون''۔

فقیر خادم العلمائے والسادات والفقراء پیر سید شفیع میاں غفرلہٗ

فرزند وسجادہ نشین حضرت پیر سید و میاں صاحب قادری علوی رحمۃ اللہ علیہ۔

ماتر ضلع کھیڑہ ملک گجرات۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۲۶۸) حضرت اخی المعظم پیر سید شفیع میاں صاحب قبلہ نے جو جواب تحریر فرمایا ہے حق وصواب ہے میں سب سنی بھائیوں کو وصیت کرتا ہوں کہ ہر سنی بھائی اس مبارک کتاب کو اپنے گھر میں رکھے جو خود پڑھ سکتا ہو خود پڑھا کرے ورنہ دوسرے سے پڑھوا کر سنا کرے۔

فقیر سیّد زین الدین قادری غفرلہ ابن حضرت پیر سید سیدو میاں رحمۃ اللہ علیہ۔

ضروری وضاحت

رسالہ مبارکہ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین پہلی مرتبہ ۱۳۲۴ھ میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ وہابیہ دیابنہ نے دیکھا کہ عرب وعجم میں ان کے کفر وارتداد کی دھوم مچ رہی ہے، ان حالات میں ضروری تو یہ تھا کہ اپنی گستاخانہ اور سراسر غیر اسلامی عبارتوں سے علی الاعلان توبہ کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے لیکن یہ نجات اُخروی کا راستہ ان حضرات کو پسند نہ آیا۔ بلکہ اخروی راحت پر دنیاوی آرام وآسائش کو ترجیح دیتے رہے۔

یہ فیصلہ کر لینے کے بعد ان حضرات نے حسام الحرمین کی نورانیت کو گھٹانے اور جہلا میں اپنا بھرم بنانے کی غرض سے سر جوڑ کر ۱۳۲۶ھ میں ایک غیر متعلقہ کتابچہ المہند علی المفند کے نام سے گھڑا اور عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی غرض سے اسے حسام الحرمین شریف کا جواب ٹھہرانے لگے، حالانکہ یہ حضرات اگر خوف خدا اور خطرہ روز جزا سے عاری نہ ہو گئے ہوتے تو ایسے جعلسازی کے پلندے اور مجموعہ تلبیسات کا نام بھی زبان پر نہ لاتے۔ لیکن علمائے دیوبند چونکہ آنکھوں پر ٹھیکری رکھ کر مقام استناد واستشہاد میں اس کا نام لیتے رہتے ہیں۔ لہذا المہند کی حقیقت انصاف پسند حضرات پر واضح کرنے کی خاطر حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ مبارکہ المسمی التحقیقات لدفع التلبیسات کو احقر کے مشورے سے الصوارم الہندیہ کے ساتھ شامل کر کے پیش کیا جارہا ہے ہم قارئین کرام سے انصاف کے اور مولیٰ تبارک وتعالیٰ سے قبولیت کے امیدوار ہیں۔

احقر العباد: اختر شاہجہان پوری مظہری عفی عنہ لاہور

التحقیقات لدفع التلبیسات

از مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین رحمۃ للعالمین خاتم النبیین محمد رسول اللہ الامین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

استفتاء

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بخدمت بابرکت حضرت حامئی سنت ماحئی بدعت جناب فخرالاماثل صدر الافاضل استاذ لعلماء و رئیس الفقہاء اکرم المفسرین، امام المناظرین سیدنا و مولانا مولوی حافظ قاری مفتی حکیم حاجی محمد نعیم الدین صاحب قبلہ مدظلالہ اللہ و افضالہ و دام برکاتہ، وفیوضانہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے اہلسنت وجماعت ان امور ذیل میں کہ:

نمبرا: مخالفین اور وہابیہ دیوبندیہ نے جو یہ شورش اٹھائی ہے کہ اعلیٰ حضرت حکیم الامت، مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ شیخ الاسلام والمسلمین، سیدنا مولانا شاہ مفتی محمد احمد رضا خان صاحب محدث بریلوی رضی اللہ عنہ کثرت سے علمائے امت کو کافر کہتے ہیں۔ اس لیے اعلیٰ حضرت کو مکفر المسلمین کے لقب سے یاد کرتے ہیں تو آیا یہ کہنا ان کا حق ہے یا باطل۔ ہدایت ہے یا ضلالت؟

نمبر ۲: اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ جن علماء کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے کافر کہا یا کفر کا فتویٰ دیا گیا۔ تو کن وجوہ سے۔ آیا ازروئے دلائل شرع شریف۔ یا یوں ہی بلا دلائل کافر کہنا استعمال کیا ہے؟ ہر شخص جانتا ہے کہ بلا ثبوت شرعی کسی مسلمان کو کافر کہنا گناہ عظیم بلکہ حقیقتاً بحکم حدیث شریف خود کافر بننا ہے۔ تو مخالفین کا یہ کہنا اعلیٰ حضرت کا جو شخص ہم خیال وہم عقائد نہ ہو اسکو وہ مسلمان ہی نہیں جانتے۔ تو آیا یہ صحیح ہے یا غلط؟

نمبر ۳: دیوبندی علماء کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے حسام الحرمین میں بہت سی عبارتیں کانٹ چھانٹ کر نقل کر کے علمائے حرمین شریفین سے کفر کا فتویٰ لکھوالیا ہے۔

چنانچہ ایک کتاب "التلبیسات لدفع التصدیقات" معروف "المهند" جس کو مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے مرتب کر کے شائع کی ہے۔ جس پر علمائے حرمین شریفین اور ہند کے علماء کی مہریں اور تصدیقیں موجود ہیں۔ جس سے سند لاتے ہیں کہ علمائے دیوبند کے عقائد پر علمائے حرمین شریفین تصدیق فرما رہے ہیں۔ لہذا اب استفسار ہے کہ کتاب حسام الحرمین حق ہے یا کتاب "التصدیقات" ہمارے سنی علمائے کرام کا عمل کس پر ہے؟ دیوبندی عقائد والوں کو تو بڑا ناز ہے کہ ہم لوگ حق پر ہیں۔ اور بریلوی عقائد والے مفتری اور کاذب کہ ان کے یہاں کفر کا کارخانہ ہے جس کو چاہتے ہیں مسلمان کہتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں کفر کا فتویٰ دیکر دوزخ میں ڈال دیتے ہیں۔ تو آیا یہ صحیح ہے۔ یا غلط؟

یہ مسلمان کلمہ گو اگرچہ نماز روزہ حج وغیرہ بجالاتا ہو، مگر خدا ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کی جناب میں گستاخی یا ادنی سی توہین کرنے والا ہو، تو آیا ایسا شخص مسلمان باقی رہتا ہے یا نہیں؟ مفصلاً جواب نمبروار بحوالہ کتب عام فہم صورت میں عنایت فرمایئے اور۔ عربی عبارات آیت وحدیث جہاں پر آوے مع ترجمہ بزبان اردو وتحریر فرمایا جاوے تا کہ بخوبی سمجھ میں آجاوے۔ **بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔**

المستفتی محمد عبد الحمید سنی حنفی خادم مدرسہ اسلامیہ رحمانیہ رنگپور شریف ڈاک خانہ جلالپور ضلع فیض آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الوھاب: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

نمبرا: (وہابیہ کا یہ اتہام کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے علمائے اسلام کو کافر کہا، کذب محض وافترائے خالص ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ان مفسدین کو کافر فرمایا جو ضروریات دین کے منکر ہوئے۔ ایسوں کو قرآن وحدیث اور تمام امت کافر کہتی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے کفر کا حکم اپنی طرف سے نہیں دیا۔ نصوص نقل فرمائی ہیں۔ جن کا آج تک کسی وہابی نے جواب نہیں دیا۔ اور نہ کبھی کوئی جواب دے سکتا ہے ان امور کا کفر ہونا اور ان کے قائل کا کافر ہونا خود وہابیہ کو بھی تسلیم ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب بسط البنان میں لکھتے ہیں:

جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے۔ نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم ﷺ کی۔

رہی یہ بات کہ جو اعلیٰ حضرت کا ہم عقیدہ نہ ہو۔ اس کو وہ کافر جانتے ہیں۔ یہ درست ہے اور مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ ایمانیات اور ضروریات دین میں جو اس کا ہم عقیدہ نہ ہو۔ وہ کافر ہے۔ مثلاً جو شخص توحید میں ہمارا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے۔ توحید مانے، رسالت میں ہم اعتقاد نہ ہو وہ کافر، توحید ورسالت دونوں کو تسلیم کرے۔ قرآن کا منکر ہو تو کافر۔ غرض کسی ایک امر ضروری دینی کا انکار کرے کافر ہے۔ مسلمان وہی ہے جو تمام ضروریات دین میں ہمارا ہم عقیدہ ہو۔ حدیث جبرائیل میں ہے:

"قال ان تؤمن باللہ و ملائکتہ و کتبہ ورسلہ والیوم الآخر وتؤمن بالقدر خیرہ و شرہ"۔

یعنی ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے ملائکہ اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روز آخرت کو مانے اور اس کی تقدیر خیر و شر پر ایمان لائے۔

تو جو ان امور میں ہم عقیدہ ہے۔ مومن ہے اور جو ان میں سے ایک میں بھی ہم عقیدہ نہیں اس کو حقیقت ایمان ہی حاصل نہیں۔ مومن نہیں۔ کافر ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

نمبر ۲: یہ قطعاً غلط ہے کہ حسام الحرمین میں وہابیہ کی عبارات میں قطع و برید کر کے کفری معنی پیدا کیے گئے ہوں۔ عبارتیں بلفظہا نقل کی گئیں ہیں۔ انہیں پر فتوی لے لیا گیا ہے۔ ان ہی کو علمائے حرمین طیبین نے کفر فرمایا ہے۔ البتہ ایک مضمون کی چند عبارتیں ایک کتاب میں تھیں تو ان کو اختصار کے لیے یکجا لکھ دیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک عبارت کفری معنی رکھتی ہے۔ مجموعہ کے ملانے سے کوئی جدید معنی نہیں پیدا کیے گئے۔ یہ محض افترا ہے اور ہر شخص حسام الحرمین کے نقول کو اصل کتابوں سے ملا کر اطمینان کر سکتا ہے۔

البتہ وہابیہ کی کتاب "التلبیسات لدفع التصدیقات" یقیناً اسم بامسمی ہے۔ اس میں تلبیس کی گئی ہے اور چالاکیوں سے کام لیا گیا ہے۔ علمائے مکہ مکرمہ کو طرح طرح کے دھوکے دیئے ہیں اپنا مذہب کچھ کا کچھ بتایا ہے۔ عقیدے برخلاف اپنی تصانیف کے ظاہر کے ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند ایک فریب کاریاں اس کی نقل کی جاتی ہیں۔

نمبر ۱: وہابی ہندوستان میں کس کو کہا جاتا ہے؟ اس کی تفصیل میں لکھا ہے "بلکہ جو سود کی حرمت ظاہر کرے۔ وہ بھی وہابی ہے۔ گو کتنا ہی بڑا مسلمان کیوں نہ ہو۔" (التلبیسات ص ۳)

دیکھیے کتنا بڑا دھوکا ہے۔ ہندوستان میں سود کے حرام کہنے والے کو کون وہابی کہتا ہے۔ سود کو تمام علمائے اہلسنت حرام فرماتے ہیں۔ وہابی کے یہ معنی بتانا کتنا بڑا خدع و مکر ہے۔

نمبر ۲: روضہ طاہرہ کی زیارت کے متعلق لکھا ہے کہ "اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب

اور سبب حصول درجات ہے۔ بلکہ واجب کے قریب ہے۔ شدِّ رحال اور بذل جان و مال سے نصیب ہو۔‘‘ (التلبیسات ص ۴)

صفحہ نمبر ۴ میں زیارت شریف کی نیت سے سفر کرنا وہابیہ کا قول بتایا۔ دیکھئے کہ کیسے خالص سنی بن رہے ہیں۔ گویا وہابی ان کے سوا اور کوئی ہے۔ اب ذرا تقویۃ الایمان دیکھئے کہ وہاں سلسلہ شرکیات میں لکھا ہے: ’’اس کے گھر کی طرف۔ اور دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا‘‘۔

(تقویۃ الایمان ا مطبوعہ مر کنٹائل پریس دہلی ص ۴۴)

دوسری جگہ لکھا ہے: ’’اور کسی کی قبر یا چلہ پر کسی کی تھان پر جانا، دور سے قصد کرنا‘‘

(تقویۃ الایمان مطبوعہ مر کنٹائل پریس دہلی ص ۴۵)

اس میں صاف بتایا کہ کسی کے گھر یا کسی کی قبر کی طرف سفر کرنا شرک ہے اور تقویۃ الایمان کے مصنف اسماعیل کی تعریف اسی ’’التلبیسات‘‘ کے صفحہ ۳ میں مرقوم ہے۔ جب وہ ان کا پیشوا ہے۔ اس کی کتاب پر ساری جماعت کا ایمان۔ اور اسمیں بقصد زیارت سفر کو شرک کہا۔ اسی سفر کو اس ’’التلبیسات‘‘ میں قربت اور واجب کہنا اور اس کے لیے جان و مال کا خرچ روا رکھنے کا اظہار کرنا کتنا بڑا کید اور کیسا کھلا ہوا فریب ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہابیہ کے دین میں تقیہ بھی درست ہے کہ اپنے مذہب کو چھپا کر کچھ کا کچھ ظاہر کر دیا۔

نمبر ۳: تقویۃ الایمان میں حضور سید عالم ﷺ کی طرف نسبت کر کے لکھا:

’’کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔‘‘ (تقویۃ الایمان ص ۶۹)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہابی حضور علیہ السلام کو مردہ جانتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ مگر ’’التلبیسات‘‘ میں ظاہر ہے کہ حضرت محمد ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی ہے۔ بلا مکلف ہونے کے۔ اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور

شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے۔ (التلبیسات ص ۷) دیکھیے کیا کھراسنی بن رہا ہے۔

نمبر ۴: تقویۃ الایمان صفحہ ۴۷ میں ہے:

''جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں''

اسی کتاب کے صفحہ ۴۳ میں اولیاء وانبیاء کی نسبت لکھا ہے۔ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے۔ نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔''

اور التلبیسات میں اولیاء کی نسبت اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا ہے۔

''ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا بے شک صحیح ہے''

(التلبیسات ص ۱۱)

نمبر ۵: التلبیسات صفحہ ۱۲ میں ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کے تابعین کو خارجی بتایا ہے اور ان کا یہ عقیدہ بیان کیا ہے کہ وہ اپنے فرقہ کے سوا تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک جانتے ہیں اور اہلسنت وعلمائے اہلسنت کا قتل ان کے نزدیک مباح ہے۔

مگر فتاوے رشیدیہ جلد اول صفحہ ۸ میں ہے:

''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔''

جلد ۳ صفحہ ۷۹ میں لکھا ہے:

''محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں۔ وہ اچھا آدمی تھا۔ سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا۔ بدعت وشرک سے روکتا تھا۔''

عقیدہ تو یہ ہے اور التلبیسات میں سنی بننے کے لیے ظاہر کیا کہ ہم اسکو خارجی جانتے ہیں کیا مکاری ہے۔

نمبر ٦: ختم نبوت کے متعلق التلبیسات میں اپنا عقیدہ ظاہر کیا کہ:

''آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب فرمایا ہے''۔

لیکن محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیین اور ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معنی تواتر تک پہنچ گئی ہیں۔ اور نیز اجماع امت سے۔ سو جانتا کہ ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے۔ کیوں کہ جو اس کا منکر ہے۔ وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔ اس لیے کہ منکر ہے نص صریح قطعی کا۔ (التلبیسات ص۱۴،۱۵)

یہاں تو صاف صاف اعلان ہے کہ حضور ﷺ آخر الانبیا ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور یہ آیت اور احادیث متواترۃ المعنی اور اجماع سے ثابت بتایا اور نص قرآنی کو اس معنی میں صریح و قطعی مانا اور اپنے آپکو خالص سنی ظاہر کیا۔ اور تحذیر الناس دیکھیے تو اس کے صفحہ ۲ پر یہ لکھا ہے۔

عوام کے خیال میں تو رسول کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ''ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین'' فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔

نمبر ۷: التلبیسات میں تو اپنا عقیدہ ظاہر کیا۔

''البتہ جہت و مکان کا اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت و مکانیت اور جملہ علامات حدوث سے منزہ عالی ہے''۔

(التلبیسات ص۱۳)

مگر واقعہ میں وہابیہ کا عقیدہ اس کے خلاف ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزہ جاننے کے عقیدہ کو بدعت سمجھتے ہیں چنانچہ امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی نے ''ایضاح الحق''، صفحہ ۳۵، ۳۶ میں لکھتا ہے:

"تنزیهه او تعالیٰ اززمان و مکان و جهت و ماهیت و ترکیب عقلی و مبحث عینیت و زیادت صفات و تاویل متشابهت و اثبات رویت بلاجهت و محاذات و اثبات جو هر فردو ابطال هوئی و صورت نفوس وعقول یا بالعکس و کلام در مسئله تقدیر و کلام و قول بصدور عالم وامثال آں از مباحث فن کلام و الهیات و فلاسفه همه از قبیل بدعات حقیقت است۔ اگر صاحب آں اعتقادات مذکوره از جنس اعتقادات دینیه شمارد۔"

یہ عیاری ہے۔ کہ عقیدہ کچھ ہے اور ظاہر کرنے میں اس کے خلاف

نمبر ۸: التلبیسات صفحہ ۱۷ میں لکھتا ہے:

''جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے۔ تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔''

یہاں تو یہ ظاہر کیا۔ اور پردہ اٹھا کر دیکھیے کہ حقیقت یہ ہے کہ جس عقیدہ پر دائرہ ایمان سے خارج ہونے کا حکم دیا ہے۔ وہ عقیدہ خود ان کا اپنا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ کیجیے۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۶۸ میں لکھتا ہے:

''انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہے۔ وہ بڑا بھائی ہے، سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے۔''

دوسری کتاب براہین قاطعہ جس کے مصنف بظاہر یہی مولوی خلیل احمد ہیں۔ جنہوں نے "التلبیسات" میں مذکورہ بالا عبارت لکھی ہے۔ وہ براہین قاطعہ صفحہ ۳ میں لکھتے ہیں۔

"اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کہہ دیا۔ وہ خود نص کے موافق ہی کہتا ہے۔"

اس مکاری کی کیا انتہا ہے جو عقیدہ بار بار چھاپ چکے۔ "التلبیسات" میں اسکا کیسا صریح انکار کر دیا۔

نمبر ۹: "التلبیسات" صفحہ ۱۸ میں ہے:

"ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں۔ جنکو ذات وصفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقتہائے حقہ واسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا۔ نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی رسول اور بیشک آپ کو اولین وآخرین کا علم عطا ہوا۔ اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے"۔

اس عبارت کو ملاحظہ کیجئے، کیا مسلمان بنے ہوئے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی وسعت اور حضور کا تمام خلق سے اعلم ہونا بیان کر رہے ہیں اور عقیدہ دیکھئے۔ تو نہایت ناپاک، کہ معاذ اللہ حضور کو اپنے خاتمہ اور انجام کا بھی علم نہیں۔ دیوار کے پیچھے کا علم بھی نہیں۔ چنانچہ تقویۃ الایمان مطبوعہ مرکنٹائل پریس دہلی صفحہ ۳۱ میں لکھا ہے:

"جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا، خواہ دنیا میں، خواہ قبر میں، خواہ آخرت میں، سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں، نہ نبی نہ ولی کو، نہ اپنا حال نہ دوسرے کا"۔

اور براہین قاطعہ صفحہ ۴۶ میں لکھا:

''اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔''

حقیقت عقیدہ تو یہ ہے اور دھوکا دینے کیلئے ''التلبیسات'' میں اور ظاہر کیا۔

نمبر ۱۰: التلبیسات صفحہ ۱۹ میں لکھا ہے:

''اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے اعلم ہے۔ وہ کافر ہے۔ اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتوی دے چکے ہیں۔ جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔''

یہاں تو یہ لکھا اور براہین قاطعہ میں خود ہی شیطان لعین کے لیے وسعت علم کو ثابت کیا۔ اور حضور کے حق میں اس کے ثبوت کا انکار۔ یہاں جس چیز کو کفر بتایا۔ اس کے قائل خود جناب ہی ہیں۔ براہین قاطعہ صفحہ ۴۷ میں لکھتے ہیں:

''شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔''

دیکھئے عقیدہ تو یہ ہے اور التلبیسات میں اس کا صاف انکار ہے۔ اور ایسے عقیدہ رکھنے والے کو کافر بتایا ہے۔ کیا عیاری ہے۔

نمبر ۱۱: التلبیسات صفحہ ۲۴ میں ہے:

''جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے۔ وہ قطعا کافر ہے''۔

علمائے حرمین کے سامنے تو اپنا عقیدہ یہ ظاہر کیا۔ اب دیکھیے کہ ایسا سمجھنے اور کہنے والا کون ہے جس کو کفر کہہ رہے ہیں۔ وہ فعل کس کا ہے ملاحظہ کیجئے۔ حفظ الایمان مطبوعہ مجتبائی مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ ۷۔۸ میں ہے:

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو۔ تو دریافت طلب یہ امر ہے۔ کہ مراد اس سے بعض غیب ہے۔ یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے"۔

دیکھیے۔ وہ کفری قول جس کے قائل کو التلبیسات میں کافر کہہ رہے ہیں خود ان کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی کا ہے۔ اس کے علاوہ دوسری عیاری یہ ہے کہ اس تلبیسات میں اشرف علی کی عبارت پیش کی تو اس میں قطع و برید کرلی۔ کہ حفظ الایمان میں تو "علم غیب کا حکم کیا جانا" لکھا اور التلبیسات میں "علم غیب کا اطلاق لکھتا ہے۔ کہاں حکم کرنا۔ کہاں محض اطلاق۔ اپنی عبارت میں تحریف کرڈالی۔ اگر ان کے نزدیک حفظ الایمان والی عبارت صریح کفر نہ تھی۔ تو التلبیسات میں اس کو کیوں بدلا؟ دوسرے لفظوں سے بیان کیا۔ اصل لفظوں کو کیوں بچایا۔ قول کچھ تھا اور علمائے عرب کو کچھ دکھایا۔

نمبر ۱۲: مجلس میلاد مبارک شریف کی نسبت اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ التلبیسات صفحہ ۲۴ "حاشا و ہم تو کیا۔ کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں۔ کہ آنحضرت کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے۔ وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ ﷺ سے ذرا...... بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ...... کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو۔ یا آپ کے بول و براز اور نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو"۔

دیکھئے یہاں مولود شریف کو اعلیٰ درجہ کا مستحب بنایا جاتا ہے اور اس کو بدعت سیہ کہنے سے حاشا کہہ کر انکار کیا جاتا ہے۔ بڑا فریب ہے۔ کیوں کہ اس میں وہ اس کے منکر ہیں۔ دیکھئے ذیل کے حوالے فتاوے رشیدیہ جلد ا صفحہ ۵۰ ہے۔

سوال: مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف نہ ہو۔ جیسے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے۔ یا نہیں؟ اور شاہ صاحب واقعی مولود یا عرس کرتے تھے یا نہیں؟

الجواب: عقد مجلس مولود اگرچہ اسمیں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو۔ مگر اہتمام وتداعی اس میں بھی موجود ہے۔ لہٰذا اس زمانے میں درست نہیں۔''

اسی فتاوے رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۱۴۵ میں ہے:

مسئلہ: محفل میلاد جس میں روایات صحیح پڑھی جائیں اور لاف وگزاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

اسی جلد (یعنی فتاوے رشیدیہ جلد دوم) کے صفحہ ۱۰۰ میں لکھا ہے:

''انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے''۔

اسی فتاوے رشیدیہ کے جلد ۳ صفحہ ۱۴۲ میں ہے:

کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں۔ اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔''

انصاف کیجئے کہ حقیقت میں مذہب تو یہ ہے کہ کوئی مولود شریف کسی طرح درست نہیں اور ''التلبیسات'' میں ظاہر اس کے خلاف کیا۔ یہ ہیں کیا دیاں۔ تمام کتاب ایسی ہی مکاریوں سے لبریز ہے۔ چند بطور نمونہ یہاں لکھیں گئیں۔

اب دوسرا انداز فریب ملاحظہ فرمائیے۔ خود سوالات لکھے اور خود ان کے جوابات۔

یے اپنے ہی گھر کے لوگوں سے تصدیقیں کرائیں۔ جوابوں میں وہ فریب کاریاں کیں۔
واوپر بیان ہوئیں۔ اب اس مجموعہ فریب کو حرمین شریفین لے کر پہنچے تاکہ وہاں کے علماء کو
ھوکہ دیں اور ان سے کسی طرح تصدیقیں کرالیں۔ تو کہنے کو ہو جائے۔ کہ حسام الحرمین میں
لمائے حرمین شریفین نے جن بدلگاموں پر کفر کا فتوی دیا ہے انہوں نے ہی ان کا اسلام تسلیم
کرلیا۔ مگر اللہ تعالیٰ ربانی علماء کا محافظ ہے۔ مکاروں کا کید نہ چلا اور حرمین طیبین کے علماء
علام کی تصدیقیں حاصل نہ ہوئیں اگر چہ بعید نہ تھا کہ وہ حضرات ان پُر فریب جواربوں
سے دھوکہ کھاتے۔ جن میں فریب کاروں نے اپنے آپکو پکا سنی ظاہر کیا تھا۔ مگر الحمد للہ
کہ حرمین طیبین کے علمائے کرام اس دام فریب میں نہ آئے۔

علمائے حرمین کی تصدیق کا حال

علمائے حرمین طیبین کی تصدیقات تو حسام الحرمین میں دیکھیے ۔التلبیسات کی جعلی کارروائی محض فریب کاری ہے۔عنوان میں تو لکھا:

"هٰذہٖ خلاصة تصديقات السّادة العلماء بمكة المكرمه"۔

اوراس کے ذیل میں صرف مولانا محمد سعید بابصیل کی ایک تحریر ہے۔اس تحریر میں کہیں ذکر نہیں کہ براہین قاطعہ وحفظ الایمان وتحذیر الناس وفتوائے گنگوہی پر جو حکم حسام الحرمین میں دیا گیا ہے غلط ہے نہ یہ تحریر ہے کہ ان کتابوں کی کوئی عبارت کفری نہیں۔ تصدیق کس بات کی ہے۔اوراس تحریر سے دیوبندیوں کو کیا فائدہ پہنچتا ہے۔التلبیسات میں جوانہوں نے اپنے آپکو سنی ظاہر کیا ابن عبدالوہاب نجدی کو وہابی وخارجی بتایا۔مولود شریف کو جائز کہا۔اس کی مولانا نے تصدیق فرمادی۔تو یہ سنیت کی تائید ہوئی۔وہابیہ کی حیاداری ہے کہ وہ اس تحریر کو اپنی تائید میں پیش کریں۔

علاوہ بریں جوتحریر انہوں نے لکھی تھی بعینہ درج کرنا تھی۔اس کا خلاصہ کیوں کیا گیا۔وہ کیا مضمون تھا جن کو چھپانے کیلئے ان تحریروں میں کانٹ چھانٹ کی اور اس التلبیسات میں خوداقرار ہے۔چنانچہ صفحہ ۵۰ کے اول میں لکھا ہے۔

''یہ علماء مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفًا و تعظیمًا کی تصدیقات کا خلاصہ ہے''۔

جن علماء کی تحریر اپنی بریت کے ثبوت کے لیے پیش کی جاتی ہے۔اس میں قطع و برید کیوں کی گئی۔اس سے اہل فہم سمجھ سکتے ہیں کہ وہ تحریر ان کے موافق نہ تھی۔جو باتیں خلاف اور صریح خلاف تھیں۔وہ نکال دیں۔یہ حال دیانت کا ہے۔

اس کے بعد ایک تصدیق شیخ احمد رشید کے نام سے لکھی گئی ہے تاکہ لوگ سمجھ لیں

کہ یہ بھی کوئی عرب اور علمائے مکہ میں سے ہوں گے۔ مگر آخر میں جہاں دستخط ہیں۔ وہاں بندہ احمد رشید خاں نواب لکھا ہے۔ (دیکھو التلبیسات صفحہ ۵۲)

یہ نواب اور خاں بتلا رہا ہے کہ یہ عرب نہیں ہیں۔ اسی لیے اول میں ان کے نام کے ساتھ نواب اور خان نہیں لکھا گیا۔

تیسری تصدیق شیخ محب الدین کی ہے جن کو مہاجر لکھا ہے۔ لفظ مہاجر سے ظاہر ہے کہ وہ عرب اور علمائے مکہ میں سے نہیں۔ ان کی تحریر کو علمائے مکہ کی تحریر قرار دینا دنیا کو فریب دینا ہے۔ یہ جرأت ہے کہ ہندوستانیوں کی تحریریں علماء مکہ کے نام سے پیش کر کے دنیا کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔

چوتھی تحریر شیخ محمد صدیق افغانی کی ہے۔ اس کو بھی علمائے مکہ کے سلسلے میں داخل کیا ہے۔ ہندی و افغانی علماء مکہ میں گئے۔ اس دھوکہ دہی کی کچھ انتہا ہے ایسے تو جتنے حاجی ہندوستان سے گئے تھے۔ سب کے نشان انگوٹھے لے کر علمائے مکہ میں شمار کر دیتے۔ تو کوئی کیا کرتا۔

ایک اور بڑا مکر

اسی سلسلہ میں پانچویں اور چھٹی تحریریں شیخ محمد عابد صاحب مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی شیخ علی بن حسین مدرس حرم شریف کی بھی درج ہیں۔ یہ حضرات بے شک علماء مکہ سے ہیں۔ مگر ان کے نام سے جو تحریریں التلبیسات میں درج ہیں۔ وہ جعلی ہیں چنانچہ خود التلبیسات صفحہ ۵۵ میں لکھا ہے کہ......

''جناب مفتی مالکیہ اور ان کے بھائی صاحب نے بعد اس کے کہ تصدیق کر دی تھی۔ مخالفین کی سعی کی وجہ سے اپنی تقریظ کو بحیلہ تقویت کلمات لے لیا اور پھر واپس نہ کیا۔ اتفاق سے اس کی نقل کر لی گئی تھی۔ سو ہدیہ ناظرین ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ ان حضرات کی تحریر وہابیہ کے پاس موجود نہیں۔ ان کے نام سے تحریر چھاپنا کس قدر ریبا کی اور مخادعت ہے۔ فرض کرو۔ یہ سچ ہی سہی۔ اگر ان صاحبوں نے اپنی تحریر واپس لے لی اور پھر نہ دی تو وہ تحریر ان کو مقبول نہ ہوئی۔ اس کو آپ کے سر تھوپنا کتنا بڑا مکر ہے۔ اور اگر مخالفین کی رعایت کی وجہ سے حق کو چھپایا تو وہ اس قابل ہی کب رہے کہ ان کی تحریر قابل اعتبار ہو۔ غرض کسی طرح سے ان کی تحریر چھاپنا اور ان کی طرف نسبت کرنا درست نہیں۔

''التلبیسات'' میں علمائے مکہ کے نام سے صرف اتنی ہی تحریریں درج ہیں۔ ان میں قطع و برید بھی ہے۔ ہندیوں اور افغانیوں کو مکی بنایا گیا ہے۔ جعلی تحریریں بھی ہیں۔ ایک بھی تحریر قابل اعتماد نہیں کل کا کل کارخانہ دھوکے اور فریب کا ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ تمام علمائے کرام مکہ مکرمہ ان کے کفر پر متفق ہے۔ اور کسی طرح ان کی فریب کاری نہ چل سکی۔ اس لیے انہوں نے جعلی تحریریں بنائیں اور ہندوستانیوں اور

افغانیوں کو علمائے مکہ ظاہر کر کے ان سے کچھ لکھالیا۔ ایسا نہ کرتے تو تائید باطل کیلئے اور کچھ کر ہی کیا سکتے تھے۔

علمائے مدینہ کی تصدیقات کا حال

علمائے مدینہ کے نام سے "التلبیسات" میں عجب چال کھیلی ہے۔ مولانا سید احمد صاحب برزنجی کے کسی رسالہ کے چند مقالوں کی تھوڑی تھوڑی عبارتیں نقل کر کے اس پر جن چوبیس پچیس صاحبوں کے دستخط تھے سب نقل کر دیے۔ وہ دستخط التلبیسات پر نہ تھے۔ برزنجی صاحب کے رسالہ پر تھے۔ مگر التلبیسات میں سب نقل کر دیے۔ تاکہ عوام دھوکہ کھائیں کہ مدینہ طیبہ کے اس قدر علماء اس سے متفق ہیں۔ چنانچہ التلبیسات کے صفحہ ۶۰ میں اس کا اقرار بھی کیا ہے۔ برزنجی صاحب کا پورا رسالہ بھی نقل نہ کیا جس کو لوگ دیکھتے اور وہ کیا فرماتے ہیں۔ تین مقاموں کی کچھ عبارتیں لکھ ڈالیں۔ یہ کہاں کی دیانت ہے۔ اہل عقل سمجھ سکتے ہیں کہ اس رسالہ کو بالکل نظر انداز کر دینا ضرور کسی مطلب سے ہے اگر وہ موافق ہوتا۔ تو اس کا حرف حرف لکھا جاتا۔

مولانا شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی کی تحریر

علماء مدینہ کی تحریرات کے سلسلے میں سب سے آخر مولانا شیخ احمد بن محمد خیر شنقیطی کی تحریر ہے اس تحریر میں مولانا نے یہ تو نہیں فرمایا کہ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان وغیرہ کی وہ عبارات جس پر حسام الحرمین میں کفر کا حکم دیا گیا ہے درست ہیں یا کفر نہیں ہیں۔ یا ان کے مصنف مومن رہے کافر نہ ہوئے۔ بلکہ وہابیہ کا رد کیا ہے اور ان کی ناک کاٹ دی ہے کہ مولود شریف اور قیام وقت ذکر ولادت کو جائز و مستحب اور شرعاً محمود اور اکابر علماء کا قرناً بعد قرن معمول اور مسلمانوں کا شعار بتایا ہے۔

(دیکھو التلبیسات صفحہ ۶۱، ۶۲) اور اس نے بڑھ کر حضور کی روح مبارک ﷺ کی تشریف آوری کو امر ممکن اور اس کے معتقد کو غیر خاطی بتایا ہے۔ اور یہ تصریح کی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور وہابی دین پر خاک ڈالنے کیلئے یہ بھی لکھ دیا ہے۔ کہ حضور باذنہ تعالیٰ جہان میں جیسا چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں (دیکھو التلبیسات صفحہ ۶۲) یہ وہابیہ کا رد اور ان کے دین کا ابطال ہے۔ اس نے تقویۃ الایمان کو جہنم رسید کر دیا۔ اس کے علاوہ التلبیسات کی نقل کی ہوئی اور تحریرات بھی وہابیہ کے کھلم کھلا رد ہیں۔ یہ ایک نہایت مختصر نقشہ "التلبیسات" کا پیش کیا گیا جس سے ہر عاقل منصف اس دجالی کتاب کی فریب کاری پر نفرت کرے گا۔ اب بحمد اللہ تعالیٰ روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کہ حسام الحرمین حق وصحیح اور التلبیسات کذب وزور وباطل ومردود ہے۔

"والحمد لله رب العلمين والصلوٰة والسلام على خير خلقه و نور عرشه سيد الانبياء والمرسلين شفيع المذنبين خاتم النبيين رحمة للعالمين سيدنا محمد و اله وا صحابه اجمعين"۔

مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کے مقاصد واہداف

(۱) تلاوت قرآن کریم

(۲) تعلیم کتاب وحکمت

(۳) تزکیۂ نفس

(۴) غلبۂ دین

حضور سید العالمین علیہ التحیۃ والتسلیم کی بعثت کے مقاصد ہی مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کے مقاصد ہیں۔ ان بلند ترین اور عظیم اہداف کے حصول کے لیے جدوجہد کرنا ہماری راہ عمل ہیں، اس کے لیے بناءِ مساجد، مدارس کا قیام، کتب کی اشاعت، مجالس وکانفرنسز کا انعقاد، تربیتی کورسز کا اہتمام اور ہر سطح پر لٹریچر کی فراہمی اسی سلسلے کی سعی جمیل ہے، نور ونکہت کی اس جہدِ مسلسل میں آپ سب عاشقان مصطفیٰ علیہ السلام پرخلوص کارکنان کے عملی، مالی اور اخلاقی تعاون کے اشد ضرورت ہے اس لیے آپ مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کے باقاعدہ ممبر بن کر اقامتِ دین کی جدوجہد میں تقویت کا باعث بنیں اور اس فانی زندگی کو بامقصد بنا کر راحت وتسکین کا سامان کریں

برائے رابطہ

مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان

دفتر 119 مین بازار داتا دربار لاہور

0300-8192320, 0321-7972497

Email:mrkjamateahlesunnatpakistan@gmail.com